بہ این بہانہ درین بزم محرمی جوییم
غزل سراییم و **پیغام آشنا** گوییم
اقبالؒ

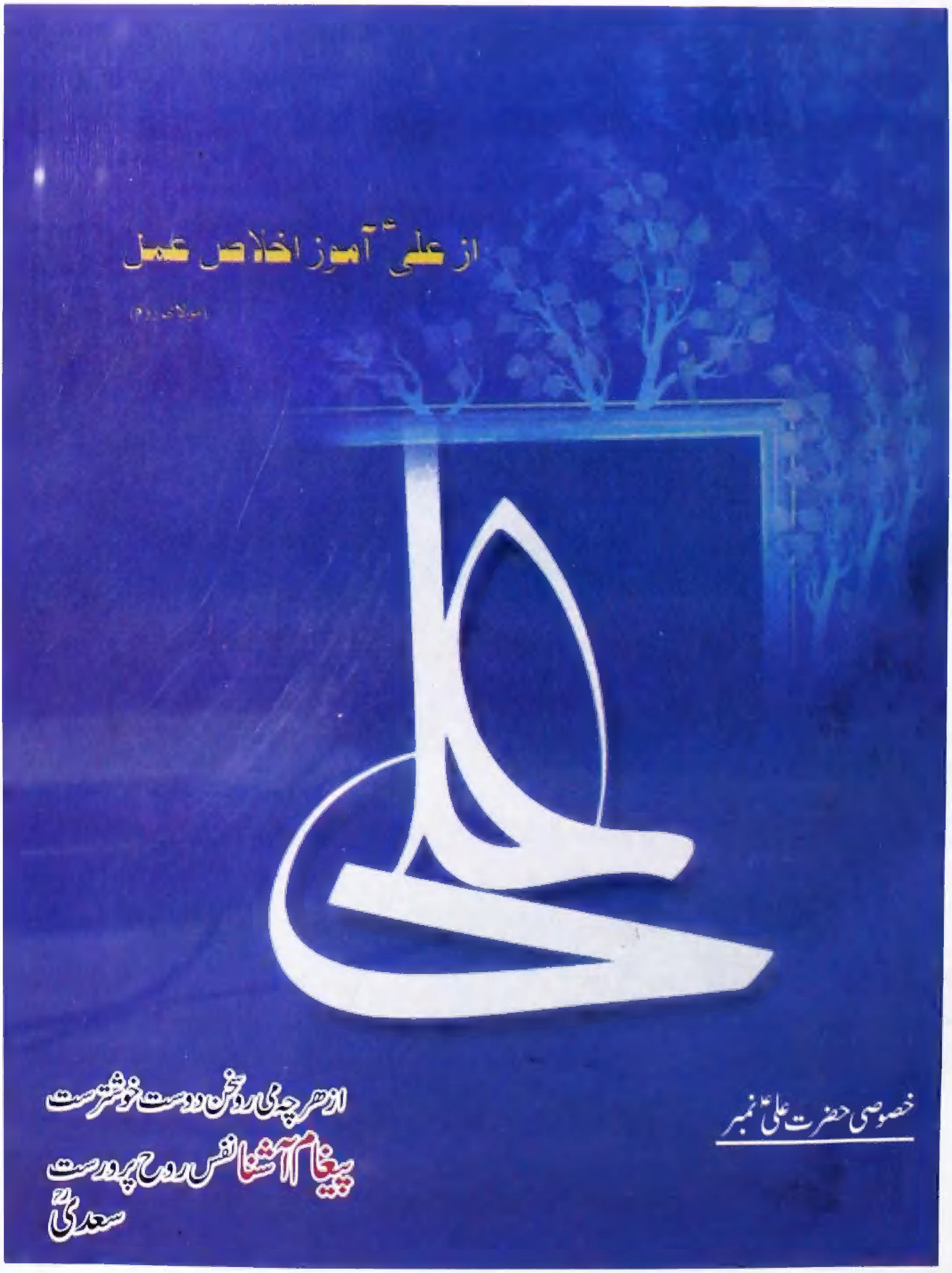

شمارہ ۸ شوال ۱۴۲۲ھ / دیماہ ۱۳۸۰ش / دسمبر ۲۰۰۱ء
ثقافتی قونصلیت اسلامی جمہوریہ ایران، اسلام آباد

Marfat.com

عاشق دلباخته

سر خم باد سلامت که به من راه نمود
ساقی باده بکف جان من آگاه نمود

خادم درگه میخانه عشاق شدم — عاشق مست مرا خادم درگاه نمود
سر و جانم به فدای صنم باده فروش — که بیک جرعه مرا خسرو جم جاه نمود
ماه رخسار فروزنده‌ات ای مایه عیش — بی نیازم بخدا از خور و از ماه نمود
برگ سبزی ز گلستان رخت بخشودی — فارغم از همه فردوسی[1] گمراه نمود
با که گویم غم آن عاشق دلباخته را
که همه راز خود اندر شکم چاه نمود

(۱) منسوب به فردوس، به معنی بهشت؛ فردوسی، یعنی بهشتی، اهل بهشت.

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

Marfat.com

Marfat.com

امیر المومنین علی (ع) بحثیت حاکمِ وقت ☆

جس دن لوگوں نے امیر المومنین حضرت علی علیہ اسلام سے بیعت کی اس دن بھی آپ نے اپنا پھاوڑا اور بیلچہ اٹھایا اور حسب معمول مزدوری کے لیے نکل گئے۔ آپ امیر المومنین ہوتے ہوئے بھی اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو عار نہیں سمجھتے تھے۔ آپ ایسے حکمران تھے جو اپنے دوسرے بھائی بلکہ تمام بھائی بندوں سے نچلی سطح پر زندگی بسر کرنے پر فخر کرتے تھے۔ آپ اس تھیلے کے منہ کو جس میں آپ کے کھانے کے لیے جو کا آٹا ہوتا ہمیشہ سر بمہر رکھتے تا کہ کہیں آپ کی صاحبزادیاں وفورِ محبت سے سرشار ہو کر اس آٹے میں گھی یا کوئی اور ذائقہ بدلنے والی شے شامل نہ کر دیں۔ یہ تھی آپ کی حیات انور! آپؑ فرماتے ڈرتا ہوں اس مملکت میں کہیں کوئی شخص بھوکا نہ رہ جائے، کسی کے پاس کھانے کو روٹی نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ میں مملکت کے غریب ترین افراد ہی کی طرح سے زندگی بسر کروں۔ یہ تھا وہ انداز حکمرانی جس میں حاکم یہ کہہ سکتا تھا۔ کہ ہم ایک دوسرے کے بھائی ہیں، حالانکہ خود حاکم وقت کی حالت دوسروں سے بھی کمزور درجے کی ہوتی تھی۔

آپؑ کے پاس ایک ہی پوست تھی جس پر رات کو آپ اور آپ کی زوجہ محترمہ حضرت زہراء (س) استراحت کرتے اور دن کو آپ اس پر چارہ ڈال کر اپنے اونٹ کو کھلاتے۔

(امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ)

☆ صحیفہ نور (امام خمینیؒ کے خطبات کا مجموعہ)، مرکز مدارک فرہنگی انقلاب اسلامی، تہران، ۱۳۶۱ شمسی، ج ۹،

Marfat.com

پیام رہبر معظم حضرت آیت اللہ خامنہ ای

بمناسبت سال حضرت علیؑ

۱۳۷۹ھ ش بمطابق (۲۰۰۰ء) کا سال حضرت علیؑ کے محترم نام کی برکتوں سے مالا مال ہوا ۱۳۸۰ھ ش (۲۰۰۱ء) کے سال کو بھی اسی نام کی مناسبت سے مخصوص کیا جانا چاہیے۔ اس سال کے دوران میں ہمیں سخت جدو جہد اور شدید کوشش کرنی چاہیے کہ نہ صرف ثقافتی اور علمی کام انجام دیں بلکہ اپنے طرز عمل اور کارگزاریوں کی بھی اصلاح کریں۔ ہمیں حتمی طور پر چاہیے کہ خصوصاً معاشرتی اور اہم حکومتی امور میں پیشرفت کریں نیز یہ کوشش کریں کہ اپنے اعمال کو حضرت علیؑ سے نزدیک تر (مشابہ) کریں۔

Marfat.com

پیغام آشنا

شمارہ ۸

شوال ۱۴۲۲ھ / دی ماہ ۱۳۸۰ / دسمبر ۲۰۰۱ء

ایرانِ اور پاکستان کے ثقافتی تعلقات کے بارے میں مطالعات اور تحقیقات پر مشتمل سہ ماہی مجلّہ

مدیر مسؤول

ڈاکٹر رضا مصطفوی سبزواری، یونیورسٹی پروفیسر و ثقافتی قونصلر ج.ا.ا۔ پاکستان

سردبیر (افتخاری)

ڈاکٹر محمد سلیم اختر

(زیرِ نظر ھیاتِ تحریریہ و مشاورانِ علمی)

مسؤول ھماھنگی ھا

عبدالرحیم حسن نژاد

نظارتِ فنی و مطبعی

جاوید اقبال قزلباش / توقیر حیدر

کمپوزنگ: ممتاز حسین آخوندزادہ ● طباعت: منزا پرنٹنگ پریس اسلام آباد

ثقافتی قونصلیٹ اسلامی جمہوریہ ایران۔ پاکستان

مکان نمبر ۲۵، گلی نمبر ۲۷، F-6/2، اسلام آباد

فون نمبر: 2827937-8، فیکس: 2821771

Marfat.com

منقبت حضرت علیؑ	ظہیر زیدی	۱۸۰
کیا شان علیؑ سبحان اللہ	سرفراز ظفر	۱۸۲
علیؑ علیؑ	مقصود جعفری	۱۸۳
نہج البلاغہ	سید سلمان رضوی	۱۸۵
حضرت علیؑ کے حضور	سید عارف	۱۸۷
نذر حیدر کرار	حکیم سرو سہانپوری	۱۸۸
حضرت علی المرتضیٰ	سرور انبالوی	۱۹۰
علی مولا مشکل کشا	ناصر زیدی	۱۹۲

خراج تحسین

قائد اعظم	عبرت صدیقی	۱۹۵

گوشۂ ادب

دو پر مہر دلوں کا پر خلوص تبادلۂ احساسات	حداد عادل را اکرم شاہ اکرام	۱۹۹
سوئے ہوئے قبائل میں اذان	احسان اکبر	۲۰۱
درویش خدامست	جاوید اقبال قزلباش	۲۰۳

نئی مطبوعات

تبصرہ کتب	ادارہ	۲۰۷

گرد و پیش

ثقافتی خبریں	ادارہ	۲۱۳

قارئین کے خطوط

پیغام آشنا کے نام	ادارہ	۲۲۹

چکیدہ مطالب بہ فارسی

	ادارہ	۲۳۳

Marfat.com

پیشگفتار

انتشار هشتمین شمارهٔ مجلهٔ پیغام آشنا باعنوان ویژه نامهٔ علی (ع) درسالی که به نام نامی حضرت علی (ع) نامگذاری گردیده است ، بر دوستداران و مشتاقان آن حضرت فرخنده باد.

وقتی در جلسهٔ مشورتی هیأت تحریریه مجلّه این موضوع یعنی اختصاص شمارهٔ هشتم به نام پربرکت علی (ع) مطرح گردید مورد استقبال همگان قرار گرفت و باتوجه به مهلت اندکی که برای ارسال مقاله ها برای شماره هشتم تعیین گردیده بود ، مقاله ها و اشعار زیادی به دفتر مجله رسید که مقاله های برتر همراه بابخشی از اشعار رسیده برای این ویژه نامه وسیلهٔ هیأت تحریریه انتخاب شد.

تجلّی شخصیّت عالی مقام آن حضرت در سراسر شبه قاره چندان فراگیر بوده است که شمار کتابها و مقاله ها و نسخه های خطی موجود در شبه قاره به زبانهای گوناگون دربارهٔ عظمت روح و شجاعتِ تن و بیانات دُرَرْبار و بلندی اندیشه آن بزرگ مرد تاریخ اسلام کم سابقه است. ما برای نمودن آنهمه ارادت و اخلاص و تواضع و احترام و دریک کلام مقبولیتِ علی (ع) در نظر مردم عزیز پاکستان و باتوجه به محدودیت صفحات مجله، به تهیه مجموعه ای جداگانه اقدام کرده ایم که به عنوان " پیوستِ " همین شمارهٔ مجله در اختیار خواندگان گرامی قرار می گیرد. که بی شک اندکی است از بسیارها و قطره‌ای است از دریاهای شناخت علی (ع) ، چه خود را مقید به ذکر منابع و مآخذ می دانیم و در آن " پیوست " تنهابه آن تعداد از کتابها و مقاله ها و نوشته ها دربارهٔ علی (ع) در پاکستان اشارت کرده ایم که در دسترس بوده و یا نشانی از آنها را در منابع مربوط که در پایان آن مجموعه آورده و به آن منابع استناد کرده ایم، موجود باشد وگرنه آنچه درشأن علی (ع) تاکنون نوشته شده و نیز حجم آثار مربوط به آن حضرت در طول دورهٔ اسلامی به حدی است که تنهامی توان گفت، که :

کتاب وصف ترا آب بحرکافی نیست   که ترکنم سرانگشت و صفحه برگیرم

و مِنَ اللهِ التّوفیق و عَلیه التُّکلان

دکتر رضا مصطفوی

(استاد دانشگاه)

رایزن فرهنگی سفارت ج.ا.ا

بهمن ماه ۱۳۸۰

Marfat.com

حرف مدیر مسئول

پیغام آشنا کا آٹھواں شمارہ حضرت علیؑ کا نمبر ہے جو حضرت علیؑ کے اسم مبارک سے منسوب کیے گیے سال کے دوران شائع ہو رہا ہے۔ خدا کرے یہ سال ان کے دوستوں اور محبّوں کے لیے خوشیاں اور مسرتوں کا پیامبر ثابت ہو۔

جب ہیئت تحریریہ کے اجلاس میں **پیغام آشنا** کے آٹھویں شمارے کو حضرت علیؑ نمبر کے طور پر شائع کرنے کا موضوع زیر بحث آیا تو سب اراکین محترم نے اس تجویز کا خیر مقدم کیا اور باوجود اس کے کہ آٹھویں شمارے کے لیے مقالے ارسال کرنے کی مہلت کوئی زیادہ نہ تھی دفتر مجلّہ میں متعدد مقالے اور نظمیں موصول ہوگئیں ان میں سے جن منظومات اور مقالات کو ہیئت تحریریہ میں بہتر تشخیص دیا وہ اس خصوصی شمارے کی صورت میں آپ کے پیش نظر ہیں۔

حضرت علیؑ کی بلند مقام شخصیت کی پرنور تجلی برصغیر میں اس حد تک جلوہ فگن رہی ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں بے شمار کتابیں اور مقالے اور یہاں کی مختلف زبانوں میں موجود قلمی نسخے جو تاریخ کی اس عظیم الشان ہستی کی روح مبارکہ کی عظمت اور ان کے تن مبارک کی شجاعت اور گوہر بار بیانات اور اعلیٰ افکار کے بارے میں تالیف ہوئے، ان کی نظیر تاریخ اسلام میں کم ملتی ہے۔ ہم نے پاکستان کے لوگوں کی طرف سے حضرت علیؑ کے لیے عقیدت، خلوص، تواضع، اور احترام مختصر یہ کہ یہاں حضرت علیؑ کی محبوبیت و مقبولیت کے پیش نظر اور دوسری طرف مجلّے کی تنگ دامانی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ایک ضمیمے کی اشاعت کا بھی اہتمام کیا ہے۔ جو مجلّے کے ہمراہ قارئین کرام کی خدمت میں ارسال کیا جا رہا ہے جو بے شک علی شناسی کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر میں سے ایک قطرہ ہی ہے۔ چونکہ ہم خود کو مآخذ و منابع پیش کرنے کا پابند سمجھتے ہیں اس لیے اس ضمیمے میں صرف پاکستان میں علی شناسی اور معرفت علیؑ پر لکھی گئی ان چند کتابوں اور مقالوں ہی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو ہماری دسترس میں تھے یا جن کا ذکر اس ضمیمے کے آخر میں مذکور منابع و مآخذ میں موجود تھا۔ ہم نے صرف ان مآخذ سے استناد کیا ہے جو موجود تھے ورنہ حضرت علیؑ کی شان مبارکہ میں اب تک جو کچھ لکھا گیا ہے، نیز اسلامی تاریخ کی طویل صدیوں اور ادوار میں ان پر شائع شدہ مطبوعات کا حجم اس حد تک فراوان اور وافر ہے کہ ہم صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ:

کتاب وصف ترا آب بحر کافی نیست   کہ تر کنم سر انگشت و صفحہ بر گیرم

ومن اللہ التوفیق و علیہ التکلان

ڈاکٹر رضا مصطفوی

کلچرل قونصلر ج۔ا۔ا۔ اسلام آباد

بہمن ماہ ۱۳۸۰

Marfat.com

شخصیت علیؑ

Marfat.com

آشکارا اس کا ہے لحمک لحمی سے مقام
جلوۂ رخ اس کا عکس تابش روئے حبیب

ذات اس کی علم و فقر و معرفت کی جلوہ گاہ
رہنمائے منزل حق، رہبر کوئے حبیبؐ

ہو شب ہجرت کہ خیبر کا ہو دن صبر آزما
حیدرؓ و صفدرؓ رہا ہر دم رضا جوئے حبیبؐ

وہ ہوا واصل بہ حق رمضان میں شیرِ خدا
سال اس کے وصل کا طارق کہا "بوئے حبیب"
۴۰ھ

(طارق سلطانپوری)

Marfat.com

پاکستان میں مطالعات علیؑ پر تحقیقی کام

ڈاکٹر رضا مصطفوی سبزواری ☆
مترجم: جاوید اقبال قزلباش

مسلم اول شہ مردان علی
عشق را سرمایۂ ایمان علی
علامہ اقبال(۱)

حضرت امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کا بلند و بالا مقام اس بات کا سبب بنا ہے کہ آپ دنیا کے اسلامی ممالک، یہاں تک کہ مختلف اسلامی فرقوں کے درمیان ایک عظیم الشان اور نہایت محبوب مرتبے کے حامل ہوں۔ زیر نظر مقالہ ایک ایسی شخصیت کے بارے میں ہے جس کی روحانی، فلسفیانہ اور معاشرتی و عرفانی عظمت کا سراغ ان کی کتاب نہج البلاغہ سے ملتا ہے جو کہ ان کی قوت برہان اور عظمت فکر اور بیان کی روانی و سلاست کی شاہد ہے۔

ان کے خطبے اور خطوط اور حکم، لفظی اور روحانی نیز جامعیت اور محکم و پائیدار نثر کے اعتبار سے فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ نمونے شمار ہوتے ہیں اور بقول مصر کے معروف مصلح اور مرجع تقلید علامہ شیخ عبدہ کے ''نہج البلاغہ میں جن فصاحت کے فنون اور بلاغت کے قواعد کی شناخت کرائی گئی ہے وہ اسی (کتاب) کا خاصہ ہیں، خاص طور پر جبکہ نہج البلاغہ نے گفتگو کے اہداف میں سے کسی بھی موضوع کو نظر انداز نہیں کیا اور فکر و تدبر کی ہر گذرگاہ کو عبور کیا ہے۔''(۲)

☆ یونیورسٹی پروفیسر، وکلچرل، قونصلر سفارت اسلامی جمہوریہ ایران، اسلام آباد۔

Marfat.com

موجودہ مقالے میں ایک ایسی شخصیت موضوعِ سخن ہے جس نے شجاعت اور مروت کو باہم ملا دیا ہے(۳) میدان میں حضرت علیؑ کی جنگ اور تیغ آزمائی خدا کے سوا کسی شے کے لیے نہیں ہے اور اس میں خواہش نفس اور حرص کا ہرگز کوئی رنگ نہیں۔(۴) وہ حلم، صبر اور بردباری میں ایک عظیم الشان محکم پہاڑ کی طرح استوار ہیں لیکن مقام فرمان برداری حق تعالیٰ اور اس کے مشیت اور ارادے کے سامنے ایک تنکے کی مانند ادھر ادھر ڈولنے لگتے ہیں اور اس تسلیم و رضا کی منزل میں حتیٰ حق تعالیٰ کے غضب کو اپنے لیے رحمت سمجھتے ہیں۔(۵)

یہاں ہماری گفتگو اس حق جو اور مخلص انسان کے متعلق ہے جو دشمن پر قابو پا لینے اور اسے اپنے اختیار میں لے لینے کے بعد جب وہ آپ کے چہرہ مبارک پر لعاب دہن پھینک دیتا ہے تو فقط اس لیے اسے سزا دینے کے بجائے آزاد کر دیتے ہیں کہ مبادا یہ تصور بھی کیا جا سکے کہ آپ شخصی خواہش اور غرض کے لیے اسے قتل کر رہے ہیں۔

یہاں ہماری گفتگو خلائق میں سے اس حیرت انگیز شخص کے بارے میں ہے کہ مسلمان، مسیحی اور دوست و دشمن مورخوں کے بقول اس کی خوراک سادہ ترین اور غریبانہ ترین تھی لیکن اس کی شجاعت، وہ بھی جوانی کے آغاز میں، اتنی رزم جویانہ تھی کہ وہ عرب کے نامی گرامی پہلوانوں کو مٹی چاٹنے پر مجبور کر دیتا تھا۔(۶)

القصہ یہ مقالہ اس زاہد کے اوصاف کے بیان میں ہے جس کے متعلق اموی خلیفہ عمرؒ بن عبدالعزیز نے کہا تھا کہ علیؑ سے زاہد تر شخص اس دنیا میں نہیں گذرا۔(۷) حضرت علیؑ کے بارے میں مذکورہ بالا قابل قدر خصوصیات اس بات کا سبب بنی ہیں کہ عالم اسلام کے تمام ممالک بالخصوص پاکستان میں ان کے بارے میں نہایت خلوص کا مظاہرہ کیا جائے اور یہاں کے خوش عقیدہ اور علیؑ دوست لوگ ان کے متعلق تحقیقی کام انجام دیں، منقبتیں اور قصیدے لکھیں اور مختلف قسم کی تقریبات منعقد کریں اور ان کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر مختلف زاویوں سے تحقیق کر کے معلومات حاصل کریں، ان کے متعلق تقریریں کریں اور انہیں عالم اسلام کی ایک عظیم اور بے مثال شخصیت

Marfat.com

قرار دیں۔

علامہ اقبالؒ جو پاکستان کے عظیم مفکر و شاعر اور مشاہیر میں سے ہیں، معتقد ہیں کہ حضرت علیؑ پہلے مسلمان، شاہ مردان اور سرمایۂ ایمان ہیں:

مسلم اول شہ مردان علیؑ
عشق را سرمایۂ ایمان علیؑ (۸)

اقبال کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ کا مقام و مرتبہ اتنا بلند ہے کہ پیغمبر خدا نے ان کا نام ابوترابؑ رکھا اور پروردگار عالم انہیں اُم الکتاب میں یداللہ کا لقب دیتے ہیں۔ (۹) اسی طرح اقبال کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت علیؑ نے اس دنیا میں خیبر کے شکوہ و عظمت کو روند ڈالا اور اس دنیا میں ان کے ہاتھ سے آب کوثر تقسیم ہوگا۔ (۱۰) اقبالؒ کہتے ہیں وہ (علیؑ) خود آگاہی سے یداللھی اور اس ید اللھی کے افتخار کے ذریعے حکومت و بادشاہی کرتے ہیں۔ (۱۱) اقبال حضرت علیؑ کے وجود کو شہر علم کا دروازہ سمجھتے ہوئے حجاز سے چین و روم تک سراسر عالم اسلام پر ان کی حاکمیت کو بھی حتمی قرار دیتے ہیں۔ (۱۲)

علامہ اقبال حضرت علیؑ کو ایک ایسا حیرت انگیز اور محیّر العقول انسان سمجھتے ہیں جو، جو کی روٹی کھاتے مگر خیبر کو فتح کرتے ہیں۔ (۱۳) وہ حضرت علیؑ کی اس شجاعت اور دلیری کو ان کی قوت ایمانی اور عشق کا کرشمہ سمجھتے ہیں، جس طرح سے کہ پیغمبر اسلامؐ کا معجزہ شق القمر اسی عشق خدا کا نتیجہ تھا۔ (۱۴) اقبال صفت ''کرار'' کو حضرت علیؑ کے خاص مراتب اور مقامات میں سے ایک جانتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کی زندگی کو محفوظ رکھنے میں ان کی اس عظیم الشان صفت کے علاوہ ان کے لیے کوئی امکان حیات نہ تھا کہ وہ دین کی حقانیت کے اثبات کے لیے دشمنان اسلام کی صفوں پر بے دھڑک حملہ کر دیتے تھے۔ (۱۵)

برصغیر پاک و ہند کے مشتاق مسلمانوں کے بلند پایہ اور پر معنی و محتوی اشعار حضرت علی کی دوستی و محبت کے جذبات سے بھرے ہوئے ہیں۔ انہوں نے حضرت علیؑ کی عظیم شخصیت کی

Marfat.com

بیحد تعریف کی ہے اور ان کے مقام و مرتبے کے بارے میں کتابیں لکھی ہیں اور برصغیر میں بولی جانے والی مختلف زبانوں میں دل و جان سے یوں گویا ہوئے ہیں کہ:

کتاب وصف ترا آب بحر کافی نیست
کہ ترکنم سرانگشت و صفحہ برگیرم

اورنگ زیب عالمگیر کی بیٹی زیب النساء مخفی یا احتمالی طور پر مخفی خراسانی، جو شاہ جہان کے دور حکومت کے شاعر ہیں، اس شخص کو جو روز حشر حضرت علیؑ کے دامن سے وابستہ نہ ہوگا آب کوثر سے محروم سمجھتے ہیں۔ وہ حضرت علیؑ کو ہمیشہ اپنا دستگیر و مددگار سمجھتے رہے اور یوں گویا ہیں کہ:

مخفی در روز محشر بی نصیب از کوثر است
آنکہ دست دوستی بر دامن حیدر نزد(۱۶)

(دیوان مخفی، ص ۵۸)

اکبر بادشاہ، محمد قلی قطب شاہ (۱۰۲۰ھ) اور جہانگیر کے درباری شاعر خواجہ عنایت اللہ فرسی سیدانی (۱۰۱۴ھ) حضرت علیؑ کے بارے میں یوں گویا ہیں:

چو فرسی بہ مہر علیؑ زندہ ام
ولی خدا را ز جان بندہ ام
علیؑ ولی پیشوای منست
علیؑ رہبر و مقتدای منست(۱۷)

اسی طرح ایک اور جگہ کہتے ہیں:

خنک آن کہ در بزم جنت سرای
بود ساقی او، ولی خدای
ولی خدا ساقی کوثر است
مہی کز کف او خوری درخور است(۱۸)

Marfat.com

حیدر عطائی چہرودی شیرازی نے، جو عبدالرحیم خان خانان کے ملازم تھے اور دکن کی جنگوں میں سے ایک میں ان کا ہاتھ تلوار کے ایک وار کے نتیجے میں کٹ گیا تھا، ایک رات پیغمبر اکرمؐ اور حضرت علی مرتضٰی (ع) کو خواب میں دیکھا کہ وہ انہیں زندگی میں خیر اور بھلائی کی نوید دیتے ہیں۔ انہوں نے اس واقعے کو منظوم کر دیا۔ اس نظم کے دو شعر ذیل میں درج ہیں:

آنم کہ نظر ز شاہِ مردان دارم
وز تربیتش کار بہ سامان دارم
از بعد نبیؐ و مرتضیٰؑ چشم امید
بر لطف عمیم خانخانان دارم(۱۹)

ظہوری ترشیزی نے بھی جو نظام شاہ کے پایہ تخت احمد نگر میں شاعری کے علمبردار تھے اور ملک الشعرا کے منصب پر بھی فائز تھے، مولائے متقیان حضرت علی کی منقبت میں قصیدہ لکھا ہے، جس کا مطلع درج ذیل ہے:

زہر خود را تلخ کامان تو شکر کردہ اند
اطلس عیش از پلاس غصہ در برکردہ اند

اور اسی قصیدے میں یوں گویا ہیں:

سرور صفدر امیر المومنین حیدر، کزو
بوالبشر را بر ملک سالار و سرور کردہ اند
شہر علم سرور اُمی لقب را اوست در
باب ایمان برجہان مفتوح ازین در کردہ اند(۲۰)

طاہر انکوانی المعروف بہ شاہ طاہر دکنی (م ۹۵۲ھ) نے بھی حضرت امیرالمومنینؑ کی شان اور مدح میں ایک کم نظیر قصیدہ لکھا ہے۔ جس کا مطلع یوں ہے:

Marfat.com

باز وقتست کہ بر طبق تقاضای فلک
افگند بر سر ایوان چمن گل توشک

وہ امیر المومنینؑ کی اعلیٰ و ارفع شخصیت کے بارے میں اپنے احساسات یوں بیان کرتے ہیں:

مرتضیٰ پادشہ صورت و معنی کہ بود
منشاء رابطہ صورت و معنی بے شک
عدل تقدیری و تقدیر عدالت غلطست (۲۱)
زانکہ تحقیق شد این مسالہ در باب فدک
ذوالفقارش دو زبان داشت بہ ہنگام جدال
بود بر خصم دغل حجت قاطع ہر یک
ای حکیمی کہ بود پیش تو و دانش تو
حکمت و فلسفہ بازی و ارسطو کودک
طاہر از ذلت عصیان بہ تو آوردہ پناہ
فکر او گر نکنی کان من الذل ہلک
دست گیرش ز سر لطف کہ در روز جزا
در لگدکوب معاصی نشود مستھلک (۲۲)

عظیم شاعر اور فارسی ادب میں صاحب مکتب مرزا محمد علی صائب ۱۰۳۴ھ میں جہانگیر بادشاہ کے عہد حکومت کے آخر میں کابل کے راستے ہندوستان کے لیے روانہ ہوئے۔ ہندوستان میں اپنے قیام کے دوران وہ حضرت علیؑ اور ان کی مقدس بارگاہ سے کچھ اس انداز میں عشق کرتے ہیں کہ ان کی سب سے بڑی خواہش نجف اشرف میں مرنا تھی:

صائب از ہند جگر خوار برون می آیم
دستگیر من اگر شاہ نجف خواہد شد

Marfat.com

صائب از عمر همین کام تمنا دارد
کہ ز ہند آید و در خاک نجف وا افتد(۲۳)

گیارھویں صدی ؒ کے نامور اور شیریں بیان شاعر شاپور تہرانی جو بقول ابوالفضل علامی ''اکبر بادشاہ کے دربار کے قافیہ سنجوں (شعرا) میں شمار ہوتے ہیں''(۲۴) علیؑ کو شہاب ثاقب اور بتوں کے فنا کرنے والے اور نجف میں ان کے آستان کی خاک کو آسمان کے خوبصورت اور حسین ستاروں کی آنکھوں کا سرمہ سمجھتے تھے:

بہ آستانہ شاہ نجف کہ خاکش را
بہ توتیائی کحال اختران برداشت
شہاب ثاقب یعنی علیؑ ابوطالب
کہ ایزدش پی افگندن بتان برداشت(۲۵)

برصغیر کے مقامی اور وہاں مقیم شعرا میں سے بہت ساروں کے دلوں میں حضرت علیؑ کی محبت کی جڑیں نہایت گہری تھیں۔ یہاں تک کہ وہ محبت علیؑ کو دل کے تمام غموں کا مداوا سمجھتے تھے۔ سروری کاشانی جنہیں اصحاب کشف و یقین اور ارباب سر و اسرار میں سے سمجھا جاتا ہے(۲۶) اور جو ۱۰۳۶ھ کے لگ بھگ لاہور میں زندگی گذار رہے تھے، اسی محبت علیؑ کی وجہ سے آپ کو ''کشور گشای داد و دین و خورشید اوج معرفت'' سمجھتے ہیں:

صبحم کند گر شام غم ، آن طرۂ شگون چہ غم
صبحی دگر آرد برون ، از سینہ مہر حیدرم
کشور گشای داد و دین ، خورشید اوج معرفت
کز قلزم طبعش زدی بر اوج موج معرفت(۲۷)

برصغیر کے شعراء نہ صرف حب حیدر اور محبت علی سے سرشار ہیں بلکہ عشق علیؑ سے بھی سرمست ہیں اور حیدر کرارؑ سے عشق کو ہر چیز سے برتر و افضل سمجھتے ہیں۔ محمد امین روح الامین،

Marfat.com

شہرستانی جنہیں میر جملہ کا خطاب ملا تھا، کے حالات زندگی کو پہلی بار جہانگیر بادشاہ نے لکھا۔ (۲۸)
وہ ۱۰۱۳ھ میں عراق سے دکن آئے اور بقول نصر آبادی ان کے دیوان میں بیس ہزار اشعار ہیں۔
وہ عشق کی تعریف یوں کرتے ہیں:

ہر چہ گویم عشق از آن برتر بود
عشق امیرالمومنین حیدرؑ بود (۲۹)

گیارھویں صدی کے عارف شعراء میں سے ایک پیامی کرمانی (م ۱۰۰۳ھ ق) ہیں جنہوں نے علاء الملک لاری کی مدح میں ۱۵۶ اشعار پر مشتمل قصیدہ لکھا (۳۰) اور اس میں حج سے مشرف ہونے کی اجازت چاہی۔ وہ اس قصیدے میں اپنی شیرینیِ بیان کو حیدر کرارؑ کے چشمۂ نطق و بیان کا سیراب کیا ہوا بیان کرتے ہیں:

بہ فرّ خسرو اقلیم آسمان و زمین
کہ آفتاب شد او را طلائی دست افشار
بہ تیغ نطق چو الماس من کہ سیرابست
ز آب چشمۂ شمشیر حیدر کرارؑ
کہ چون بہ عزم سفر رو کنم بہ کعبہ، مرا
بگیر دست و بہ دست رفیق شوق سپار (۳۱)

علیؑ ہمیشہ دردمندوں کے فریاد رس اور غریبوں کے غمگسار رہے ہیں۔ بارہویں صدی کے موسیقار اور شاعر امید ہمدانی جو بقول آزاد بلگرامی اورنگ زیب کے دور حکومت (۱۰۶۹ تا ۱۱۱۸ھ) میں ہندوستان آئے (۳۲) اور یہاں پر ایک بڑے منصب پر فائز ہوئے اور شاہ عالم کے عہد میں ان کو "قزلباش خان" کا خطاب ملا، انہوں نے بالآخر ہندوستان کی سرزمین سے اپنی ناراضگی اور اس سے اپنی نجات کے سلسلے میں بے شمار اشعار کہے (۳۳)، وہ ہندوستان سے اپنی نجات حضرت علیؑ کی مدد پر موقوف سمجھتے اور انہی سے اپنے مغموم دل کی شفا طلب کرتے ہیں:

Marfat.com

از ہند نجات من بہ امداد علیستؑ
وز درد ، شفای دلم از یاد علیستؑ
کی از دگری چشم ترحم دارم
امید من از علیؑ و اولاد علیستؑ (۳۴)

مزاحیہ اور نکتہ سنج شاعر الفتی ساوجی ۱۰۴۵ھ میں دکن گئے اور عبداللہ قطب شاہ (۱۰۸۲-۱۰۳۵ھ) کے دربار میں جگہ حاصل کی اور وہاں قیام کے دوران انہوں نے زوایح گلشن قطب شاہی نامی کتاب تالیف کی۔ وہ علیؑ و آل علیؑ کے مشتاقوں اور مخلصوں میں سے تھے ، یہاں تک کہ ہندوستان میں تلنگانہ کی تمام سرزمین کو جہاں وہ مقیم تھے، ان کے عشق سے معمور سمجھتے تھے:

لبالب از می مہر علیؑ و آل شدہ است
بہ دور دولت او ساغر تلنگانہ (۳۵)

عہد شاہ جہانی کے شاعر میرزا ابراہیم ادھم آرتیانی (م ۱۰۶۰ھ) جو اس حد تک خوش بیان اور خوش کلام تھے (۳۶) کہ فارسی ادب کے مشہور شاعر صائب تبریزی نے ان کے کلام کو تضمین کیا ہے، حضرت علیؑ کے اتنے شیدا و والہ تھے کہ وہ اس بات کے معتقد تھے کہ جس طرح سمندر کو کوزے میں بند کرنا ممکن نہیں، اسی طرح حضرت علیؑ کے اوصاف کا احاطہ کرنا بھی ممکن نہیں:

اوصاف علیؑ بہ گفتگو ممکن نیست
گنجایش بحر در سبو ممکن نیست
من ذات علیؑ بہ واجبی نشناسم
اما دانم کہ مثل او ممکن نیست (۳۷)

احولی سیستانی جن کا تخلص بسملؔ تھا، ۱۰۲۴ھ میں ہندوستان آئے۔ (۳۸) فخر الزمانی قزوینی ان کے بارے میں یوں گویا ہیں: ان کی طبیعت سے جو کچھ حاصل ہوا ہے یا ہوتا ہے وہ صرف اور

Marfat.com

صرف سید المرسلین ؐ کی نعت اور امیر المومنین علیؑ کی منقبت ہے:

ساقی بشکن جام کہ ما دوست پرستیم
از جام می مہر علی والہ و مستیم (۳۹)

حضرت علی علیہ السلام سے اخلاص، محبت اور اعتقاد صرف شعرا ہی کا خاصہ نہیں تھا بلکہ سلاطین جن میں محمد قطب شاہ نے (۱۰۳۵-۱۰۲۰ھ)، جو خود بھی شاعر تھے اور جن کا تخلص ظل اللہ تھا، مولائے متقیان علیؑ کی شان میں کئی قصائد لکھے۔ اسی طرح بہادر شاہ اوّل یا محمد معظم شاہ عالم نے بھی، جو ۱۱۱۹ھ میں تخت ہندوستان پر متمکن ہوئے حکم دیا کہ اذان اور خطبہ میں علی ولی اللہ، وصی رسول اللہ کا ذکر کیا جائے۔ وہ علیؑ کی منقبت میں یوں گویا ہیں:

اعلیٰ تر از آنی کہ علی خوانندت
والا تر از آنی کہ ولی دانندت
بر ہستی خود گواہ می خواست خدا
بی مثل بیافرید و بی مانندت (۴۰)

شاہ ہند ہمایوں (م ۹۶۳ھ) جو دو زبانوں فارسی اور ترکی میں شعر کہتے تھے اور علوم حکمت اور ریاضی سے بھی آگہی رکھتے تھے، خود کو علیؑ کی اولاد کا غلام سمجھتے تھے:

مائیم ز جان بندۂ اولاد علیؑ
ہستیم ہمیشہ شاد با یاد علیؑ
چون سرّ ولایت از علی ظاہر شد
کردیم ہمیشہ ورد خود ناد علیؑ (۴۱)

گل محمد ناطق مکرانی خطۂ بلوچستان کے شعرا میں سے ہیں۔ وہ حضرت علیؑ کی نعت اور اوصاف کے بیان میں نہایت جذباتی اشعار کہتے ہیں اور عالم اسلام کی اس بے نظیر و بے مثال شخصیت سے خاص اخلاص و عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ اپنے مجموعۂ کلام کے ابتداء میں یوں رقم طراز ہیں:

Marfat.com

بسم   اللہ   الرحمٰن   الرحیم
آنکہ حکیم است و نعیم و کریم
بسم   اللہ   الرحمٰن   الرحیم
جملہ جہان حادث و ذاتش قدیم
بسم   اللہ   الرحمٰن   الرحیم
پیش ازل بعد قیامت مقیم (۴۳)

گل محمد ناطق مکرانی جن کا تخلص دلخوش تھا (۴۴) (م ۱۲۶۲ھ یا ۱۸۴۸ء) (۴۵) ان کا مادۂ تاریخ وفات بھی ان کا یہی مکمل نام ہے۔ ان کا مختصر فارسی دیوان موجود ہے جسے ان کے شاگرد جواہر سنگھ جوہر ولد بختاور سنگھ نے ۴۶ صفحات اور ۱۱۰ اشعار پر مشتمل دیوان کی صورت میں جوہر معظم کے عنوان سے تدوین کیا ہے اور جو (۶۱-۱۸۶۰ء) میں نولکشور لکھنو سے شائع ہوا۔ اس کو دوسری بار بلوچی اکیڈمی کوئٹہ نے ڈاکٹر انعام الحق کوثر کے ایک مفصل مقدمے کے ہمراہ ۱۹۶۹ء میں شائع کیا۔

اس مقالے میں مصنف جس چیز کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہے وہ ناطق کا حضرت علیؑ سے غیر معمولی خلوص ہے۔ حق تو یہ ہے کہ وہ حضرت علیؑ سے عشق کرتے تھے۔ ان کا یہ اعتقاد تھا کہ "اگر خاک پای بوتراب را سرمہ چشم خود کنی" تو آپ موسیٰ کی مانند حضرت حق عزوجل کی تجلیات کے دیدار سے مشرف ہونگے:

آنچہ موسیٰ دید در سینا بہ بینی بی حجاب
سرمہ چشمت شود گر خاک پای بوتراب (۴۶)

ناطق حضرت علیؑ کی طاقت کو تصور سے مافوق اور بالاتر سمجھتے ہیں اور ان کا یہ اعتقاد ہے کہ اگر حضرت علیؑ آستین سے دست مبارک باہر لائیں اور اپنی قدرت کا اظہار کریں تو چمگادڑ کی ضعیف آنکھوں تک کو بینا کر سکتے ہیں:

Marfat.com

قدرتش آنجا کہ دست از آستین بیرون کند

می نہد عینک بہ پیش چشم شپرّ ز آفتاب (۴۷)

ناطق حضرت علیؑ کی صورت کی خوبی وحسن اور ظاہری حسن کی بھی توصیف یوں کرتے ہیں کہ اگر حضرت یوسفؑ جنہیں حسن وزیبائی میں شہرت حاصل ہے، حضرت علی کا رخ انور خواب میں دیکھ لیں تو وہ زلیخا کے بے دلیل عشق پر ہنس پڑیں:

خندہ ہا برعشق بی وجہ زلیخا می زند

گر شی رویش بہ بیند ماہ کنعانی بخواب (۴۸)

ناطق مکرانی حضرت علیؑ کو ایسا شہنشاہ سمجھتے ہیں جو قدر و منزلت کی سرزمین پر صاحب اختیار اور تمام جن وانس اور فرشتوں کے نفوس کے مالک ہیں:

ای شہنشاہی کہ در اقلیم قدر و منزلت

جن و انس و ملک را گشتہ ای مالک رقاب (۴۹)

حضرت علیؑ کے حلم وبردباری کے بارے میں بہت کچھ کہا گیا ہے اور دشمن کا جنگ میں ان پر لعاب دہن پھینکنا اور ان کا حلم وبردباری سے کام لے کر غصہ ضبط کرنے کے واقع کو ادب و عرفان کی بلند پایہ شخصیت مولانا روم نے بھی منظوم کیا ہے۔(۵۰) مگر ناطق حضرت علیؑ کے حلم کو اس درجے کا سمجھتے ہیں کہ اگر وہ عرش بریں پر سایہ فگن ہو جائے تو نو فلک چکی کے پاٹوں کی طرح آپس میں جڑ جائیں۔ ناطق کی طرف سے حضرت علیؑ کی یہ توصیف اس کے حضرت سے انتہائی خلوص ہی کی مظہر ہوسکتی ہے۔

لنگر اندازد اگر حلم تو بر عرش بریں

نہ فلک چسپند برھم چون دو سنگ آسیا (۵۱)

ناطق کو حضرت علیؑ سے اس قدر عقیدت ہے کہ وہ انہیں روز قیامت اپنا دستگیر وشفیع سمجھتے ہیں اور ان کی اس شفاعت سے متعلق سخت امیدوار ہیں:

Marfat.com

یاعلیؑ روزیکہ صحرای قیامت برخلق
تابہٴ تفسیدہ گردد ز تاب آفتاب
عاشق از معشوق و مادر از پسر نارد بیاد
چشم غمخواری ندارد ہم پسر از مام و باب
اندر آن ساعت رسی بہر شفاعت بر سرم
عفو جرمم خواہی و بخشی نجاتم از عقاب
دست من گیری و باخود جانب کوثر بری
تازہ گردانی روانم را بہ یک جام شراب (۵۲)

ناطق حضرت علیؑ سے اپنے اس سارے خلوص اور اشتیاق کو بیان کرنے کے بعد آخر میں یہ اعتراف و آرزو کرتے ہیں:

یا علیؑ مدح تو سنجیدن نہ حد ناطق است
گرچہ سنجیدست در مدحت ہمہ لب لباب
یا علیؑ ناطق ندارد جز تو کس فریاد رس
ای توام فریادرس امروز و ہم روز حساب
تا بود جان در تن و ہم بصد جان رفتن ز تن
باد در خاک نجف جایم بہ حق بوتراب (۵۳)

ناطق کے کلام میں سے جو کچھ بچا کھچا رہ گیا ہے اس میں حضرت کے بارے میں تین مفصل قصیدے موجود ہیں جن میں سے پہلا "قصیدہ درمنقبت" کے عنوان سے ہے اور درج ذیل مطلع سے اس کا آغاز ہوتا ہے اور اس میں ۱۶۳ اشعار ہیں:

آنچہ موسیٰؑ دید در سینا بہ بینی بی حجاب
سرمہٴ چشمت شود گر خاک پای بوتراب (۵۴)

Marfat.com

دوسرے قصیدے کا عنوان ''منقبت'' ہے اور اس میں درج ذیل مطلع کے ساتھ ۳۳ اشعار شامل ہیں:

آمادہ شو بجایزگی روضۂ جنان
اینک زدم بہ منقبت شاہ انس و جان(۵۵)

تیسرا قصیدہ جس کا عنوان صرف ''قطعہ'' ہے، اس میں بھی ۳۴ اشعار ہیں اور اس کا مطلع یہ ہے:

ای آنکہ از مشیمۂ تقدیر زادہ است
بخت تو با سعادت کونین توامان(۵۶)

ناطق نے حضرت علیؑ کے متعلق جو کلمات، تراکیب اور تعبیرات استعمال کی ہیں وہ سب کی سب حضرت علیؑ کے ساتھ انتہائی ارادت اور عقیدت کی دلیل ہیں:

ای جامع الفنون کہ کمین طفل مکتبت
از تو خطاب یافتہ علامہ زمان(۵۷)

ویرانی صنم کدۂ کفر را کفیل
محکم اساسی محرم شرع را زمان(۵۸)

نتوان بہ پاک طینت یافتن کسی
بیزند خاک آدم اگر بہر امتحان

شوقت ز سوز سینۂ موسیٰ دہد خبر
رایت ز شمع وادی ایمن دہد نشان

یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ ناطق مکرانی حضرت علیؑ کی بارگاہ میں اپنی تمام تر انکساری و تواضع کے باوصف خود کو ایسا آزاد مرد سمجھتا ہے جو نہ کسی کا خادم ہے اور نہ کسی کا مخدوم۔ اور اس کی تواضع کی حد یہ ہے کہ وہ حتیٰ علیؑ کے اوصاف کے بیان اور مدحت کو بھی اپنے لیے ایک گستاخی و جسارت سمجھتا ہے:

Marfat.com

گستاخی سپاس شمایم(۵۹)ز حد گذشت
انموذجی ز حال خود اکنون بیان کنم(۶۰)
من کیستم به کنج قناعت نشستہ ای
در بستہ ای بہ روی تمنای این و آن
آزادہ ای ز قید تعلق رمیدہ ای
نہ خادم فلان و نہ مخدوم بہمان
گر نان بہ عزتم نرسد خاک می خورم
دریوزہ گر نیم کہ دہم آبرو بہ نان

ناطق کے خلوص کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے تئیں احمقوں کا مدح خوان نہیں سمجھتا اور اسد اللہ الغالب اور ان کی آل کے سوا دوسروں کے مناقب میں شعر کہنا اس کے نزدیک جائز نہیں:

توفیق من مباد کہ مدحت سرا شوم
مشتی سفیہ را بہ ساجت چو سفلگان(۶۱)
جز در مناقب اسداللہ و آل او
قطعش کنم اگر متحرک شود زبان
ناطق بہ وقت نزع بگو یا علی مدد
من ضامن از لب تو اگر برگشت جان(۶۲)

برصغیر جنوبی ایشیا اور بالخصوص پاکستان کی کتابوں، مخطوطات اور مقالات پر غور کرنے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس سرزمین کے پاک طینت اور مومن و مخلص لوگوں نے حضرت علیؑ کے بارے میں انتہائی اخلاص، ایمان اور اعتقاد کا اظہار کیا ہے۔ اہم بات یہ ہے حضرت علیؑ کے بارے میں ان کے مطالعات، تحقیقات، تحریروں اور اشعار میں صرف جذباتی، عقیدتی یا دینی رنگ

Marfat.com

نہیں ہے بلکہ وہ حضرت علیؑ کو ایک سیاستدان، منتظم اور مدبر بھی سمجھتے ہیں کہ نہج البلاغہ میں ان کے بیان کردہ احکام و فرامین اور راہنمائیوں کی روشنی میں دنیا کا انتظام و انصرام بخوبی ہوسکتا ہے بالفاظ دیگر وہ جہان بانی کر سکتے ہیں۔ (۶۳) برصغیر میں شائع شدہ مختلف کتابوں میں حضرت علیؑ کی شخصیت کی جو مختلف جہات بالخصوص توجہ کا مرکز رہی ہیں، ان کا اندازہ درج ذیل عناوین سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت علیؑ کے حیرت انگیز فیصلے، (۶۴) علی کا ماڈرن قانون، (۶۵) معاشرت کی روش، (۶۶) نہج البلاغہ میں حضرت علی کی پیشینگوئیاں، (۶۷) حضرت علیؑ کے راز و نیاز کی مناجات؛ (۶۸) حضرت علیؑ کے مواعظ، (۶۹) حضرت علی کلام اور اقوال، (۷۰) حضرت علی کا نظام عدل، (۷۱) حضرت علیؑ کی شخصیت، (۷۲) حضرت علیؑ کی شجاعت اور عدالت، (۷۳) حضرت علی کی دعائیں، (۷۴) حضرت علی کی مناجاتیں، (۷۵) انسان کامل حضرت علی، (۷۶) مسلم اوّل حضرت علی، (۷۷) حضرت علی کے فضائل اور کمالات، (۷۸) حضرت علیؑ کا فلسفہ، (۷۹) حضرت علیؑ کی ہمہ صفت شخصیت، (۸۰) حضرت علی محبوب خدا کی پرورش و تربیت کا شاہکار، (۸۱) فاتح خیبر، (۸۲) انسان کامل، (۸۳)، حکومت کے زمام دار اور حکمران، (۸۴) حضرت علی کا سیاسی کردار، (۸۵) نہج البلاغہ میں اتحاد اور یگانگت کا درس، (۸۶) حضرت علیؑ کی ہمہ گیر شخصیت، (۸۷) حضرت علیؑ مظہر صفات عالیۂ انسان، (۸۸) علی فضیلت کا معیار، (۸۹) عالم اسلام کے فرمان روا، (۹۰) نہج البلاغہ میں اتحاد اور اخوت، (۹۱) حضرت علیؑ کا نظام حکومت، (۹۲)۔

منابع

۱- کلیات اشعار فارسی مولانا اقبال لاہوری، با مقدمہ احمد سروش، انتشارات کتابخانہ سنائی، تہران، ۱۳۴۳ھ ش، ص ۳۳

۲- ر.ک نہج البلاغہ، بنیاد نہج البلاغہ، طبع دوم، ۱۳۵۹ھ ش، ص ۲۹۲

۳- مولانا جلال الدین رومی حضرت علیؑ کے بارے میں یوں گویا ہیں:

Marfat.com

در شجاعت شیر ربانیستی   در مروت خود کہ داند کیستی؟

۴-مولانا روم مثنوی کے دفتر اول میں فرماتے ہیں:

گفت من تیغ از پی حق می زنم   بندہ حقم نہ مامور تنم
شیر حقم، نیستم شیر ہوا   فعل من بر دین من باشد گوا
(بیت ۳۸۰۲ بہ بعد)

۵- کوہم و ہستی من بنیاد اوست   ورشوم چون کاہ بادم باد اوست
تیغ حلمم گران خشم زدہ است   خشم حق، برمن چو رحمت آمدہ است
(ابیات ۱۵-۳۸۱۲)

۶-جب حضرت علیؑ نے غزوہ خندق میں عرب کے معروف پہلوان عمرو بن عبدود کو زمین پر گرا دیا تو وہ واحد چیز جو عمرو کی بہن کو تسلی دیتی تھی وہ بقول اس کے یہ تھی کہ "اگر میرا بھائی عمرو اس عظیم جوان کے علاوہ کسی اور کے ہاتھوں قتل ہو جاتا تو میں زندگی بھر روتی رہتی۔"

۷- عبقریۃ الامام، تالیف عقاد مصری منقول از کتاب: مرد نا...، ص ۱۲

۸- کلیات اشعار فارسی، طبع سروش، ص ۳۳

۹- ایضاً، ص ۳۴:

مرسل حق کرد نامش بوتراب   حق یداللہ خواند در ام الکتاب

۱۰- ایضاً، ص ۳۴

زیر پاش اینجا شکوہ خیبر است   دست او آنجا قسیم کوثر است

۱۱- ایضاً، ص ۳۴:

از خود آگاہی یداللہی کند   از یداللہی شہنشاہی کند

۱۲- ذات او دروازہ شہر علوم   زیر فرمانش حجاز و چین و روم

۱۳- کلیات اشعار فارسی، طبع سروش، ص ۴۹

پنجہ حیدر کہ خیبر گیر بود   قوت او از ہمین شمشیر بود

۱۴- ایضاً، ص ۲۸۲:

عشق با نان جوین خیبر گشاد   عشق در اندام مہ چاکی نہاد

۱۵- ایضاً، ص ۴۲:

Marfat.com

می شناسی معنی گزار چیست؟ این مقامی از مقامات علی است
امتحان را در جهان بی ثبات نیست ممکن جز به گزاری حیات

۱۶- یہ اشعار دیوان مخفی کے علاوہ اورنگ زیب عالمگیر کی بیٹی زیب النسا مخفی کے دیوان میں بھی صفحات ۱۰۷ اور ۶۷ پر مرقوم ہیں۔

۱۷- رک: نسب نامہ قطب شاہی، اثر فری، قلمی نسخہ ۲۳۳۰، در کتابخانہ مجلس

۱۸- ایضاً

۱۹- ر ک: مآثر رحیمی، جلد سوم، ص ۳۵-۱۵۲۷

۲۰- ر ک: دیوان ظہوری، طبع ہندوستان

۲۱- نسخہ بدل: عبث است

۲۲- احمد گلچین معانی، کاروان ہند، ج ا، ص ۶۰۵

۲۳- ایضاً، ص ۵۰۵

۲۴- ایضاً، ص ۵۵۳

۲۵- ایضاً، ۶۰۵

۲۶- ایضاً، ۵۵۰

۲۷- ایضاً، ص ۵۵۳

۲۸- دیکھیں: جہانگیر نامہ، ص ۲۵۶ اور بعد کے صفحات

۲۹- رک: تذکرہ نصر آبادی، ص ۵۷-۵۶

۳۰- ر ک: خلاصۃ الاشعار (قلمی نسخہ) نیز رک: نسخہ کتابخانہ کاخ گلستان شمارہ ۵۶۹

۳۱- ایضاً

۳۲- سرو آزاد، ص ۲۰۹، شاہ عالم کے زمانہ حکومت ۱۱۲۴-۱۱۱۹ھ پر نگاہ کرتے ہوئے یہ احتمال نظر آتا ہے کہ وہ اس کے زمانے میں ہندوستان آئے ہونگے۔

۳۳- مثلاً:

در ہند کہ جز یار جگر خوار ندیدیم داریم بہ دل حسرت ایران چہ قدرہا
بہ ملک ہند ندیدم کسی کہ بی غم نیست بود اگر ہمہ شاہ جہان کہ خرم نیست

کاروان ہند: ج ا، ص ۱۱۴-۱۱۲

Marfat.com

۳۴- ایضاً، ص ۱۱۴

۳۵- کاروان ہند، ص ۸۵

۳۶- سروِ آزاد، ص ۸۴

۳۷- رک: کاروانِ ہند، ص ۳۶

۳۸- عرفات العاشقین (قلمی نسخہ)، ص ۱۰۹-۱۰۸

۳۹- ر ک: تذکرہ میخانہ، بہ تصحیح احمد گلچین معانی، ص ۹۱۲-۹۰۹

۴۰- ر ک: تذکرہ صبح گلشن، ص ۲-۳۸۱

۴۱- ر ک: تاریخ فرشتہ، مقالہ دوم، ص ۲۳۷

۴۲- راقم کے خطاب کا ایک حصہ جو فارسی گو شاعر گل محمد ناطق مکرانی سیمینار میں، جو ۲۳-۲۲ نومبر ۲۰۰۰ء کو کوئٹہ میں خانہ فرہنگ ایران کے تعاون سے منعقد ہوا، پڑھا گیا۔

۴۳- جوہر معظم، گل محمد ناطق، بلوچی اکادمی ہمراہ با مقدمہ ڈاکٹر انعام الحق کوثر، ص ۴۹

۴۴- ر ک: تکملۂ مقالات الشعراء مخدوم ابراہیم خلیل، بہ تصحیح پیر حسام الدین راشدی، سندھی ادبی بورڈ، حیدرآباد، ۱۹۵۸ء، ص ۲۶۴؛ نیز اردو دائرہ معارف اسلامی، دانشگاہ پنجاب، تحت عنوان ''ناطق مکرانی''

۴۵- شعر فارسی در بلوچستان، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد، ۱۹۶۸ء، ۱۳۵۴ش، ۱۹۷۵ء

۴۶- جوہر معظم، ص ۴۹

۴۷- ایضاً

۴۸- ایضاً، ص ۵۰

۴۹- ایضاً

۵۰- ر ک: مثنوی، دفتر اول ''خدو انداختن خصم در روی امیر المومنین''

۵۱- جوہر معظم، ص ۵۰

۵۲- ایضاً، ص ۵۲-۵۱

۵۳- ایضاً، ص ۵۲

۵۴- ایضاً، ص ۴۹ اور بعد کے صفحات

Marfat.com

۵۵-ایضاً،ص۸۰

۵۶-ایضاً، مطلع قطعہ مذکور، ص۳-۸۲۰

۵۷-ایضاً،ص۳-۸۲۰

۵۸- متن میں ''شرح'' ہے۔

۵۹- شما سے مقصود حضرت علیؑ کی ذات ہے۔

۶۰-جوہر معظم،ص۸۳

۶۱- ایضاً،ص۸۲

۶۲-ناطق مکرانی سے متعلق مقالے میں مذکورہ ماخذ کے علاوہ درج ذیل منابع بھی پیش کیے گئے ہیں:

۱-شعر فارسی در بلوچستان، دکتر انعام الحق کوثر، اسلام آباد، ۱۹۷۵ء

۲-پنج آہنگ ،مرزا اسداللہ خان غالب، تدوین نو و تصحیح و تعلیق سید وزیر الحسن عابدی، دانشگاہ پنجاب، لاہور، ۱۹۶۹ء، (**نامۂ غالب بہ گل محمد خان ناطق مکرانی**)، ص۵۸۴۔

۶۳-ر ک: حضرت علیؑ کے بارے میں مطبوعہ مقالات کی فہرست ملاحظہ ہو: راقم کی زیر طبع پژوھشھای علی شناسی در شبہ قارہ کا آخری حصہ، شمارہ۳۔

❀❀❀

Marfat.com

علامہ اقبال بارگاہِ بابِ مدینۃ العلم میں

سید عباس حسین کاظمی☆

مسلم اوّل شہ مرداں علیؑ
عشق را سرمایۂ ایماں علیؑ
(اسرار خودی)

تیزی سے گردش کرتے اور بدلتے ہوئے اس زمانے میں جبکہ سیاسی، مذہبی، سماجی، معاشرتی، تہذیبی، تعلیمی، ادبی، ثقافتی اور سائنسی دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی بھرپور کوششیں جاری ہیں اور منزلیں ہیں کہ گرد کی مانند ہوا میں اڑتی چلی جا رہی ہیں، فکری جرأت اظہار کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے محققین کو اکیسویں صدی کے ادبی تقاضوں کے جانچنے اور پرکھنے کی حقیقت پسندانہ کاوشوں کو تیز تر کر دینا چاہیے، اس لیے کہ ہمارا ادب تیزی سے روبہ انحطاط ہو رہا ہے۔ اگر ہم آج کے ادبی تقاضوں سے عہدہ برآ نہ ہو سکے تو پھر مستقبل کا نعرہ بلند کرتے سے کیا حاصل؟ اکیسویں صدی میں ادب کے کیا تقاضے ہونگے؟ ان تقاضوں کو تاریخ ادب میں نمایاں مقام دینے، شاعرانہ عظمت اور فن کارانہ امتیاز کو اجاگر کرنے اور اردو ادب کو اس کا صحیح اور جائز مقام دینے کی اشد ضرورت ہے تاکہ اکیسویں صدی کے محقق کو کسی قسم کی کوئی مایوسی نہ ہو۔ اقبال ایسے محقق اور مبلغ توحید و رسالت، عاشق رسولؐ اور اہلبیت رسولؐ کی بعض فکر انگیز اور بصیرت افروز نظموں اور اشعار کو بعض تنگ نظر نقاد

☆ سابق بیورو چیف، روزنامہ دی مسلم، خرم کالونی مسلم ٹاؤن، راولپنڈی۔

Marfat.com

اس وجہ سے درخور اعتنا نہیں سمجھتے کہ وہ اشعار ان کی کٹھ ملائیت سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اقبال نے اپنی شاعری کے موضوعات اور اسلوب کو غیر معمولی انفرادیت کا رنگ دیا ہے۔ وہ کہنہ روایات کو بھی عمیق نظر سے دیکھتے ہیں، وہ صرف شاعر ہی نہیں بلکہ مفکر بھی تھے۔ ان کو تعصب کی نظر سے نہیں بلکہ شاعر کی نظر سے دیکھنا چاہیے، مفکر کی نظر سے دیکھنا چاہیے اور حق تو یہ ہے کہ اقبال کو اقبال کی نظر سے دیکھنا چاہیئے۔

علامہ اقبال نے احادیث حضور ختمی مرتبتؐ، اسلامی تہذیب و تمدن اور تاریخ کا بہ نظر غائر مطالعہ کیا تھا۔ وہ اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کرتے ہیں:

گر تو میخواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن

علامہ نے اپنی اس فکر کو آگے بڑھایا اس پر عمل کیا اور کہا:

غیر قرآن غمگسار من نہ بود
قوتش ہر باب را برمن کشود

مرتبہ شناس اقبال کی یہ بصیرت ہی تو ہے کہ جیسے ہی حفظ مراتب کا خیال آیا بے جھجک کہا:

رمز قرآن از حسین آموختیم
ز آتش او شعلہ ہا اندوختیم

حقیقت یہ ہے کہ یہی تدبر فی القرآن علامہ اقبال کے روشن فکر ہونے کی نشاندہی کرتا ہے اگرچہ علامہ اقبالؒ اپنے ذاتی رجحانات و میلانات کا علی الاعلان اظہار نہیں کر سکے۔ جیسا کہ خود کہتے ہیں۔

میں خود بھی نہیں اپنی حقیقت کا شناسا
گہرا ہے بہت میرے خیالات کا پانی

Marfat.com

لیکن ان کے افکار کو پرکھنے اور کلام پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مختلف ادوار واوقات میں اقبال کی نظموں میں ان کے خیالات کا ارتقاء ہوتا رہا ہے۔ اسی طرح ان کی غزلوں کے مضامین اور اسلوب میں بھی تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں۔ انہوں نے اپنے استعمال کردہ خصوصی الفاظ و محاورات کے علاوہ دیگر الفاظ و محاورات کو بھی خصوصیت سے استعمال کیا ہے مثلاً مقام شوق، فقر مومن، نعرۂ حیدرؓ، مہدیٔ برحق، غیبت صغریٰ، عقل، خرد، عشق، ولا، تولاّ، حقیقتِ منتظر، موت، فنا، وغیرہ۔ ملاحظہ کیجیے اس ضمن میں مختلف اشعار:

کھول کے کیا کروں بیاں سرّ مقام مرگ و عشق
عشق ہے مرگ باشرف، مرگ حیات بے شرف
خیرہ نہ کر سکا ہے مجھے جلوۂ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

موت کا دل میں خیال آتے ہی انسان خوف زدہ ہو جاتا ہے۔ اس کی رات کی نیندیں حرام ہو جاتی ہیں شیر افگن بازوؤں کو موت بے سکت کر دیتی ہے اور حسین جسموں کو لاشوں میں بدل دیتی ہے لیکن علامہ اقبال نے حضرت علیؑ ابن ابی طالب کے اس قول کا مطالعہ کیا کہ ''موت خود زندگی کی حفاظت کرتی ہے''۔ مومن کی موت کو حیات جاوداں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے بے ساختہ فرمایا:

یہ نکتہ میں نے سیکھا بوالحسنؑ سے
کہ جاں مرتی نہیں مرگ بدن سے

بوالحسنؑ سے حضرت علیؑ مراد ہیں۔ علامہ اقبال نے کبھی لینن خدا کے حضور، کبھی فرشتوں کا گیت، اور کبھی زہد و رندی، وغیرہ موضوعات کے ذریعے اور کبھی دیگر اسالیب کے ذریعے اپنے دلی رجحانات کو ظاہر بھی کیا ہے، مثلاً زہد و رندی کے عنوان سے شعر ملاحظہ کیجیے:

Marfat.com

خرد نے کہہ بھی دیا لاالہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

مسلماں ہے توحید میں گرم جوش
مگر دل ابھی تک ہے زنار پوش

یہ مصرع لکھ دیا کس شوخ نے محراب مسجد پر
یہ ناداں گر گئے سجدوں میں جب وقت قیام آیا

کرے گی داور محشر کو شرمسار اک روز
کتاب صوفی و ملا کی سادہ اوراقی

کیا صوفی و ملا کو خبر میرے جنوں کی
ان کا سر دامن بھی ابھی چاک نہیں ہے

کسے خبر کہ سفینے ڈبو چکی کتنے
فقیہ و صوفی و ملا کی ناخوش اندیشی

فتنہ ملت بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے

تاریخ اسلام میں ایک طویل فہرست ایسے سلطان پرست درباری علماء کی موجود ہے:

اٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غمناک
نہ زندگی، نہ محبت، نہ معرفت، نہ نگاہ

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ دیتا ہے
گلیم بوذرؓ و دلقِ اویسؓ و چادرِ زہراؓ

علامہ اقبال کے شارحین اور مفسرین نے جہاں ان کے استعمال کردہ دیگر الفاظ و

Marfat.com

محاورات کی اپنی فہم وفراست کے مطابق توضیح وتشریح کی ہے وہاں انہوں نے لفظ ''عشق'' اور'' مقام شوق'' کی بھی مختلف توضیحات وتشریحات کی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اقبالؒ کے اشعار اوران کے فکر میں عشق کا تصور روایتی شاعری کے تصور عشق سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ ان کا یہ'' تصور عشق'' اور'' اصطلاحی عشق'' سے بھی مختلف ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر یوسف حسین کے الفاظ ملاحظہ کیجیے:

> لفظ عشق کو اقبال نے نہایت وسیع معنوں میں استعمال کیا ہے۔ یہ مجاز وحقیقت دونوں پر حاوی اور خودی کو مستحکم کرنے کا ذریعہ ہے۔ ''عشق'' سے اقبال کی مراد وہ جوش وجدان ہے جو ایک قدر کی حیثیت رکھتا ہے۔ (روح اقبال، جامعہ ایڈیشن بار پنجم، ص ۵۴)

اسی طرح مختلف دانشوروں نے اس سہ حرفی لفظ کی توضیح وتشریح ان ہی خیالات کے تحت کی ہے۔ لیکن عشق کی یہ توضیحات وتشریحات اقبال کی فکر سے مطابقت نہیں رکھتیں، اس لیے کہ کوئی بندہ براہ راست خدا سے عشق نہیں کرسکتا۔ آیہ شریفہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی اس پر نص صریح ہے۔ عشق کا آخری نتیجہ چونکہ جنون ہوتا ہے اس لیے رب ذوالجلال نے اپنے کلام بلاغت نظام میں اس لفظ کو متروک کر دیا ہے۔ لہٰذا اس کا براہ راست اور منطقی نتیجہ، علامہ اقبال کا عشق رسول اکرم ﷺ اور آپؐ کے اہلبیت کرامؑ سے ٹوٹ کر محبت کرنا نکلتا ہے۔ اسی کو قرآن کی زبان میں ''مؤدت'' کا نام دیا گیا ہے اور جو اجر رسالتؐ قرار پایا ہے۔ ملاحظہ کیجیے، آیۂ مؤدت نمبر ۱۲۲، سورہ شوریٰ پارہ ۲۵ پنجتن پاکؑ سے ''مؤدت'' فرض ہے، جس کو ولا اور تولاّ بھی کہا جاتا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے ان ذوات مقدسہ کی شان میں نہایت فکر انگیز اور بصیرت افروز اشعار کہے ہیں:

علم حق غیر از شریعت ہیچ نیست
اصل سنت، جز محبت ہیچ نیست

(رموز بیخودی)

Marfat.com

بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

اس راز کو اب فاش کر، اے روح محمدؐ
آیات الٰہی کا نگہبان کدھر جائے

(ضرب کلیم)

از تولّا پایۂ این کائنات
نقر تو سرمایۂ این کائنات

(رموز بیخودی)

رشتۂ ما یک تولّایش بس است
چشم ما را کیف صہبایش بس است

(رموز بیخودی)

طرح عشق انداز اندر جان خویش
تازہ کن با مصطفیٰ پیمان خویش

اور اب علامہ اقبال کا ایک اور رخ حیات ملاحظہ کیجیے:

حریم تیرا، خودی غیر کی، معاذ اللہ
دوبارہ زندہ نہ کر، کاروبار لات و منات

علامہ اقبالؒ کا مسلمانان عالم سے تخاطب اور کرب کا عالم ملاحظہ کیجیے:

مسلم از سرِ نبیؐ بیگانہ شد
باز این بیت الحرم بتخانہ شد

مسلمان معرفت رسولؐ سے بیگانہ ہو گئے ہیں اور پھر یہ بیت الحرم بتخانہ بن گیا ہے۔

Marfat.com

از منات و لات و عزیٰ و ہبل
ہر یکی دارد بتی اندر بغل

ہر شخص اپنی فکر کے مطابق اپنی بغل میں چھوٹے بت نہیں بلکہ مثل لات ومنات و عزیٰ بڑے بڑے بت رکھے ہوئے ہے۔لیکن اس شعر سے علامہ اقبالؒ کے روحانی کرب کا اندازہ ملاحظہ کیجیے:

شیخ ما از برہمن کافرتر است
زانکہ او را سومنات اندر سرست

ہمارا شیخ، ہمارا رہنما، ہمارا امام، ہمارا پیر و مرشد، الغرض شیخ کو جس نام سے بھی پکارا جائے وہ برہمن سے بھی زیادہ کافر ہے، اس لیے کہ وہ اپنے دماغ میں ایک دو بت نہیں بلکہ پورا سومنات سجائے ہوئے ہے اور پھر یہ علامہ اقبال کا سوز دروں بھی ملاحظہ کیجیے:

اے باد صبا کملی والے سے جا کہیو پیغام مرا
قبضے سے اُمت بیچاری کی دیں بھی گیا، دنیا بھی گئی

علامہ اقبالؒ کا ''عشق اور مقام شوق'' صرف مودت محمدؐ اور آل محمدؑ ہے، ولا ہے تولا ہے اور بس، مثلاً:

مرد خدا کا عمل عشق سے صاحب فروغ
عشق ہے اصل حیات، موت ہے اُس پر حرام

یہ شعر معروف قول معصومؑ جو محبت محمدؐ و آل محمدؑ میں مرا، وہ شہید کی موت مرا، کی ترجمانی کر رہا ہے۔یہی عشق (مودت محمدؐ و آل محمدؐ) اقبال کے فلسفہ حیات کا اہم جزو ہے اور یہی رشتہ مودت مردہ قوم کے لیے حیات نو کا مژدہ جانفزا ہے:

Marfat.com

عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولین ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بتکدۂ تصورات
صدق خلیل بھی ہے عشق صبر حسینؑ بھی ہے عشق
معرکہ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

اسی عنوان کے تحت اقبال نے اپنے اشعار میں جو الفاظ و مرکبات اور تلمیحات استعمال کی ہیں، ان کی حسن آفرینی ملاحظہ کیجیے:

عشق کے مضراب سے نغمۂ تارِ حیات
عشق سے نورِ حیات، عشق سے نارِ حیات
مقام عقل سے آساں گذر گیا اقبالؔ
مقام شوق میں کھویا گیا وہ فرزانہ
مقام شوق تیرے قدسیوں کے بس کا نہیں
انہیں کا کام ہے یہ، جن کے حوصلے ہیں زیاد
شوق اگر ترا نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب، مرا سجود بھی حجاب

اور اب ایک دیگر انداز فکر ملاحظہ کیجیے:

مجھے خبر نہیں یہ شاعری ہے یا کچھ اور
عطا ہوا ہے مجھے ذکر و فکر و جذب و سرور

کبھی اقبال استعاروں میں گفتگو کرتے ہیں:

شریعت کیوں گریباں گیر ہو ذوقِ تکلم کی
چھپا جاتا ہوں اپنے دل کا مطلب استعارے میں

Marfat.com

اب اقبال استعاروں میں بات نہیں کرتے صاف صاف بات کرتے ہیں:

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں، بیگانے بھی ناخوش
میں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

اس موقع پر حکیم آزاد انصاری کا یہ شعر میرے بھی خیالات کی ترجمانی کر رہا ہے:

افسوس بے شمار سخن ہائے گفتنی
خوف فساد خلق سے نا گفتہ رہ گئے

اقبال کی فکر اور ان کے زاویہ نگاہ سے متعلق مختلف اشعار ملاحظہ کیجیے:

عشق کی تقویم میں عصرِ رواں کے سوا
اور زمانے بھی ہیں جن کا نہیں کوئی نام
بے جرأت رندانہ ہر عشق ہے روباہی
بازو ہے قوی جس کا وہ عشق یداللہی
عالم ہے فقط مومن جانباز کی میراث
مومن نہیں جو صاحب لولاک نہیں ہے
کافر ہے مسلماں تو نہ شاہی نہ فقیری
مومن ہے تو کرتا ہے فقیری میں بھی شاہی

مگر صد افسوس:

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا
کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ
کبھی تنہائی کوہ و دمن عشق
کبھی سوز و سرود و انجمن عشق

Marfat.com

کبھی سرمایہ محراب و منبر
کبھی مولا علیؑ خیبر شکن عشق

جمال عشق و مستی، نے نوازی
جلال عشق و مستی، بے نیازی
کمال عشق و مستی، ظرف حیدرؑ
زوال عشق و مستی، حرف رازی

حضور اکرمؐ کی معروف حدیث ہے کہ "فقر میرا فخر ہے۔" علامہ اقبال نے فقر مومن کو وسعتِ بیکراں بخشی ہے۔ ملاحظہ کیجیے اس عنوان کے تحت علامہ کے مختلف اشعار:

فقر مومن، گرمیِ بدر و حنین
فقر مومن، بانگ تکبیر حسینؑ

اک فقر ہے شبیریؑ، اس فقر میں ہے میری
میراث مسلمانی، سرمایۂ شبیریؑ

علامہ اقبال کا یہ تخاطب مستقبل کے شاعر کی حیثیت سے ہے۔ اس وقت تمام دنیا میں تقریباً ستاون ممالک اور ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں کی آبادی ہے۔ ان سب کی میراث، شبیریؑ سرمایہ ہے۔ وہ سرمایہ شبیر کیا ہے جو مسلمانوں کی میراث ہے؟۔ وقت نشاندھی کرے گا اور تاریخ گواہی دے گی کہ کون اس میراث کی جانب قدم بڑھاتا ہے۔ علامہ کی ایک اور طرز ادا ملاحظہ کیجیے:

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری
کہ فقر خانقاہی ہے فقط اندوہ و دل گیری
خدا نے اس کو دیا ہے شکوہ سلطانی
کہ اس کے فقر میں ہے حیدریؑ و کراریؓ

Marfat.com

اور فاتح خیبر کی شان میں ایک بہت خوبصورت شعر ملاحظہ کیجیے:

فقر خیبر گیر با نان شعیر
بستۂ فتراک او سلطان و میر

فاتح خیبر حضرت علی ابن ابی طالب کا فقر کیا ہے؟ صرف جو کی روٹی ہے لیکن تمام عالمین کے شاہان کج کلاہ شکار ہو کر حضرت علیؑ کے گھوڑے کے فتراک (زین) میں بندھے ہوئے ہیں۔

علامہ اقبالؒ نے اسی مضمون کو اُردو میں ایک نئے زاویے سے پیش کیا ہے:

تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیال فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نان شعیر پر ہے مدار قوت حیدریؓ
دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللہی

مسلمانان عالم کے لیے علامہ اقبال کا پیغام ملاحظہ کیجیے:

می شناسی معنی کرار چیست
این مقامی از مقامات علیؑ است
امتان را در جہان بی ثبات
نیست ممکن جز بہ کراری حیات
ہمیشہ وردِ زبان ہے علیؑ کا نام اقبال
کہ پیاس روح کی بجھتی ہے اس نگینے سے
آدمی کام کا نہیں رہتا عشق میں یہ بڑی خرابی ہے
پوچھتے کیا ہو مذہب اقبال، یہ گنہگار بوترابی ہے
رونے والا ہوں شہیدِ کربلا کے غم میں میں
کیا دُرِ مقصد نہ دیں گے ساقیِ کوثر مجھے☆

Marfat.com

حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی منقبت میں علامہ اقبال کے قصیدے کے چند اور اشعار جن سے علامہ کے ذہنی ارتقاء اور روشن فکر ہونے کی نشاندہی ہوتی ہے، ملاحظہ فرمایئے:

مرسل حق کرد نامش بوترابؑ
حق یداللہ خواند در ام الکتاب
ہر کہ دانائے رموز زندگیست
سر اسمائے علیؑ داند کہ چیست
از ولائے دودمانش زندہ ام
در جہان مثل گہر تابندہ ام
مرتضٰی کز تیغ او حق روشن است
بوترابؑ از فتح اقلیم تن است
مرد کشور گیر از کراریؑ است
گوہرش را آبرو خودداری است
ہر کہ در آفاق گردد بوترابؑ
باز گرداند ز مغرب آفتاب

دانشوران ذی حشم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کی وجود باری تعالیٰ پر بحث بہ نص قرآنی علم ہے۔ اس حوالے سے بھی رجعت شمس ایک اہم واقعہ ہے۔ یہ واقعہ دو مرتبہ ظہور پذیر ہوا۔ ایک مرتبہ حضور رسالت پناہ کے حکم سے اور دوسری مرتبہ جب خود حضرت علیؑ نے سورج کو پلٹنے کا حکم دیا۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ پورا نظام شمسی اپنی جگہ قائم رہا:

زیر پاش اینجا شکوہ خیبر است
دست او آنجا قسیم کوثر است

☆☆☆

☆ باقیات اقبال، (اردو، فارسی)

Marfat.com

حیات علیؑ اور ہماری ذمہ داریاں

عارف حسین☆

بات اس انسان کی ہے جو منتخب کائنات ہے۔ یہ کوئی شاعرانہ گفتگو نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ قلم میں اتنی طاقت نہیں کہ اس انسان کی تعریف کر سکے۔ وہ اوصاف سے بلند، فکرو خیالات سے برتر، جوہر کلام سے اعلیٰ، جو چمن روزگار میں مخصوص انداز سے کھلا، اور اس نے خاص معیار پر زندگی بسر کی، نرالے انداز سے رہا اور انوکھے انداز سے اس دنیا سے گیا۔ وہ انسان جو پہاڑ سے زیادہ مستحکم، آب زلال سے زیادہ نرم، بجلی کی سی تڑپ، آفتاب کی سی حرارت، دریاؤں سے زیادہ وسیع، جنگلوں سے زیادہ بارعب، صحراؤں سے زیادہ پاک وصاف، خدا کی صفات کا آئینہ دار، اور جملہ صفات کا نقطۂ ارتکاز تھا۔

ہاں! گفتگو حضرت علیؑ کے بارے میں ہے۔ وہ ذات جس کی ولادت بھی معجزہ، زندگی بھی معجزہ، اور شہادت بھی معجزہ! آیئے ان کی زندگی پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں۔

ولادت

فاطمہ بنت اسد خانہ خدا کی طرف تشریف لائیں اور فرمانے لگیں: ''خدایا میں تیرے اور تیرے پیغمبروںؑ اور ان کی کتابوں پر ایمان رکھتی ہوں۔ اپنے جد حضرت ابراہیمؑ کی باتوں پر یقین رکھتی ہوں، جنہوں نے تیرے حکم سے اس گھر کی بنیاد رکھی۔ تجھے ان کی اور اس بچے کی قسم دیتی ہوں جو میرے شکم میں ہے کہ اس کی ولادت میرے لیے، آسان

☆ نیو قائداعظم اکیڈمی، کوئٹہ

Marfat.com

کر دے۔ یہ واقعہ جمعہ کے دن، رجب کی تیرہ تاریخ، سن تیس عام الفیل (ہجرت سے ۲۳ سال قبل) وقوع پذیر ہوا۔

بچپنا اور آغوش پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس وقت کے واقعات خود امام علی کرم اللہ وجہہ اس طرح بیان فرماتے ہیں:

''جب میں کم سن تھا پیغمبرؐ مجھے آغوش میں لیتے تھے، سینے سے لگاتے تھے۔ غذا چبا چبا کر مجھے کھلاتے تھے۔ اپنی خوشبو سے میرے دل و دماغ کو معطر کرتے تھے۔ انہوں نے میری باتوں میں غلط بیانی اور میرے کردار میں کوئی نقص نہیں پایا۔ دودھ بڑھائی کے بعد میں قدم قدم پر پیغمبرؐ کی پیروی کرتا اور اس طرح ان کے ساتھ رہتا جس طرح کوئی شیر خوار بچہ اپنی ماں کے ساتھ رہتا ہے۔ پیغمبرؐ مجھ سے برابر فرماتے تھے کہ میں ان کے کردار کی پیروی کروں۔ وہ ہر سال غار حرا میں تشریف لے جاتے تھے اور وہاں صرف میں ان کے ہمراہ ہوتا تھا۔ میرے علاوہ کوئی اور انہیں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس زمانے میں کسی بھی گھر میں اسلام کا نام و نشان نہیں تھا پیغمبرؐ ان کی زوجہ محترمہ جناب خدیجہ، اور میں تیسرا مسلم تھا۔ میں وحی اور رسالت کے نور کو دیکھتا تھا اور پیغمبرؐ کی خوشبو محسوس کرتا تھا۔''

بعثت کے تین سال بعد تک پیغمبرؐ کو اجازت نہ تھی کہ وہ اپنی دعوت کا اظہار کریں۔ اس مدت میں صرف چند لوگ ایمان لائے اور جب یہ آیت نازل ہوئی کہ وَاَنذِر عَشِیرَتَکَ الاَ قرَبِینَ (اپنے قرابت داروں کو بھی انذار کیجیے) تو اس وقت پیغمبرؐ کے حکم سے علیؑ نے چالیس قرابت داروں کو دعوت میں بلایا جن میں ابولہب عباسؓ اور حمزہؓ شامل تھے اور اس دعوت کے لیے جو کھانا تیار کیا گیا تھا وہ ایک آدمی کی غذا سے زیادہ نہ تھا لیکن خدا کے ارادے سے سب نے سیر ہو کر کھایا اور اس کھانے میں کمی بھی نہیں ہوئی، اور جب پیغمبرؐ نے ان سے کچھ کہنا چاہا تو ابولہب نے کہا کہ محمدؐ نے تم پر جادو کر دیا ہے، یہ بات

Marfat.com

سن کر سب لوگ چلے گئے۔

دوسرے دن پھر پیغمبرؐ نے دعوت دی اور کھانے کے بعد ارشاد فرمایا: "اے عبدالمطلبؑ کے فرزندو! میں عرب میں کسی جوان کو نہیں جانتا جو مجھ سے بہتر پیغام اپنی قوم کے لیے لایا ہو۔ میں اس دنیا اور اس دنیا کی تمام نعمتوں کا تحفہ لایا ہوں۔ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اس کی طرف بلاؤں۔ جو شخص اس راہ میں میری مدد کرے، گا وہ کامیاب ہو جائے گا۔ پیغمبرؐ نے تین مرتبہ اس بات کو دہرایا۔

شادی

آپ جب سن بلوغ کو پہنچے تو اللہ کی طرف سے حضورؐ کو یہ حکم ملا کہ بی بی فاطمہؑ کی شادی حضرت علیؑ سے کر دینا۔ چنانچہ حضورؐ نے حکم خدا کو بجالاتے ہوئے بی بی فاطمہؑ کی شادی حضرت علیؑ سے کر دی۔ یہ شادی نہایت سادہ انداز سے انجام پائی۔

شب ہجرت

اسلام کے اظہار کے بعد پیغمبر کا وجود کفار قریش کی نظروں میں کھٹکنے لگا۔ سرداران قریش دارالندوۃ میں جمع ہوئے اور پیغمبرؐ کے قتل کا منصوبہ بنانے لگے۔ آخرکار یہ طے پایا کہ ہر قبیلے کا ایک فرد منتخب کیا جائے اور سب مل کر رات کے سناٹے میں پیغمبرؐ پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیں۔ خدا کی طرف سے پیغمبر کو اس منصوبے کا علم ہو گیا اور یہ حکم ملا کہ اس رات آپ وہاں نہ سوئیں بلکہ ہجرت فرما جائیں۔ پیغمبرؐ نے خدا کے حکم کو علیؑ سے بیان فرمایا اور کہا کہ تم میری جگہ سو رہو اس طرح کسی کو یہ معلوم نہ ہونے پائے کہ میں یہاں نہیں سو رہا ہوں۔ حضرت علیؑ جان کی بازی لگا کر پیغمبرؐ کے بستر پر سو رہے۔ آپؑ نے خطرات میں اپنے آپ کو ڈال کر پیغمبر کی حفاظت کی۔ یہ فداکاری خدا کو اس درجہ پسند آئی کہ اس

Marfat.com

وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد (البقرہ۲:۲۰۷) یعنی لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ کی خوشنودی کی خاطر اپنی جان فروخت کر دیتے ہیں۔ اللہ اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہے۔

رات آئی اور اندھیرا پھیل گیا۔ قتل پر مامور افراد نے پیغمبرؐ کے گھر کا محاصرہ کر لیا سورہ یسٰین کی آیتیں پڑھتے ہوئے پیغمبرؐ غیر مانوس راستوں سے ہوتے ہوئے مکہ کے باہر غار ثور میں پوشیدہ ہو گئے۔ قاتلان انسانیت برہنہ شمشیریں لیے ہوئے پیغمبرؐ کے بستر کی طرف بڑھے علیؑ اٹھ کھڑے ہوئے۔

قاتلوں نے تعجب سے پوچھا، محمدؐ کہاں گئے؟

حضرت علیؑ نے فرمایا: کیا میرے سپرد کر گئے تھے؟

الغرض کفار حضرت علیؑ کو مارتے ہوئے مسجد الحرام لے گئے اور کچھ دیر گرفتار کرنے کے بعد آزاد کر دیا۔ رسول اکرمؐ کے قتل کا منصوبہ ناکام ہو گیا اور آپ کی زندگی بچ گئی۔

امانت دار پیغمبرؐ

پیغمبر اسلامؐ قریش کے امانت دار تھے۔ تمام امانتیں آپؐ کے پاس جمع تھیں۔ جب آپؐ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے جانے لگے تو قوم اور قبیلہ میں کسی کو حضرت علیؑ جیسا امانت دار نہ پایا۔ ان کو اپنا نائب مقرر کیا تاکہ امانتیں ان کے مالکوں کو واپس کر دیں اور پیغمبرؐ کے قرضے ادا کر دیں اور پیغمبرؐ کے اہل حرم کو مدینہ پہنچا دیں۔

تمام اہم کام انجام دینے کے بعد حضرت علیؑ، فاطمہؑ (اپنی والدہ)، فاطمہ (س) (دختر پیغمبرؐ) فاطمہؓ (دختر زبیر) اور دوسرے لوگوں کو لے کر مدینہ روانہ ہو گئے۔ راستے میں مکہ کے آٹھ کافروں نے آپ کا راستہ روکا۔ آپ نے ہر ایک کو اپنے راستے سے ہٹایا اور اپنے قافلہ کے ساتھ مدینہ پہنچے۔ پیغمبرؐ نے آپ کو اپنے گھر ہی میں ٹھہرایا۔

Marfat.com

جہاد فی سبیل اللہ

اسلام امن و آشتی کا مذہب ہے۔ وہ قتل و غارت گری کا حامی نہیں ۔ جو شخص جان بوجھ کر بلاوجہ کسی مسلمان کو قتل کرے اس کے لیے اسلام نے ابدی عذاب مقرر کیا ہے۔ اسلام ایک عالمگیر اور ہمہ گیر مذہب ہے۔ اسلام تمام انسانوں کا مذہب ہے ۔ لہذا تبلیغ و اشاعت اس کا فریضہ ہے۔ اسلام کے بعد جن لوگوں کے مفادات خطرے میں آ گئے تھے انہوں نے ابتداء ہی سے اسلام کی مخالفت شروع کر دی۔ اسی صورت کے پیش نظر اسلام نے جہاد کا مقدس فریضہ واجب کیا تا کہ ان لوگوں سے نپٹا جا سکے جو تبلیغ کی راہ میں روڑے اٹکا رہے تھے۔ اسی طرح جب دوسرے مسلمانوں پر حملہ ہو اس وقت بھی عقل دفاع کو واجب سمجھتی ہے۔ اسی بنا پر دفاع اسلامی جہاد کا حصہ ہے۔

پیغمبر اکرمؐ کی اکثر جنگیں بلکہ تمام جنگیں دفاع کے لیے تھیں۔ اکثر جنگوں میں حضرت علیؑ موجود تھے۔ ان کے دل میں خدا کے علاوہ کسی کا خوف نہیں تھا۔ وہ جنگ میں انتھک کوشش اور بڑھ بڑھ کر حملہ کرتے تھے۔ علمداری کا منصب انہیں کے سپرد ہوتا تھا۔ شیر کی طرح گرجتے تھے اور ابر کی طرح برستے تھے اور دشمن کے لشکر کو گرد و غبار کی طرح اڑا دیتے تھے۔ آپؑ کی شمشیر آبدار کی ضرب دشمن کے حق میں مجسم ہلاکت تھی۔ آپؑ کی بس ایک ضرب کافی تھی دوسری ضرب کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔ آپؑ کی تلوار جس پر پڑتی تھی اس کی جان لیے بغیر واپس نہیں آتی تھی۔ آیئے آپؑ کی بعض جنگوں پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

جنگ بدر

ہجرت کے دوسرے سال ایک ہزار افراد پر مشتمل قریش کا ایک لشکر جو ہر قسم کے اسلحہ سے لیس تھا مسلمانوں سے جنگ کے لیے آیا۔ حضور اکرمؐ ۳۱۳ افراد کے ساتھ دشمن کو

Marfat.com

روکنے کے لیے بدر پہنچے۔ اسلام اور کفر کے لشکروں میں خوب جنگ ہوئی اور اسلام کے مجاہد کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ اس زمانے میں ایک عجیب بات سننے میں آئی کہ جس دن جنگ شروع ہوئی اس کی رات قلیب نامی کنویں کے دوسری طرف مسلمانوں کا لشکر اور ایک طرف کافروں کا لشکر تھا۔ مسلمانوں کے پاس پانی کا ذخیرہ ختم ہوا تو پیغمبرؐ نے مسلمانوں سے فرمایا: کون ہے جو جا کر قلیب کے کنویں سے پانی لائے؟ یہ یاد رہے کہ قلیب کے کنویں سے پانی لانا اپنے آپ کو دشمن کے تیروں کے سامنے ڈالنا تھا یعنی بہت خطرناک تھا۔ پیغمبرؐ کی یہ بات سن کر حضرت علیؑ سامنے آئے اور کہا: اے اللہ کے رسولؐ! میں پانی لانے کے لیے تیار ہوں۔ آپؑ نے مشک لی اور کنویں کی طرف بڑھے کنویں سے مشک کو پانی سے بھرا اور باہر کھینچا۔ عین اس وقت ایک ایسی آندھی چلی کہ مشک الٹ گئی اور سارا پانی بہہ گیا۔ آپ نے دوبارہ اسے بھرا اور دوبارہ باہر کھینچ لائے۔ پھر آندھی چلی اور مشک الٹی۔ تین دفعہ ایسا ہوا۔ چوتھی بار مشک بھری اور حضورؐ کی خدمت میں پہنچے اور سارا ماجرا آپؐ کو سنایا۔ حضورؐ نے فرمایا وہ پہلی آندھی جبریلؑ کی طرف سے تھی جو ہزار فرشتوں کے ساتھ تمہارے پاس سلام کرنے آئے تھے، دوسری دفعہ کی آندھی میکائیل کی طرف سے تھی جنہوں نے فرشتوں کے ہمراہ تمہیں سلام کیا، اور تیسری دفعہ اسرافیل ہزار فرشتوں کے ساتھ آ کر سلام کر رہے تھے۔ فرشتوں کا سلام کرنا دراصل حضرت علیؑ کی جانثاری اور جانبازی کی قدر شناسی اور شکریہ ادا کرنا تھا کہ آپؑ نے ایک ایسے خطرناک موقعے پر جرأت کا مظاہرہ کیا اور پانی حاصل کیا۔

جنگ خندق

دشمنان اسلام کے متعدد گروہوں نے ہاتھ میں ہاتھ دے کر یہ طے کر لیا کہ وہ سب مل کر ایک ساتھ مدینہ پر حملہ کریں اور اسلام اور مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیں۔ سلمان فارسیؓ کے مشورہ پر پیغمبر اسلام نے یہ حکم دیا کہ مدینہ کے گرد خندقیں کھود دی جائیں۔ دونوں

Marfat.com

لشکر ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہو گئے۔ عمرو بن عبدود نامی ۸۰ سالہ پہلوان دشمن کے لشکر سے رجز پڑھتا ہوا، کس بل دکھاتا برآمد ہوا اور مسلمانوں سے مدمقابل کا مطالبہ کیا۔

علیؑ میدان میں آ گئے۔

عمرو نے کہا واپس جاؤ۔ میں تمہیں قتل کرنا نہیں چاہتا۔

علیؑ نے کہا تم نے اپنے خدا سے یہ عہد کیا ہے کہ اگر قریش کا کوئی شخص تم سے دو چیزوں کا مطالبہ کرے تو تم ایک چیز ضرور مان لو گے۔

ہاں! بتاؤ تمہاری کیا حاجت ہے؟

پہلے یہ کہ اسلام لے آؤ اور خدا اور رسولؐ پر ایمان لاؤ۔

مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے۔

تو پھر جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔

واپس جاؤ۔ تمہارے باپ میرے دوست تھے، اس لیے میں تمہیں قتل کرنا نہیں چاہتا۔

خدا کی قسم جب تک تم حق سے دور ہو گے میں تمہیں قتل کرنا چاہوں گا۔

عمرو گھوڑے سے اترا اور اس کے پیر کاٹ دیے۔ تلوار ہاتھ میں لے کر علیؑ پر وار کیا۔ علیؑ نے وہ وار اپنی سپر پر روک لیا اور عمرو کے وار کو بیکار کر دیا۔

اس کے بعد علیؑ نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔

اور جب دوسروں نے یہ حالت دیکھی تو وہ بھاگ گئے۔

جب علیؑ میدان فتح کر کے واپس ہوئے اس وقت پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا "مرحبا علیؑ، مرحبا علیؑ۔"

بابِ علم

ابن عباس پیغمبرؐ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ "میری امت میں علیؑ سب سے زیادہ علم رکھنے والے اور سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں۔" پیغمبر اسلام کی یہ روایت تو

Marfat.com

بہت ہی مشہور ہے کہ انا مدینة العلم و علی بابها فمن اراد العلم فلیقتبسه من علی یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں ۔ جو علم حاصل کرنا چاہتا ہے وہ علیؑ سے حاصل کرے۔

ابن مسعود کا بیان ہے کہ پیغمبرؐ نے علیؑ کو بلایا اور تنہائی میں کچھ باتیں کیں۔ جب واپس آئے تو میں نے دریافت کیا کہ پیغمبرؐ نے کیا فرمایا؟ آپ نے جواب دیا کہ پیغمبر اسلامؐ نے مجھے علم کے ہزار باب تعلیم کیے اور ہر باب سے ہزار دروازے میرے لیے کھل گئے۔ایک دن حضرت علیؑ نے منبر پر ارشاد فرمایا کہ یا معشر الناس سلونی قبل ان تفقدونی ۔یعنی اے لوگو! جو چاہو مجھ سے دریافت کرلو، قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ۔ کیونکہ گذشتہ اور آئندہ کا علم میرے پاس ہے۔خدا کی قسم اگر میرے لیے مسند قضا بچھا دی جائے تو یہودیوں کو ان کی کتاب سے، اہل انجیل کو انجیل سے، اہل زبور کو ان کی کتاب زبور سے، اہل قرآن کو قرآن سے فیصلہ دونگا۔خدا کی قسم مجھے قرآن کا سب سے زیادہ علم ہے اور اسکی تاویل کو سب سے زیادہ بہتر جانتا ہوں۔

آپ نے دوبارہ پھر ارشاد فرمایا: یا معشر الناس! سلونی قبل ان تفقدونی ۔مجھ سے دریافت کرلو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ۔ اگر تم مجھ سے قرآن کی ایک ایک آیت کے بارے میں دریافت کرو تو تمہیں بتاؤں گا کہ یہ آیت کہاں نازل ہوئی، کس کے بارے میں نازل ہوئی، میں تمہیں بتاؤں گا کہ ناسخ کونسی ہے اور منسوخ کونسی ۔خاص کونسی ہے اور عام کونسی، محکم کونسی ہے اور متشابہ کونسی، مکی کونسی ہے اور مدنی کونسی۔

حقوق میں مساوات

حضرت علیؑ ایک مرتبہ منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کی حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا: خدا کی قسم جب تک مدینہ میں میرے پاس کھجور کا ایک بھی درخت ہے اس وقت تک

Marfat.com

میں بیت المال سے کچھ نہیں لوں گا۔ اس وقت عقیل کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ ہمیں مدینہ کے سیاہ فاموں کے برابر قرار دیں گے۔ فرمایا: بھائی بیٹھ جائیے، آپ کے علاوہ کوئی اور یہ بات نہیں کہہ سکتا۔ آپ کو اس سیاہ فام پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے مگر ایمان اور پرہیزگاری کی بنیاد پر۔ بعض پیروکاروں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ، اے امیر المومنینؑ ! کیا یہ بہتر نہیں تھا کہ آپ ابتداء میں بڑے بڑے لوگوں کو بیت المال سے زیادہ حصہ دیتے اور جب آپ کی حکومت کی بنیاد مستحکم ہو جاتی اس وقت عدل و انصاف کی بنیاد پر تقسیم کرتے؟ آپؑ نے فرمایا، افسوس! تم مجھ سے مطالبہ کر رہے ہو کہ میں اپنی حکومت کی بنیاد ظلم و ستم کو قرار دوں اور مسلمانوں سے ناانصافی کروں۔ خدا کی قسم یہ کام مجھ سے ہرگز نہ ہوگا۔ بخدا اگر بیت المال میری ذاتی ملکیت ہوتا تب بھی عدل و انصاف سے ہی تقسیم کرتا، چہ جائیکہ یہ میرا مال نہیں ہے۔

عدل و انصاف

حضرت علیؑ بیت المال کی تقسیم میں کسی قسم کی ترجیح کے قائل نہ تھے۔ وہ کسی عربی کو عجمی پر، مرد کو عورت پر، یا اشراف کو غلاموں پر ترجیح نہیں دیتے تھے۔

ایک دن حضرت علیؑ کے چند موالی آپ کے پاس آئے اور کہا، ہم آپ کے خیرخواہ ہیں۔ آپؑ کو یہ نصیحت کرنے آئے ہیں کہ کاموں میں اشراف عرب کو دوسروں پر کچھ ترجیح دیں تو کاموں کے آگے بڑھانے کے لیے مناسب ہے۔ حضرت علی اس تجویز سے ناراض ہوئے اور فرمایا، کیا تم مجھے یہ حکم دیتے ہو کہ میں اپنی رعایا پر ظلم کروں یا دوستوں کا ایک گروہ اپنے گرد جمع کروں۔ خدا کی قسم جب تک دنیا موجود ہے اور ستاروں کی گردش باقی ہے، میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ اگر یہ مال میرا اپنا ہوتا تو بھی برابر تقسیم کرتا ابھی تو یہ مال مال خدا ہے، اس کے بعد فرمایا اے لوگو! جو شخص ایک نیک کام غلط جگہ پر انجام دیتا ہے تو

Marfat.com

اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ چند نااہل اور دل کے اندھے لوگوں میں اس کی تعریفیں ہوتی ہیں اور ان لوگوں کے دل میں اس کے لیے دوستی پیدا ہوتی ہے، لیکن اگر کسی دن اس کے لیے برے حالات پیش آئیں اور وہ ان کا محتاج بنے تو یہی لوگ اس کے لیے ملامت کرنے والے اور دھتکارنے والے ثابت ہونگے۔

شہادت

۴۰ ہجری میں چند خارجی مکہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے ایک مجرمانہ سازش کا منصوبہ بنایا۔ یہ رات ابن ملجم نے اپنے دو ایک دوستوں کے ساتھ مسجد کوفہ میں بسر کی۔ تقریباً تیس سال پہلے حضرت علیؑ پیغمبر اسلامؐ کی زبانی سن چکے تھے کہ وہ ماہ مبارک رمضان میں قتل کیے جائیں گے۔ یہ واقعہ خود حضرت علیؑ کی زبان سے سنتے ہیں کہ: جس وقت پیغمبر اسلامؐ نے ماہ مبارک رمضان کے سلسلے میں اپنا مشہور و معروف خطبہ ارشاد فرمایا، میں نے اٹھ کر پیغمبر اسلامؐ سے دریافت کیا کہ اس مہینے میں سب سے بہتر کام کیا ہے؟ فرمایا گناہوں سے دور رہنا۔ اس کے بعد پیغمبر اسلامؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ نے مجھے بتایا کہ تم اسی مہینے میں شہید کیے جاؤ گے۔ امام علی کی ان باتوں سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ انہیں علم ہے کہ وہ اس مہینے میں شہید کیے جائیں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس سال میں حج میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں گا۔ جب آپؑ کی خدمت میں کسی نے عرض کیا کہ افطار کے وقت کم غذا کیوں تناول فرماتے ہیں تو آپؑ نے فرمایا۔ چاہتا ہوں خالی پیٹ خدا سے ملاقات کروں۔ انیسویں شب آپ بالکل نہیں سوئے اور بار بار یہ فرماتے رہے کہ ”خدا کی قسم میں جھوٹ نہیں بولتا اور نہ مجھ سے جھوٹ بولا گیا۔ وعدہ کی رات آج کی رات ہے۔“

سحر کے وقت حضرت علیؑ مسجد میں تشریف لائے صبح کی نماز پڑھتے ہوئے زہر

Marfat.com

میں ڈوبی خون آشام تلوار ناپاک ترین فرد ابن ملجم کے ہاتھوں آپؑ کے سر اقدس میں پیوست ہوگئی اور محراب حق میں خورشید امامت خون میں ڈوب گیا۔ ضربت کے دو دن کے بعد یعنی ۲۱ ویں شب چالیس ہجری (۴۰ھ) کو آپؑ نے اس دنیائے فانی کو الوداع کہا۔

حضرت علیؑ کی آخری وصیت

زندگی کے آخری لمحات میں آپ نے اپنے فرزندوں، رشتہ داروں اور تمام مسلمانوں کو اس طرح وصیت فرمائی: میں تمہیں تقویٰ اور پرہیز گاری کی وصیت کرتا ہوں اور یہ کہ اپنے کاموں کو منظم کرو اور ہمیشہ مسلمانوں کی اصلاح کرنے کی فکر کرتے رہو۔ یتیموں کو بھولنا نہیں۔ پڑوسیوں کے حقوق کی رعایت کرنا۔ قرآن کو اپنا عملی منشور قرار دینا۔ نماز کا بہت زیادہ احترام کرنا کیونکہ یہ تمہارے دین کا ستون ہے۔ خدا کی راہ میں جان، مال اور زبان سے جہاد کرنا۔ باہم متحد رہنا۔ امر بمعروف اور نہی عن المنکر کو ہرگز ترک نہ کرنا۔ اگر تم اس کو ترک کردیا تو خدا بدترین افراد کو تم پر مسلط کر دے گا۔ وہ تم پر حکومت کریں گے۔ اس وقت تم ان کے لیے جتنی بھی بددعا کرو گے ہرگز قبول نہ ہوگی۔

اب حضرت علیؑ کی زندگی کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیے۔ کہ کیا ہم واقعی ان کی پیروی کر رہے ہیں۔ کیا ہم عدل و انصاف، محبت واخوت اور بھائی چارے کا مظاہرہ کر رہے ہیں؟ کیا ہم اسی راہ پر گامزن ہیں جس راستے پر چل کر حضرت علیؑ نے اپنی ساری زندگی بسر کی آیئے! حضرت کی اس سیرت پر چلیں جس کی ایک ہلکی سی چوٹ اگر قلب کافر پر پڑے تو مسلمان ہوگیا، اگر مسلمان پر پڑی تو وہ باایمان ہوگیا اور اگر کسی باایمان پر پڑی تو وہ حسینیؑ ہوگیا اور اگر کسی حسینیؑ پر پڑی تو وہ خمینیؒ ہوگیا۔

❁❁❁

Marfat.com

مرزا غالب اور منقبت حضرت علیؑ

ڈاکٹر سرفراز ظفر☆

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ عم زاد رسولؐ و زوج زہرا بتولؓ ہیں۔ آپ نہ فقط حضور نبی کریمؐ کے قریبی عزیز اور جان نثار ساتھی تھے بلکہ آپ نے خود آنحضرتؐ کے دامان عاطفت میں پرورش پائی۔ ہمیشہ آنحضرتؐ کے ساتھ رہے اور آپ کو کئی دفعہ نبی رحمتؐ کے ساتھ کٹھن مراحل سے گذرنا پڑا۔ نبوت کے ساتویں سال اہل مکہ نے بنی ہاشم کا سماجی بائیکاٹ کیا، جس کے نتیجے میں بنی ہاشم کو شعب ابی طالب کے جان گداز ایام بسر کرنے پڑے تو اس وقت بھی حضرت علیؑ آپؐ کے ساتھ وہاں موجود تھے۔ اسی طرح جب نبوت کے تیرہویں سال کے دوران آپؐ نے ہجرت کا ارادہ فرمایا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کمال شجاعت و جانثاری سے آپؐ کے بستر مبارک پر محو خواب ہوئے۔ کفار کے مقابلے میں غزوات میں آپ ہمیشہ پیش پیش رہے۔ ان میں بڑی جرأت اور دلیری کا مظاہرہ کیا اور اس طرح حضورؐ سے اپنی محبت کا حق ادا کیا۔

خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیؐ بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ آپ نے ان کی اپنی اولاد کی طرح پرورش کی۔ مدینہ منورہ میں آپؐ نے مہاجر اور انصار کو اخوت کے رشتے میں منسلک کیا تو حضرت علیؑ کو اپنا بھائی بنایا اور انہیں جس نعمت سے

☆ شعبہ فارسی، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد۔

Marfat.com

سرفراز فرمایا اس کی روئے زمین پر مثال نہیں ملتی، یعنی فرما دیا کہ "دنیا اور آخرت میں تو میرا بھائی ہے۔"

حضور نبی کریمؐ کی محبت اور اطاعت ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ان کی محبت میں تن، من، دھن کی بازی لگانا اور اس جذبے کو سینے میں پروان چڑھانا کامل ایمان کی نشانی ہے۔ آپؐ کی محبت و اطاعت کا تقاضا ہے کہ آپؐ نے جس کام سے منع فرمایا اس سے اجتناب کریں اور جس کا حکم دیا ہے اس پر عمل پیرا اور کاربند ہو جائیں۔

احادیث مبارکہ میں آپؐ نے اپنے اہل بیتؑ کے مقام و منصب کی طرف خصوصی توجہ دلائی ہے۔ نسائی کی روایت کے مطابق آپؐ نے فرمایا:

من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ جس کا میں مولا ہوں یہ علیؑ بھی اس کا مولا ہے۔ اے اللہ! جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ۔ گویا علیؑ سے محبت رکھنا پیغمبر خداؐ سے محبت رکھنا ہے۔ آپؐ کے اس ارشاد اور اس جیسے دوسرے ارشادات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے مسلمانان عالم نے حضرت علیؑ سے اپنی محبت اور عقیدت کا اظہار مختلف انداز میں بھرپور طریقے سے کیا ہے۔ ہر زمانے کے مسلمانوں نے مدحت اہل بیتؑ کو باعث سعادت اور جزو ایمان سمجھا ہے اور ان کے ساتھ اپنی محبت اور عقیدت کے رشتے کو استوار رکھا ہے۔ شعراء اور ادباء نے اپنے اشعار اور نگارشات میں بڑی عقیدت سے حضرت علیؑ کی مدحت اور منقبت بیان کی ہے۔ اس میدان میں مرزا اسد اللہ خان غالب بھی کسی سے کم، اور پیچھے نہیں۔

غالبؔ نے فارسی اور اردو کلام میں حضرت علیؑ کی شان میں خوبصورت نذرانہ عقیدت مرقوم کیا ہے۔ انہوں نے جس فصیح و بلیغ انداز میں آپؑ کی مدحت بیان کی ہے اس کا کماحقہ چند سطور میں احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ بہر حال فارسی اور اردو کی اس قد آور شخصیت نے

Marfat.com

امیر المومنینؑ سے جس محبت و عقیدت کا اظہار کیا ہے اس کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

غالب کے نزدیک مدحت علیؑ، نعت رسول کا درجہ رکھتی ہے۔ کہتے ہیں:

مدح میں تیری نہاں زمزمۂ نعت نبیؐ
جام سے تیرے عیاں بادۂ جوش اسرار

محبوب خداؐ کی نعت کہنا آسان کام نہیں۔ ایسے ہی محبوب پیغمبرِ خدا کی منقبت بیان کرنا اور اس کے تقاضے پورے کرنا کارے دارد، اور ایسی عظیم ہستی کی مدح میں زبان کھولنا اور قلم کو حرکت دینا قلبی لگن اور عشق و عقیدت کے بغیر ممکن نہیں۔ بقول غالب:

کس سے ممکن ہے تیری مدح بغیر از واجب
شعلۂ شمع مگر شمع پہ باندھے آئیں
تیری مدحت کے لیے ہیں دل و جاں، کام و زباں
تیری تسلیم کو ہیں لوح و قلم، دست و جبیں
شوخی عرض مطالب میں ہے گستاخ طلب
ہے تیرے حوصلۂ فضل پہ از بس کہ یقیں

غالب کے فارسی کلام کی لذت اور چاشنی اردو سے کہیں زیادہ ہے وہ اپنے اردو اشعار کو بے رنگ کہتے ہیں اور فارسی اشعار کی طرف توجہ دلاتے ہیں:

فارسی بین تا ببینی نقش ھای رنگ رنگ
بگذر از مجموعۂ اردو کہ بی رنگ من است

غالب نے فارسی میں حضرت علیؑ کے جو مناقب بیان کیے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ انہوں نے شاعری کے دامن کو منقبت کے ایسے گرانمایہ موتیوں سے بھر دیا ہے جس کی آب و تاب ہمیشہ قائم رہے گی۔ غالب ذکر علیؑ میں عجیب لذت محسوس کرتے تھے۔ کہتے ہیں

Marfat.com

کہ جب میں حضرت علیؑ کا نام لیتا ہوں تو زبان میرے منہ میں رقص کرتی ہے جیسے صبح سویرے پھول کی پتی باد صبا سے محو رقص ہوتی ہے:

چون برگ گل ز باد سحر گاھیم زبان
رقصد بنام حیدر کرار در دھن

اسد اللہ، حضرت علیؑ کا لقب تھا۔ غالب کو اپنے نام اسد اللہ پر بڑا فخر تھا جس کا اظہار یوں کرتے ہیں:

غالب نام آورم نام و نشانم مپرس
ہم اسد اللھم و ھم اسداللھیم

حضرت علیؑ سے اپنی بے پناہ محبت وعقیدت کی بدولت غالب ذکر علیؑ میں غرق رہتے اور ہر لحہ ان سے محبت وعقیدت کا اظہار کرتے:

عالم توفیق را غالب سواد اعظم
مہر حیدر پیشہ دارم، حیدر آباد خودم

یعنی میں تائید الٰہی کی دنیا کا سواد اعظم ہوں۔ عشق ومحبت علیؑ میرا پیشہ ہے میں نے اپنی ذات کو حیدر آباد یعنی مقام حیدرؑ بنالیا ہے۔

انسان کو اس دنیا میں موافقین اور مخالفین سے پالا پڑتا رہتا ہے۔ مخالفین کی ہمیشہ یہی کوشش ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح سے اپنے مدمقابل کو نیچا دکھائیں، انہیں بدنام اور رسوا کریں، اور انہیں مختلف قسم کی پریشانیوں اور مشکلات میں مبتلا کر دیں، اور جیسا کہ سب جانتے ہیں جسمانی تکلیف سے ذہنی اذیت کہیں بڑھ کر ہوتی ہے۔ غالب کے مخالفین بھی اسے اپنی تنقید کا نشانہ بناتے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کو غالب کی محبت علیؑ پر اعتراض تھا مگر غالب جو کہ امراء و حکام کو خاطر میں نہ لاتے تھے، ان کی کیا پرواہ کرتے۔ مخالفین کے

Marfat.com

اعتراض کا جواب دیتے ہوئے وہ حضرت علیؑ سے اپنی محبت کا برملا اعلان اس طرح کرتے ہیں:

به رد و قبول کسانم چه کار
علیؑ بایدم، با جهانم چه کار
در اندیشه پنہان و پیدا علیست
سخن کز علیؑ می کنم با علیست

یعنی کسی کی پسند ناپسند سے مجھے کیا واسطہ؟ مجھے صرف علیؑ سے غرض ہے جہاں کی کوئی پرواہ نہیں۔ میری فکر میں ظاہر و پوشیدہ علیؑ ہیں اور میرا روئے سخن بھی علیؑ ہی کی جانب ہے۔ ایک اور جگہ کہتے ہیں:

نیاساید اندیشه جز با علیؑ
ز اسما نیندیشم الا علیؑ
به بزم طرب همنوایم علیست
به کنج غم اندوه ربایم علیست

یعنی میری فکر کو علیؑ کے بغیر چین نہیں ملتا۔ چنانچہ اسماء میں سے اسم علیؑ ہی مجھے مرغوب ہے۔ خوشی کی محفل میں علیؑ میرے ساتھ ہوتے ہیں اور غم کی حالت میں میرے ہمدرد و غمگسار بھی وہی ہیں۔

غالب کی منقبت کا انداز عاشقانہ ہے۔ ایک عاشق کی طرح وہ اپنے محبوب کے عشق میں مست و مگن اور اس کی شراب محبت سے مخمور رہتے ہے اور ہر وقت زبان سے علیؑ ہی کے نام کا ورد کرتے ہیں۔

ورد من بود غالب یا علیؑ بوطالب
نیست بخل با طالب، اسم اعظم از من مپرس

Marfat.com

یعنی وردِ یا علیؑ ہی میرے لیے اسم اعظم ہے۔

غالب اپنے آپ کو حضرت علیؑ کا سچا غلام گردانتے اور مدحت حضرت علیؑ پہ ناز کرتے ہیں:

داغ غلامی تو مرا بر جبین دل
جوش مناقب تو مرا ہست در خیال
شادم بدین ہوس کہ بہ مدح تو جاوذان
بندم ہزار دستۂ نسرین و نسترن

یعنی تیری غلامی کا داغ میرے دل کی پیشانی پر لگا ہے، اور تیری منقبت کا جوش میری فکر میں موجزن ہے۔ مجھے اس بات پر خوشی ہے کہ تیری مدح میں نسرین و نسترن کے پھولوں سے ہزاروں گلدستے تیار کر رہا ہوں۔

غالب، حضرت علیؑ کی ذات میں جلوہ حبیبؐ خدا کا نظارہ کرتے اور کہتے ہیں:

کنم از نبیؐ روی در بوترابؑ
بہ مہ بنگرم جلوۂ آفتاب

یعنی میں نبیؐ سے ابوترابؑ کی جانب متوجہ ہوتا ہوں اور چاند میں آفتاب کا جلوہ دیکھتا ہوں۔ کیونکہ حضرت علیؑ کی ذات، سرور کائناتؐ سے الگ نہیں بلکہ ایک تصویر کے دو رخ ہیں۔ غالب کا اس پر بھی ایمان ہے کہ نبیؐ کا سایہ نہ تھا۔ بقول غالب اس کی ضرورت بھی نہیں تھی اس لیے کہ حضرت علیؑ آپ کا مجسم سایہ تھے۔ اس عقیدت کا اظہار وہ اپنے اشعار میں یوں کرتے ہیں:

نبیؐ را اگر سایہ صورت نداشت
تردد ندارد ، ضرورت نداشت

Marfat.com

دو فرخندہ یار گرانمایہ بین
دو قالب زیک نور و یک سایہ بین

نیز کہتے ہیں:

بدان اتحادی کہ صافی بود
دو تن را یکی سایہ کافی بود
ازان سایہ یک جا گرایش کند
کہ احمدؐ ز حیدرؑ نمایش کند

غالب کی یہ دلی خواہش تھی کہ ان کا مدفن نجف اشرف بنے۔ وہ اپنی سوانح حیات کے آخر میں لکھتے ہیں:

یارب این بوی ہستی ناشنیدہ از نیستی بہ پیدائی نارسیدہ یعنی نقش بہ ضمیر آمدہ نقاش کہ بہ اسد اللہ خان موسوم و بہ میرزا نوشہ معروف و بہ غالب متخلص است چنانکہ اکبر آبادی مولد و دھلوی مسکن است فرجام کار نجفی مدفن نیز باد!

اسی خواہش کا اظہار وہ اپنے اشعار میں یوں کرتے ہیں:

بود گرچہ ثابت کہ چون جان دھم
علیؑ گویم و جان بہ یزدان دھم
بہ ہند و عراق و بہ گلزار و دشت
بسوی علیؑ باشدم بازگشت
ولیکن چو آن ناحیہ دلکشست
اگر در نجف مردہ باشم خوشست

غالب کی دلی تمنا تھی کہ وہ آستانہ ابوتراب پہ جان دے دیں اور نجف اشرف میں دفن ہوں۔ اگر ایسا ہو جائے تو بقول ان کے کسی کا کیا بگڑے گا۔ فرماتے ہیں:

Marfat.com

کہ جان بر در بوترابؑ دھد
در آن خاک فرمان خاکم دھد
چہ خواہد ز نیروی گردان سپہر
چہ کم گردد از خوبی ماہ و مہر
کہ دلخستۂ دھلوی مسکنی
ز خاک نجف باشدم مدفنی

القصہ غالب نے منقبت کی صورت میں حضرت علیؑ کی ذات سے اپنی والہانہ محبت وعقیدت کا حتی المقدور حق ادا کرنے کی سعی کی ہے۔ اگرچہ انہیں خاک نجف میں دفن ہونا نصیب نہ ہوا مگر ان کی محبت وعقیدت میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑا۔ آخر میں غالب ہی کے ایک شعر پر سلسلہ کلام کو ختم کرتا ہوں:

نگنجد دوئی در نبیؐ و امامؑ
علیہ الصلوٰۃ و علیہ السلام

Marfat.com

حضرت علیؑ کی شخصیت

پروفیسر مقصود جعفری☆

حضرت علی علیہ السلام کی شخصیت کے کئی پہلو ہیں۔ آپ بیک وقت بہادر، جنگجو، خطیب، عالم، شاعر، منصف، ولی، مدبر اور حاکم تھے۔ آپ جیسی نابغۂ روزگار شخصیت تاریخ میں دوسری نظر نہیں آتی۔ آپ کی ولادت کعبہ میں اور شہادت مسجد کوفہ میں ہوئی۔ اسی لیے ایک شاعر نے کہا:

کسے را میسر نشد این سعادت
بہ کعبہ ولادت ، بہ مسجد شہادت

آپؑ کی پیدائش سے قبل دیوار کعبہ شق ہوگئی اور آپ کی والدۂ ماجدہ فاطمہ بنت اسد خانۂ کعبہ میں داخل ہوگئیں اور سرتاج اولیاء و امام اوصیاءؑ کی ولادت مبارک ہوئی۔ کتب تاریخ میں مرقوم ہے کہ آپ نے اس وقت تک آنکھیں نہیں کھولیں جب تک ختمی مرتبت رسالت مآب حضرت محمد مصطفیٰؐ تشریف نہ لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمؐ نے مولودِ کعبہ کو ہاتھوں میں اٹھایا اور اپنی زبان مبارک آپؑ کے منہ میں ڈال دی جسے آپؑ نے چوسنا شروع کر دیا۔ اسی لیے آپ فرمایا کرتے تھے کہ ذقنی رسول الله ذقاًذقاً، کہ رسول اللہؐ نے مجھے ایسے پالا جیسے ایک پرندہ اپنے بچے کی چونچ میں چونچ ڈال کر خوراک دیتا ہے۔

☆ شاعر، محقق و سابق استاد، گورڈن کالج، راولپنڈی۔

Marfat.com

ایک اور مقام پر آپؑ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ کی ایسے پیروی کی جیسے ایک اونٹنی کا بچہ اپنی ماں کے پیچھے پیچھے چلتا ہے، اور اسکے نقوش پا پر اپنے قدم رکھتا جاتا ہے۔ جنگ خندق میں جب آپؑ نے اپنے مدمقابل کو زمین پر گرا دیا اور اس کے سینے پر سر قلم کرنے کے لیے سوار ہوئے تو اس نے آپؑ کے چہرۂ اقدس پر تھوک دیا۔ آپؑ کو غصہ آ گیا مگر آپ اس کے سینے سے اتر گئے اور اسے قتل نہ کیا۔ وہ حیرت زدہ ہو کر سراپا سوال بن گیا۔ پوچھا میں نے آپ کی توہین کی اور آپ نے مجھے معاف کر دیا اور قتل نہ کیا۔ آپ نے فرمایا تو نے مجھ پر تھوکا۔ مجھے غصہ آ گیا اب اگر تجھے قتل کرتا تو یہ دینی فعل نہیں بلکہ ذاتی انتقام بن جاتا، لہذا تجھے چھوڑ دیا۔ مولانا رومی نے اس واقعہ کو مثنوی میں تفصیل سے بیان کیا ہے جس کا ایک شعر درج کرتا ہوں:

او خدو انداخت بر روی علیؑ
افتخار ہر نبیؑ و ہر ولیؑ

ترجمہ: اس نے علیؑ کے منہ پر تھوک دیا، وہ علیؑ جو کہ ہر نبی اور ہر ولی کے لیے سرمایہ افتخار ہے۔ حضرت علیؑ کے اس فعل سے جہاد اور جنگ کا فرق واضح ہوتا ہے۔ جہاد صرف اصولی اور نظریاتی ہوتا ہے۔ یہ دفاعی جنگ ہے۔ اس کا جارحیت اور انتقام سے کوئی واسطہ نہیں۔ آج جو یورپی دانشور اسلام کے تصور جہاد کے خلاف زہر افشانیاں کر رہے ہیں، اے کاش وہ جنگ خندق کے اس واقعے ہی کو پڑھ لیتے۔ اگر وہ اس پر ذرا سا بھی غور کریں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اسلام دین امن ہے نہ کہ دین جنگ و جدل۔ چونکہ حضورؐ کے دادا جان حضرت عبدالمطلبؑ کی وفات حسرت آیات کے بعد آپؐ کی پرورش و نگہداشت کی ذمہ داری حضرت ابوطالبؑ کے ذمے آ گئی تھی اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اور مجلس کا شرف عمومی حضرت علیؑ کو حاصل رہا۔ آپؑ ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہتے حتیٰ

Marfat.com

کہ جب از روئے حکم خدا آقائے نامدار نے دعوت ذوالعشیرہ کا اہتمام کیا اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو بلا کر کھانا کھلانے کے بعد دعوت اسلام دی تو اکثر نے استہزاء کیا اور دعوت قبول نہ کی۔ ایسے وقت میں بھی حضرت علی علیہ السلام نے جو ابھی بالکل نوعمر تھے آپ کی دعوت اسلام کو قبول کیا اور نصرت اسلام کا اعلان فرمایا۔ معلم التنزیل میں اس واقعہ کو نقل کیا گیا ہے۔ انگریز تاریخ دان گبن نے بھی اس واقعہ کو نقل کرتے ہوئے حضورؐ کے الفاظ کو نقل کیا ہے جو حضرت علیؑ کی تعریف وتوصیف میں زریں حروف میں لکھنے کے قابل ہیں۔

گویا بچپن ہی سے آپ مشرف بہ اسلام تھے۔ بقول شاعر مشرق علامہ اقبال:

مسلم اوّل شہ مردان علیؑ
عشق را سرمایۂ ایمان علیؑ

حضرت علیؑ بحیثیت ایک جنگجو کے شہرت تامہ رکھتے ہیں۔ آپ نے اسلامی غزوات میں بے مثال کارہائے نمایاں انجام دیے۔ آپ بڑے بہادر اور صاحب شمشیر تھے۔ جب کسی پر میدان جنگ میں تلوار سے وار کرتے اور اسے واصل جہنم کرتے تو اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے۔ آپ نے جو بھی جنگ کی وہ صرف اور صرف اللہ اور اسلام کے لیے کی۔ آپ نے کبھی کوئی ذاتی عناد یا مفاد نہ رکھا۔ وہ ایک آفتاب درخشاں تھے۔ جس کی شعاعیں چار دانگ عالم کو منور کرتی تھیں۔ جرمن فلسفی نطشے نے مرد آہن کا تصور پیش کیا ہے لیکن اس کا مرد آہن لادینی قوتوں، وجاہتوں اور سطوتوں کا مظہر ہے۔ علامہ الجیلی اپنی کتاب انسان کامل میں ایک ایسے مرد عظیم و بطل جلیل کا تصور پیش کرتے ہیں جو قرآنی علوم و معارف کی عکاسی کرتا ہے اور وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی ذات گرامی ہو سکتی ہے۔ انگریز ڈرامہ نگار مارلو نے ڈاکٹر فاسٹس کا کردار پیش کیا جو جادو کی قوتوں کے ذریعے حصول حکومت کے لیے دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اصل میں یہ عصر حاضر کے آئیڈیل ہیں۔ کوئی

Marfat.com

دولت کا تو کوئی حکومت کا رسیا ہے، کسی کو شہرت تو کسی کو سطوت نے حواس باختہ کر رکھا ہے، مگر دوسری طرف ہم تاریخ میں حضرت علی علیہ السلام کا کردار دیکھتے ہیں جو پکار پکار کر دعوت عمل و انسانیت دے رہا ہے۔ وہ کوئی کام اپنی ذات اور اپنے مفاد کے لیے نہیں کرتے بلکہ ان کا ہر فعل تابع رضائے الٰہی اور برائے خوشنودی خدا ہے۔ اسی لیے مولانا رومی ایک مقام پر فرماتے ہیں:

از علیؑ آموز اخلاص عمل
شیر حق را دان منزہ از دغل

مختصر یہ کہ اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی انسان علم و عمل، اخلاص و وفا اور علم و معرفت میں بے نظیر و بے مثل ہے تو وہ صرف اور صرف حضرت علیؑ ہی کی ذات گرامی ہو سکتی ہے۔ اسی لیے تو پیغمبر اسلام نے فرمایا تھا۔ الحق مع علی و علی مع الحق یعنی حق علیؑ کے ساتھ اور علیؑ حق کے ساتھ ہے۔ ایک اور مقام پر ارشاد رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتا ہے:۔ انا و علی من نور واحد یعنی میں اور علیؑ ایک ہی نور سے ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا۔ انا مدینۃ العلم و علی بابھا۔ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے۔ ان احادیث مبارکہ سے شان حضرت علی واضح ہوتی ہے۔ قرآن اور علیؑ لازم و ملزوم ہیں۔ علیؑ نے کبھی کوئی ایسا کام نہیں کیا جو قرآنی تعلیمات کے منافی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت علیؑ کو حکیم الٰہی اور مفسر و شارح قرآن بھی کہا جاتا ہے۔ بحار الانوار میں علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ اکثر رات گئے کھلے آسمان کے نیچے کھڑے ہو کر ستاروں کا مشاہدہ کرتے اور آفاق کے بارے میں قرآنی آیات تلاوت فرماتے اور تخلیق کائنات پر غور فرماتے۔ ایک دفعہ آپ نے برسر منبر یہ اعلان فرمایا۔ سلونی سلونی قبل ان تفقدونی۔ من اعلم بطرق السماء کما اعلم بطرق الارض، یعنی پوچھو! پوچھو! مجھے کھو دینے

Marfat.com

سے پہلے اور میں زمین کی راہوں سے زیادہ آسمان کے راستوں سے واقف ہوں۔ سورۃ الحجر میں آسمانوں کے راستوں اور تسخیر کائنات کی طرف اشارے ہیں اور اسی آیت کی تفسیر میں حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آنے والے زمانے میں لوگ آسمانوں کی طرف سفر کریں گے۔ حضرت علیؑ علوم و معارف کا ایک بحر بیکراں تھے۔ جونہی کوئی آپ سے سوال کرتا آپ فوراً جواب دے دیتے۔ ایک مرتبہ ایک سوال کرنے والے نے پوچھا اے علی کیا آپ اس مخلوق کے نام گن سکتے ہیں جو کہ بچے دیتی ہے اور وہ جو کہ انڈے دیتی ہے؟ آپؑ نے فوراً فرمایا ہر وہ مخلوق جس کے کان باہر کی جانب ہیں وہ بچے دیتی ہے اور ہر وہ مخلوق جس کے کان اندر کی جانب ہیں وہ انڈے دیتی ہے۔ ایک صاحب سوال نے پوچھا: یا علیؑ یہ کیا بات ہے کہ آپ سے جیسے ہی کوئی سوال پوچھا جائے آپ بلا توقف اس کا جواب دے دیتے ہیں؟ آپ نے اس سے پوچھا۔ تمہارے ہاتھ میں کتنی انگلیاں ہیں؟ اس نے جواب دیا۔ پانچ۔ آپ نے فرمایا تم نے ہاتھ کی انگلیاں دیکھ کر، گن کر اور سوچ کر جواب کیوں نہیں دیا؟ اس نے جواب دیا کہ اے علیؑ اس میں گننے اور سوچنے کی کون سی بات ہے؟ یہ تو میرا روز کا مشاہدہ ہے کہ ہاتھ میں پانچ انگلیاں ہوتی ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: یاد رکھ یہ کائنات ہمارے سامنے تخلیق ہوئی ہے۔ اس کے تمام رازوں کے ہم گواہ ہیں۔ اس لیے ہمیں ہر سوال کا جواب معلوم ہے اور سوچنے اور دیکھنے کی ضرورت نہیں۔

حضرت علیؑ ایمانیات، دینیات، اخلاقیات اور روحانیات کے ساتھ ساتھ اقتصادیات پر بھی نظر رکھتے تھے۔ یہ مغربی سرمایہ دارانہ، اقتصادیات ہو جس کے بانی آدم اسمتھ اور ڈاکٹر الفریڈ مارشل ہیں یا اشتراکی اقتصادیات جس کے مفکر کارل مارکس اور اینجلز ہیں، یہ تمام نظام ہائے اقتصاد ناقص ہیں۔ اس کے برعکس حضرت علیؑ نظام عدل کے داعی تھے۔

Marfat.com

ایک دفعہ آپ نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہؒ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''اے بیٹے میں تیری بابت فکر مند ہوں۔ غربت کے بارے میں اللہ سے پناہ مانگو کیونکہ غربت ایمان اور عقل کے لیے بے حد نقصان دہ ہے۔ آپ اپنے دور خلافت کے دوران ایک دفعہ بازار سے گذر رہے تھے آپ نے دیکھا کہ میثم تمارؒ نے دو طرح کی کھجوریں رکھی ہوئی ہیں اور مختلف قیمتوں پر بیچ رہے ہیں۔ اچھی قسم کی کھجوروں کی قیمت زیادہ ہے اور گھٹیا قسم کی کھجوروں کی قیمت کم ہے۔ آپ نے اسے مارنے کے لیے کوڑا اٹھایا، تو وہ چلایا کہ اے امیر المومنینؑ میں نے کیا خطا کی ہے؟ آپؑ نے فرمایا تم میرے دور حکومت میں اسلامی معاشرے کو دو حصوں میں تقسیم کر رہے ہو۔ امراء اور غرباء میں یعنی امیر لوگ بڑھیا قسم کی کھجوریں کھائیں اور غریب لوگ گھٹیا قسم کی کھجوریں کھائیں۔ آپؑ زمین پر بیٹھ گئے اور دونوں قسم کی کھجوروں کو باہم ملا دیا اور فرمایا اب انہیں بیچو، تا کہ ہر گھر میں ایک ہی قسم کی کھجوریں کھائی جائیں۔ یہ تھا آپ کا نظام مساوات و نظام اقتصادیات۔ آپ ہمیشہ سوکھی نان جویں نوش جان فرماتے عقبیٰ بن القمہؒ راوی ہیں کہ آپؑ سے ایک دفعہ ایک صحابی نے عرض کیا کہ آپ خلیفۂ وقت ہیں کم از کم اپنی خوراک کا معیار تو درست فرمائیں۔ آپ پانی اور نمک کے ساتھ سوکھی روٹی کھاتے ہیں۔ اس میں کیا ہرج ہے کہ آپ بھی لذیذ طعام کھا لیا کریں۔ آپ نے فرمایا میری غذا میری ریاست کے غریب ترین انسان کے معیار کے برابر ہونی چاہیے تا کہ اسے احساس کمتری نہ ہو۔ اسے یہ اطمینان ہو کہ وہ بھی وہی غذا کھاتا ہے جو اس کا خلیفہ کھاتا ہے۔ کیا آج کے اشتراکی اور استعماری معاشروں کے حاکم ایسی اعلیٰ انسانی مثالیں پیش کر سکتے ہیں۔ ایک شعر میں آپ فرماتے ہیں۔ ''تم نے ایسے لوگ تو دیکھے ہوں گے جو کثرت دولت کی وجہ سے گناہ کرتے ہیں، مگر کیا تو نے ایسے لوگ نہیں دیکھے جو قلت دولت کی وجہ سے گناہ کرتے ہیں۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ کثرت دولت اور قلت دولت دونوں باعث شر ہیں

Marfat.com

اور صرف مساوات دولت ہی باعث خیر ہے۔ نہج البلاغہ کے ایک خطبے میں فرماتے ہیں۔ ''اے بنی آدم تو نے اپنی ضرورت سے زیادہ جو بھی کمایا ہے اس میں تم دوسروں کے حق کے امین ہو۔'' یعنی تمہاری فالتو کمائی میں دوسروں کا حق ہے اور یہی قرآن مجید کا بھی حکم ہے۔ ارشاد قرآن ہے۔ یسئلونك ماذا ینفقون قل العفو۔ اے رسولؐ یہ تم سے پوچھتے ہیں کہ ہم کیا خرچ کریں؟ کہو ضرورت سے زیادہ۔ گویا بنیادی ضرورتیں پوری کرنے کے بعد فالتو زر محتاجوں، غریبوں، بیواؤں، مسکینوں اور ناداروں کا حصہ ہے۔ علامہ اقبال نے بھی یہی فرمایا ہے:

قوموں کی روش سے مجھے ہوتا ہے یہ معلوم
بے سود نہیں روس کی یہ گرمیٔ رفتار
جو حرف قل العفو میں پوشیدہ تھی اب تک
اس دور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار

لہٰذا حضرت علیؑ نے واشگاف الفاظ میں اعلان فرمایا: ''کیا میں غیر مساویانہ معاشرہ قائم کر کے سنت رسولؐ کی نفی کروں؟''

تاریخ عالم ایک بھی ایسا اشتراکی یا انقلابی حاکم نہیں دکھا سکتی جو حاکم بھی رہا ہو اور اس نے اپنے اہل و عیال کے لیے محنت مزدوری بھی کی ہو، مگر تاریخ گواہ ہے کہ حضرت علیؑ اپنی روزی کمانے کے لیے ایک یہودی کے باغ کے کنویں سے پانی کے ڈول نکالتے تھے۔ ایک ڈول کے عوض ایک کھجور آپ کو معاوضہ میں ملتی۔ چنانچہ اپنا اور اپنے اہل عیال کا پیٹ پالنے کے لیے آپ کو کئی ڈول نکالنے پڑتے۔ علامہ ابن جوزی کے بقول جب حضرت علی خلیفۃ المسلمین تھے تو اس وقت بھی وہ اپنے اونٹ کی اپنے ہاتھوں سے مالش کرتے اور گھر کے کام کاج خود انجام دیتے۔ بحیثیت خلیفہ آپؑ نے والی مصر مالک بن اشتر کو جو خط لکھا وہ

Marfat.com

عدل و انصاف اور طرزِ حکمرانی کا ایک آفاقی اور ابدی منشور ہے۔ مالک بن اشترؓ کو اس مفصل خط میں آپ ایک مسلمان حکمران کے کردار پر تبصرہ فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ بحیثیت والی کے معاشرے کے اعلیٰ درجہ کی محفلوں میں جانے، رشتے داروں اور احباب کو زمینیں الاٹ کرنے سے اجتناب کرو۔ آپ نے اقربا پروری اور رشوت خوری کے تمام دروازے حاکموں اور عوام پر بند کر دیے تھے۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنے بڑے بھائی عقیل کو بھی بیت المال سے زیادہ رقم دینے سے انکار کر دیا جس پر وہ آپ سے رنجیدہ ہو گئے۔ آپؑ نے مسند خلافت پر بیٹھتے ہی پہلے خطبے میں فرمایا کہ جن لوگوں نے ناجائز ذرائع سے دولت جمع کر لی ہے وہ دولت جہاں کہیں بھی ہو میں اسے ضبط کر کے عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کروں گا۔

مصری دانشور عباس محمود العقاد اپنی کتاب علیؑ، شخصیت اور کردار میں رقمطراز ہیں کہ علیؑ کی انقلابی حکمت عملیوں کے باعث عرب کے سردار اور سرمایہ داران کے خلاف ہو گئے تھے۔ اس لیے انہوں نے آپ کی حکومت کو کامیاب نہ ہونے دیا۔ مشہور مسلمان سیاسی مفکر ماوردی اپنی کتاب سیاست اور امامت میں لکھتے ہیں کہ ایک مسلمان حاکم اور رہبر کے لیے چار صفات کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اسے بیک وقت مدبر، مدیر، متقی اور منصف ہونا چاہیے۔ اگر ہم قرآن مجید کے معیار خلافت پر کسی کو پرکھیں تو حضرت علیؑ علم و معرفت، جرأت و شجاعت اور عدل و انصاف میں بے مثال نظر آتے ہیں۔ آپ اتنے بڑے مدبر تھے کہ انہیں سب سے بڑا عالم قرآن اور حکیم کائنات کہا جاتا ہے۔ آپ کی عدالت ایسی تھی کہ کسی کا لحاظ نہ کرتے تھے۔ آپ نے نہ اپنے سگے بھائی عقیل کو مراعات دیں اور نہ خود کوئی مراعات حاصل کیں۔ آپ متقی ہی نہیں امام المتقین کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ حالت نماز میں آپ کا رنگ خوف خدا سے زرد پڑ جاتا۔ لوگ سمجھتے کہ شاید حالت سجدہ میں آپ وصال فرما چکے ہیں۔ منصف ایسے تھے کہ ہر فیصلہ انصاف کے مطابق کرتے۔ آپ

Marfat.com

اکثر فرماتے کہ میں نے مسند انصاف بچھا دی ہے۔ اہل توریت توریت کے مطابق، اہل انجیل انجیل کے مطابق اور اہل قرآن قرآن کے مطابق مجھ سے فیصلے کروا سکتے ہیں۔ یہ آپ کے تبحر علمی کی ایک ادنیٰ سی مثال ہے۔ علامہ تلہری نے علی کے فیصلے کے عنوان سے اس موضوع پر ایک مبسوط اور لاجواب کتاب لکھی ہے۔ حضرت علیؑ نے اپنے عہد خلافت میں معاشرے کو چھ حصوں میں تقسیم کر کے ان کے لیے واضح اصول وضوابط مرتب کر دیے تھے۔ وہ چھ طبقے مندرجہ ذیل تھے۔ فوج، انتظامیہ، عدلیہ، حکمران جماعت، تاجر اور مزدور۔ ہر ایک کی اپنی اپنی ذمہ داریاں تھیں ان کے حقوق اور فرائض بھی معین کر دیے گئے تھے۔ یہ کمیونسٹ مینی فسٹو ہو یا اقوام متحدہ کا منشور، جو ضابطے اور قوانین حضرت علیؑ نے انسانی معاشرے کے لیے ترتیب دیے وہ تمام دنیا کے چارٹروں اور منشوروں سے بہتر ہیں۔

حضرت علیؑ مسجد کوفہ میں لوگوں کے مسائل سنتے تھے اور گورنروں کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ کھلی کچہریاں لگائیں اور لوگوں کے مسائل کو فوری حل کریں۔ حضرت علیؑ نہایت ہی جمہوری اور مشاورتی فکر رکھتے تھے۔ وہ عوام کے ساتھ گھل مل جاتے، ان کے مسائل سنتے اور ان کی رائے کا احترام کرتے۔ علامہ زمخشری نے اپنی کتاب ربیع الابرار میں حضرت علیؑ کی عوام اور انصاف دوستی پر مفصل روشنی ڈالتے ہوئے کئی واقعات نقل کیے ہیں جن سے آپؑ کی جمہوری فکر واضح ہوتی ہے۔

عسکری، فکری، انتظامی، حکومتی، عوامی اور اجتماعی مسائل اور شعبوں کے علاوہ تصوف وعرفان میں بھی آپ سرتاج اولیاء کے لقب گرامی سے یاد کیے جاتے ہیں۔ تصوف کے تقریباً تمام سلسلوں کی ابتداء وانتہا آپ ہی سے ہے۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا، یہ آپ ہی کا مشہور قول ہے۔ معرفت النفس وآفاق میں آپ یکتائے روزگار تھے۔ آپ کی ذات اقدس سے کئی خارق

Marfat.com

العادت واقعات رونما ہوئے۔ آپؑ کی روحانی کرامات کے علاوہ، علمی اور ادبی معجزات بھی قابل ذکر وفکر ہیں۔ آپ کے خطوط، تقاریر اور تحریروں کا مجموعہ جسے علامہ رضی نے جمع کیا نہج البلاغہ کے نام سے مشہور ہے جو واقعی ایک علمی معجزہ ہے۔ انگریزی ادبیات میں یہ آسکر وائلڈ اور بیکن کی تحریریں ایجاز واختصار کا بہترین نمونہ ہیں۔ فارسی زبان میں شیخ سعدی کی گلستان اور بوستان ادبیات عالیہ کی اہم مثال ہیں۔ اسی طرح عربی زبان میں حضرت علیؑ کے اقوال حسن بیان اور فکر عمیق کے آئینہ دار ہیں۔ آپ کے عربی اشعار کا مجموعہ مصر میں شائع ہو چکا ہے۔ اخلاقی، روحانی، عمرانی اور فکری شاعری کے آپ بانی تھے۔ عرب کی مخرب اخلاق شاعری کے دور میں آپ نے فکر ونظر اور ہدایت وصداقت کے چراغ روشن کیے۔ آپ کے دو شعروں کا ترجمہ پیش خدمت ہے:

حسن یہ نہیں کہ حسین لباس پہن لیا جائے بلکہ اصل حسن تو علم وادب کا حسن ہے۔ وہ یتیم نہیں جس کا باپ مرجائے" بلکہ یتیم وہ ہے جو علم وحسب ونسب سے محروم ہو جائے۔

حضرت علیؑ نے ساری زندگی توحید اور انسانیت کا درس دیا۔ فرماتے ہیں۔ ما الدین ؟ ان الدین اطاعۃ اللہ و خدمۃ الخلق یعنی دین اطاعت الٰہی اور خدمت خلق کا نام ہے۔ اسی لیے کئی احادیث میں آیا ہے کہ اے علی تم میری زندگی میں قرآن کی تنزیل اور میرے بعد قرآن کی تاویل کے لیے محو جہاد رہو گے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ۱۹ رمضان کو عبدالرحمٰن ابن ملجم لعین نے زہر آلود تلوار سے آپؑ کے سر اقدس پر ضرب لگائی تو حالت سجدہ میں آپ نے فرمایا فزت برب الکعبۃ کہ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا!

❀❀❀

Marfat.com

حیات علیؑ: ایک جائزہ

مولانا شیخ محمد حسین علوی☆

آپؑ ۱۳/ رجب المرجب بروز جمعہ عام الفیل کے تیس سال بعد مکہ میں کعبہ شریف کے اندر پیدا ہوئے۔ یہ ایک ایسی فضیلت ہے جو اولین و آخرین میں سے کسی کو بھی نصیب نہ ہوئی۔ جناب امیرؑ کی کعبہ میں ولادت کے بارے مستدرک علی الصحیحین میں اخبار حد تواتر سے زیادہ روایت کی گئی ہیں۔ روضۃ الواعظین میں جابر ابن عبداللہ الانصاریؓ فرماتے ہیں: میں نے رسول خداؐ سے جناب امیر المومنینؑ کے میلاد کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا، واہ! میرے بعد سنت مسیح پر بہترین مولود کے بارے میں تم نے پوچھا۔ خداوند تعالیٰ نے مجھے اور علیؑ کو ایک ہی نور سے خلق فرمایا، پھر ہم صلب آدمؑ سے پاک و پاکیزہ اصلاب اور ارحام طیبہ میں منتقل ہوتے رہے، یہاں تک کہ میں عبداللہ ابن عبدالمطلبؑ کے پاکیزہ صلب میں نمودار ہوا جبکہ علیؑ، ابوطالبؑ کے پاکیزہ اور طاہر صلب سے ظاہر ہوئے۔ آپؑ کے علاوہ آج تک کوئی ذات کعبہ شریف میں پیدا ہوئی ہے اور نہ قیامت تک ہوگی۔ یہ بذات خود ایک بہت بڑی فضیلت ہے۔

علل الشرائع میں سعید بن جبیر سے یزید ابن تعنب روایت کرتے ہیں: میں عباس ابن عبدالمطلبؑ اور عبدالعزیٰ کے ایک گروہ کے ساتھ بیت حرام کے بالکل سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ مادر گرامی جناب امیر المومنان فاطمہ بنت اسد تشریف لائیں جبکہ ان کے

☆ ڈائریکٹر ریسرچ، ادارہ تحقیقات اسلامی، راولپنڈی۔

Marfat.com

حمل کو نو ماہ ہو چکے تھے۔ کعبہ کے آگے کھڑی ہوئیں اور فرمایا: ''اے پالنے والے میں تیری ذات پر ایمان رکھتی ہوں اور ان تمام انبیاءؑ اور کتابوں پر جو اب تک تیری طرف سے نازل کی گئی ہیں اور تحقیق میں اپنے دادا ابراہیم خلیلؑ کے کلام کی بھی تصدیق کرتی ہوں جس نے بیت العتیق کو بنایا۔ اس ذات کے واسطے جس نے تیرا یہ گھر بنایا اور اس مولود کے واسطے جو میرے بطن میں ہے بس تو میرے لیے اس بچے کی ولادت آسان کر دے۔''

یزید بن تعنبؓ کہتے ہیں پس ہم نے دیکھا آپ کے ان دعائیہ جملوں کے بعد پشت کعبہ مفتوح ہوا اور فاطمہؑ بنت اسد (س) جوف کعبہ میں داخل ہوئیں اور پھر ہماری نظروں سے اوجھل ہوگئیں اور دیوار پھر سے جڑ گئی۔ ہم نے حیرت سے دروازہ کعبہ کا قفل کھولنا چاہا لیکن نہ کھول سکے۔ پس ہم سمجھ گئے کہ یہی امر الٰہی ہے۔ جب آپ چوتھے دن کے بعد کعبہ سے نکلیں تو آپ کے مبارک ہاتھوں میں امام المتقین تھے۔ فاطمہ بنت اسد (س) نے کہا مجھے آج تک کی خواتین پر فضیلت دی گئی کیونکہ آسیہ بنت مزاحم نے خدا کی ایک ایسی جگہ عبادت کی جہاں خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے عبادت کی جاتی تھی۔ حضرت مریم بنت عمران نے خشک کھجور کو اپنے ہاتھوں سے چنا۔ بے شک میں بیت اللہ میں داخل ہوئی جنت کے پھلوں اور پر ذائقہ غذاؤں سے استفادہ کیا۔ مزید فرماتی ہیں جب میں نے کعبہ سے نکلنا چاہا تو ایک غیبی آواز آئی، اے فاطمہ تو مولود کا نام علیؑ رکھنا۔ وہ علیؑ اور اللہ، العلیّ الاعلیٰ ہیں۔ پس میں نے ان کے نام کو اپنے نام سے مشتق کیا ہے ان کو اپنے آداب سے تادیب کیا ہے۔ وہی ہے جو میرے گھر سے بتوں کو توڑے گا اور میرے گھر کی پشت پر اذان کہے گا۔ میری تقدیس و تمجید کرے گا۔ بھلا ہو ان کا جو ان سے محبت کریں گے اور ان کی اطاعت کریں گے اور ان کے لیے جہنم ہو جو ان

Marfat.com

سے دشمنی کریں گے اوران کی پیروی نہیں کریں گے۔

بچے کی ولادت پر ابو طالبؑ بہت خوش ہوئے اور یہ ولادت کی خبر سن کر سر بسجود ہو گئے اور دس اونٹوں کی قربانی سے عقیقے کی رسم ادا کی۔

آپ کی مشہور و معروف کنیتیں ابوالحسنؑ، ابوالحسینؑ، ابوالسبطینؑ، ابوالریحانتین اور ابوتراب ہیں۔ لیکن آپ کو ان میں سے سب سے زیادہ پسند ابوتراب تھی۔ آپؑ کو اس کنیت سے بلایا جاتا تو آپؑ بیحد مسرور ہوتے۔ آپ کے مشہور القابات یہ ہیں: اعلم الامة، اقضی الامة، اول من اسلم، اوّل من صلی خیر البشر، امیر المومنین، امام المتقین، سید المسلمین، یعسوب الدین، عمود الدین، سید الشهداء، سیدالعرب، رایة الهدیٰ، باب الهدیٰ، المرتضیٰ الولی الوصی۔

آپؑ کے ان القابات میں سے دو القاب خاص طور پر بہت مشہور اور کثیر الاستعمال ہیں ایک امیر المومنین اور دوسرا الوصی۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام ابوطالب (ع)، والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت اسد (س) تھا۔ آپ کا پوار سلسلہ نسب یہ ہے: علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب ابن هاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مُرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فهر بن مالك بن نضر بن کنانه (۱)

چونکہ حضرت ابوطالبؑ کی شادی اپنی چچازاد سے ہوئی تھی اس لیے حضرت علیؑ نجیب الطرفین تھے اور رسالت مآبؐ کے حقیقی چچازاد بھائی اور آپؑ کی والدہ ماجدہ وہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے اسلام کا اعلان کیا۔ (۲)

خاندان بنی ہاشم کو عرب اور قبیلہ قریش میں جو وقعت اور عظمت حاصل تھی وہ محتاج بیان نہیں۔ خانہ کعبہ کی خدمت اور اس کا اہتمام بنو ہاشم ہی کا طرۂ امتیاز تھا۔ اسی

Marfat.com

بزرگی کی وجہ سے ان کو تمام عربوں کی سیادت حاصل تھی۔ آپؑ کے والد مکہ کے نہایت باثر بزرگ تھے۔ حضور پاکؐ نے انہی کی آغوش شفقت میں پرورش پائی تھی اور بعثت کے بعد بھی انہی کی زیر حمایت مکہ کے کوہستانوں میں دعوت حق کا پرچم بلند کیا تھا۔ حضور پاکؐ کی حمایت کی وجہ سے آپ (حضرت ابوطالبؑ) نے راہ اسلام میں بڑی بڑی تکالیف برداشت کیں لیکن اپنی زندگی کے آخری لحات تک اپنے اس عزیز بھتیجے کے سر سے دست شفقت نہ اٹھایا۔

حضرت علیؑ کی والدہ ماجدہ نے بھی آمنہ کے یتیم کو ماں کی طرح محبت اور شفقت سے پالا۔ مستند روایات کے مطابق وہ ہجرت کر کے مدینہ گئیں۔ ان کا جب انتقال ہوا تو رسالت مآبؐ نے کفن میں اپنی قمیض مبارک پہنائی اور ان کی قبر میں لیٹ کر اس کو متبرک کیا۔ لوگوں نے آپؐ سے اس عنایت کی وجہ دریافت کی تو آپؐ نے فرمایا حضرت ابوطالبؑ کے بعد میں سب سے زیادہ اس نیک سیرت خاتون کا ممنون اور احسان مند ہوں جس نے مجھے اپنی ماں جیسا پیار دیا اور حقیقی ماؤں کی طرح مجھے پالا۔

علیؑ عالم ربانی، بے بدل زاہد، مشہور شجاع اور زبردست خطیب تھے۔ آپ کا شمار ان حضرات میں ہوتا تھا جنہوں نے قرآن شریف جمع کر کے حضور کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ آپؑ سابق الاسلام ہیں۔ ابن عباسؓ حضرت انسؓ سے اور وہ زیدؓ سے اور سلیمانؓ سے نقل کرتے ہیں کہ سب سے پہلے آپؑ نے اسلام پر ایمان کا اعلان کیا۔ بلکہ بعض صحابہ کا دعویٰ ہے کہ آپ کے سابق الاسلام ہونے پر اجماع ہے۔ چنانچہ ابو یحییٰ خود جناب حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ پیر کے دن مبعوث بہ رسالت ہوئے۔ دوسرے دن یعنی منگل کو میں نے اعلان اسلام کیا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک ۱۰ سال تھی جبکہ بعض روایات میں نو اور آٹھ کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ تاریخ

Marfat.com

اسلام آپ کے بہادرانہ کارناموں اور دلیرانہ کمالات سے بھری پڑی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا ظفر علی خان نے فرمایا:

اسلام کے دامن میں بس اس کے سوا کیا ہے؟
ایک ضرب یداللہی، اک سجدۂ شبیری!

احادیث نبویؐ بہ سلسلہ فضائل علیؑ

جنگ خندق کے موقع پر حضور پاکؐ نے فرمایا ضربة علی یوم الخندق افضل من عبادة الثقلین۔ یعنی خندق کے دن علیؑ (کی تلوار) کی ضربت ثقلین کی عبادت سے افضل ہے۔ ایک اور حدیث میں آپؐ نے یوں فرمایا برز الایمان کله الی الکفر کله کہ کل ایمان کل کفر کے مقابلے کے لیے جارہا ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں جتنی احادیث حضرت علیؑ کی فضیلت میں وارد ہیں کسی اور صحابی کی فضیلت میں وارد نہیں ہوئیں (حاکم)۔ بخاری اور مسلم میں سعد ابن وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے غزوہ تبوک میں جب آپ کو مدینہ میں رہنے کا حکم دیا اور دیگر مجاہدین کے ساتھ نہیں لیا، تو آپؑ نے عرض کیا یارسول اللہؐ، آپؐ مجھے یہاں بچوں اور عورتوں کے پاس چھوڑے جاتے ہیں؟ حضور پاکؐ نے جواباً ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ میں تمہیں اس طرح چھوڑے جاتا ہوں جس طرح موسیٰ علیہ السلام ہارونؑ کو چھوڑ گئے تھے۔ بس فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اس حدیث کو احمد بزاز اور دیگر صحابہ نے روایت کیا ہے۔

بخاری اور مسلم نے سہل ابن سعد سے روایت کیا ہے۔ کہ جنگ خیبر کے زمانے میں ایک روز رسول اکرمؐ نے فرمایا: میں کل پرچم اسلام اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ سے انشاء اللہ خیبر فتح ہوگا۔ وہ شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور

Marfat.com

اس کا رسولؐ اسے دوست رکھتے ہیں۔ جلیل القدر صحابہ رات کو بہت دیر تک اس بات پر غور وخوض کرتے رہے کہ دیکھیے کل یہ عظیم سعادت کس کے حصے میں آتی ہے۔ صبح ہوئی تو ہر شخص رسول اللہؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ ہر ایک کے دل میں یہی خواہش موجزن تھی کہ شاید یہ فخر مجھے حاصل ہو۔ جب تمام صحابہؓ جمع ہوگئے تو رسول اللہؐ نے فرمایا علیؑ کہاں ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا کہ وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں، لہذا حضور کی خدمت میں حاضر ہونے سے قاصر ہیں۔ آپؐ نے فرمایا انہیں فوراً بلایا جائے۔ آپؑ تشریف لائے تو حضور پاکؐ نے آپؑ کی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگایا جس سے آپؑ کی آنکھیں فوراً اچھی ہوگئیں اور پھر تازیست دکھنے نہ پائیں۔ اس کے بعد سرور کائنات نے علم لشکر آپؑ ہی کو مرحمت فرمایا اور ہم سب غور وخوض کرتے رہے۔

طبرانی نے اس حدیث کو متعدد صحابہ سے روایت کیا ہے۔ صحیح مسلم میں سعد ابن وقاص سے روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی ندع ابناء نا وابناء کم (سورہ آل عمران ۳:۶۱) تو رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کو بلا کر دعا کی کہ الٰہی یہ میرے کنبے کے لوگ ہیں۔ ترمذی نے ابو سریحہ اور زید ابن ارقمؓ سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؑ مولا ہیں۔ اس حدیث کو احمد اور طبرانی نے بھی لکھا ہے۔ بعض راویوں کا کہنا کہ رسولؐ اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ الٰہی جو شخص علیؑ سے محبت کرتا ہے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو علیؑ سے بغض رکھتا ہے تو بھی اس سے عداوت رکھ۔

احمد نے ابوالطفیل سے روایت کی ہے کہ ایک بار حضرت علیؑ نے ایک وسیع مقام پر لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا: میں تم کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ بتاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم غدیر پر میری نسبت کیا ارشاد فرمایا تھا۔ اس مجمع سے تیس آدمی کھڑے ہوئے

Marfat.com

اور انہوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے حضرت رسالت مآبؐ نے ارشاد فرمایا تھا: میں جس کا مولا ہوں علیؑ بھی اس کے مولا ہیں۔ الٰہی علیؑ سے محبت رکھ اور اس سے بھی محبت رکھ جو علیؑ سے محبت رکھتا ہے اور اس سے عداوت رکھ جو علیؑ سے بغض و عداوت رکھتا ہے۔

حضرت علیؑ سے محبت کا حکم

ترمذی اور حاکم نے بریدہؓ کے حوالہ سے بیان کیا کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار آدمیوں سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے اور مجھے یہ بھی خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت رکھتا ہے۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہؐ ہمیں ان کے نام بتا دیجیے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ان میں سے ایک علیؑ ہیں، باقی تین حضرات کے سلسلے میں کہا جاتا ہے کہ وہ حضرات یہ ہیں: ابوذرؓ، مقدادؓ اور سلمان فارسیؓ۔

ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے حبشی بن جنادہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ ترمذی نے ابا عمر کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہؐ نے صحابہ کے مابین رشتہ مواخات قائم کرایا تو تو حضرت علیؑ بچشم گریاں رسول اللہؐ کی خدمت میں آئے اور کہا یا رسول اللہؐ آپؐ نے تمام صحابہ کے درمیان رشتہ مواخات قائم فرمایا، ایک کو دوسرے کا بھائی بنایا، مگر میں یونہی رہ گیا۔ آپؐ نے مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا یا علیؑ تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو!

مومن اور منافق کی پہچان علیؑ

مسلم نے حضرت علیؑ کی زبانی نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا اس ذات کی قسم

Marfat.com

جس نے دانہ اگایا اور جان پیدا کی مجھ سے رسولؐ اللہ نے ارشاد فرمایا: مومن تم سے محبت رکھے گا اور منافق بغض و عداوت رکھے گا۔ ترمذی نے ابوسعید سے روایت کی ہے کہ ہم منافق کو حضرت علیؑ کے بغض سے پہچان لیا کرتے تھے۔

طبرانی نے جابر بن عبداللہؓ سے اور ترمذی نیز حاکم حضرت علیؑ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔ حاکم حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے مجھے یمن کی جانب قاضی بنا کر بھیجنا چاہا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں تو ابھی الہڑ جوان ہوں، ناتجربہ کار ہوں اور آپؐ مجھے یمن بھیجتے ہیں؟ یہ سن کر آپؐ نے میرے سینے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: الٰہی ان کے قلب کو روشن فرما، ان کی زبان کو تاثیر عطا فرما۔ قسم ہے اس خدا کی جس کے حکم سے بیجوں سے درخت پیدا ہوتے ہیں کہ اس دعا کے بعد پھر کبھی مجھے مقدمے کے تصفیہ میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی؛ بغیر شک وشبہ کے میں نے ہر مقدمے کا درست فیصلہ دیا۔

اقوال صحابہ علیؑ کے بارے میں

ابن سعد حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے لوگوں نے پوچھا: اس کا کیا سبب ہے کہ آپ زیادہ احادیث روایت کرتے ہیں؟ میں نے انہیں جواب دیا کہ جب کبھی حضورؐ سے کچھ دریافت کرتا تھا تو آپؐ مجھے خوب اچھی طرح سمجھایا کرتے تھے۔ حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا علیؑ سب سے زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ آپس میں کہا کرتے تھے کہ علیؑ ہم اہل مدینہ میں سب سے زیادہ معاملہ فہم ہیں۔ ابن سعد ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم نے علیؑ سے کسی مسئلہ کو دریافت کیا تو ان سے ہمیشہ درست جواب پایا۔ سعد ابن مسیّب سے مروی ہے کہ جب حضرت عمرؓ کے پاس کوئی مشکل قضیہ

Marfat.com

آتا اور حضرت علیؑ موجود نہ ہوتے تو حضرت عمرؓ پناہ مانگا کرتے تھے کہ کہیں قضیہ غلط طے نہ ہو جائے۔ سعدؓ ہی سے روایت ہے کہ سوائے حضرت علیؑ کے کوئی اور یہ کہنے والا نہیں کہ (سلونی سلونی قبل ان تفقدونی) جو کچھ پوچھنا چاہو مجھ سے پوچھ لو۔ ابن عساکرؒ حضرت ابن عباسؓ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں فصل قضایا یا مقدمات کے فیصلے کرنے اور علیؑ ابن ابی طالبؑ سے زیادہ علم رکھنے والا کوئی اور نہ تھا۔ طبرانی ام سلمہؓ سے روایت کرتا ہے کہ جب سرور کائناتؐ جلال کی حالت میں ہوتے تو سوائے حضرت علیؑ کے کسی کی مجال نہ تھی کہ آپؐ سے گفتگو کرے۔

طبرانی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت علیؑ کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں۔ طبرانی نے اپنی اوسط میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ میں ایسی اٹھارہ صفات ہیں جو اور کسی صحابی میں نہیں۔

ابو یحییٰ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر ابن خطابؓ نے فرمایا کہ حضرت علیؑ میں تین ایسی فضیلتیں ہیں کہ اگر مجھے ان میں سے ایک بھی مل جاتی تو میرے نزدیک وہ تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہوتی۔ لوگوں نے دریافت کیا وہ فضائل کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: پہلی، حضور پاکؐ نے اپنی صاحبزادی کا ان سے نکاح کیا، دوسری، آپؐ نے ان دونوں کو مسجد میں رکھا اور جو کچھ ان کو وہاں حلال ہے مجھے حلال نہیں، تیسری، جنگ خیبر میں فتح کا علم ان کو عطا کیا۔

ابو یحییٰ سعد ابن وقاص سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس نے علیؑ کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔ طبرانی نے ام سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ حضور نے فرمایا جس نے علیؑ کو محبوب رکھا اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے مجھے محبوب رکھا

Marfat.com

اس نے گویا اللہ کو محبوب رکھا اور جس نے علیؑ سے دشمنی رکھی گویا اس نے مجھ سے دشمنی رکھی اور جس نے مجھ سے دشمنی رکھی اس نے گویا اللہ سے دشمنی رکھی۔ احمد نے ام سلمہؓ سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا جس نے علیؑ کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا۔ احمد اور حاکم ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تم قرآن کی تأویل پر اس طرح جھگڑتے ہو جس طرح میں تنزیل قرآن پر کفار سے جھگڑتا ہوں۔ طبرانی نے اوسط اور صغیر میں ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کا یہ ارشاد خود سنا ہے کہ علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے یہ دونوں مجھ سے جدا ہونے کے بعد، حوض کوثر پر مل جائیں گے۔

عبداللہ ابن ابی ربیعہؓ کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ کی قوت ارادی میں پختگی، مضبوطی اور استقلال موجود تھا۔ خاندان بھر میں آپؑ کی بہادری مشہور تھی آپ فقہ وسنت میں ماہر تھے۔

شجاعت اور مال و دولت کی بخشش میں آپ سب صحابہ سے ممتاز تھے۔ ابن عساکر ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ قرآن میں جو کچھ علیؑ کے شان میں نازل ہوا اور کسی کی شان میں نازل نہیں ہوا۔ ابن عساکر نے ابن عباس سے یہ بھی روایت کی ہے کہ آپؑ کی شان میں تین سو آیات نازل ہوئی ہیں۔

منابع

۱۔ سیرۃ ابن ھشام، ج۱، ص ۲۲۸
۲۔ تاریخ خلفاء سیوطی، مترجم، ص ۲۵۳،

❀❀❀

Marfat.com

علم و ادب کے بحرِ ذخّار حضرت علیؑ

جاوید اقبال قزلباش☆

حرف کو یوں معنی و مفہوم پہنائے کریم　　آیت قرآن کی جیسے کوئی تفسیر ہو
خطبہ ہائے لافتیٰ وہ زینت علم و ادب　　ہیں بلاغت کے سمندر، کیا کوئی تعبیر ہو (۱)

مظہر جمال و جلال الٰہی

جب علم کی گفتگو ہوتی ہے تو اس ذات کی طرف نگاہیں اٹھتی ہیں جو جمال و جلال و کبریائی کا حسین مرقع ہے، جو خالق کائنات ہے اور سب اس کی عاجز مخلوق ہیں۔ وہ جو خود حسن و زیبائی و کمال و جمال کا پیکر ہے، وہ جمال و کمال سے محبت بھی کرتا ہے، اسی لیے اس نے اپنی کائنات میں اپنے جمال و جلال کے مختلف مظاہر خلق کیے ہیں اور انہیں کمال علم و عرفان و صدق و صفا سے آراستہ کیا۔ اور ان ذوات مقدسہ کو کمال کا ایسا آئینہ بنا دیا کہ ان میں اس کا اپنا عکس نظر آ سکے۔ چونکہ ہر کمال اور ہر حسن جلوہ گری کا خواہاں ہوتا ہے، لہذا کنت کنزا مخفیا کے صاحب نے افلاک پیدا کرنے سے پہلے ان مظاہر کو پیدا کیا جو وجہ تخلیق کائنات اور عشق و محبت کے ایسے مصفا آئینے ہیں جن میں اہل کائنات کو اپنے خالق کا عکس دیکھ کر اس کی محبت میں سرشار و جذب ہونا تھا۔ چنانچہ خالق کائنات نے نور اوّل کو علم کا شہر بنا کر حسن و عشق و جمال کا

☆ شاعر و مترجم، رایزنی فرہنگی ج۔ا۔ایران، اسلام آباد

Marfat.com

مرقع بنا دیا اور اسی شہر علم کے در کو علیؑ کی صورت میں خلق کیا، وہی علیؑ جو صاحب سیف و قلم ہے۔ تاریخ انسانی ایسے صاحبان کمال کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے جن کے وجود ذی جود سے بیک وقت علم کی تابنا کیوں کا ظہور بھی ہوتا ہو اور جو اپنی شجاعت سے ہر فارس بلیل کو بھی زیر کر دیتے ہوں۔ گویا وہ علم اور قدرت دونوں میں جمال و جلال الٰہی کے پر صفا آئینے ہوں۔ مدرک وحی قرآن خلافت طالوت کے لیے علم اور جسم دونوں قدرتوں کو دلیل بنا کر پیش کرتا ہے اور یہی معیار عظمت اور خلافت و نیابت الٰہیہ ہے۔

علیؑ کی عظمت کا بیان کسی بھی انسانی قلم کے بس کی بات نہیں۔ وہ علم و حلم، شجاعت و ایثار، عفو و درگذشت، عدل و سخاوت، مہر و عطوفت، زہد و عبادت، تقویٰ و عبودیت اور عرفان و ایقان کا ایسا اعلیٰ نمونہ تھے کہ تاریخ ان کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

کبھی سرمایۂ محراب و منبر
کبھی مولا علیؑ خیبر شکن عشق (۲)

اس شعر میں اقبال محراب و منبر سے علیؑ کے علم اور خیبر شکنی سے سیف کی طرف اشارہ کرتے ہیں، مگر علم اور سیف دونوں ہی عشق الٰہی میں غرق بلکہ مجسم عشق ہیں۔ اسی لیے علیؑ کے نام کی جگہ ''عشق'' استعمال کیا ہے۔ وہ مجلّہ مخزن (جنوری ۱۹۰۵ء) میں مطبوعہ اپنی ایک مختصر سی مثنوی موسوم بہ ''سپاس بحضور امیرؑ'' میں حضرت علیؑ کو عجیب و غریب عناوین سے مخاطب کرتے ہیں:

Marfat.com

ای باب مدینۂ محبت   ای نوح سفینۂ محبت
ای سرخط وجوب و امکان   تفسیر تو سورہ ہای قرآن
ای محوِ ثنای تو زبانھا   اے یوسفِ کاروانِ جانھا(۳)

باب مدینۃ العلم

بروایت روضۃ الشہداء آپ خود فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے مجھے علم کے ہزار باب تعلیم کیے اور ہر باب سے ہزار باب کھلتے ہیں۔ اسی لیے حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ نے آپ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا:

ہر کہ دانائے رموز زندگی است   سر اسمائے علیؑ داند کہ چیست
مرتضیٰ کز تیغ او حق روشن است   بوتراب از فتح اقلیم تن است(۴)

نہج البلاغہ

روایات کے مطابق علامہ سید رضی جامع خطبات امیر المومنینؑ ہیں۔ اسے نہج البلاغہ یا فصاحت و بلاغت کا راستہ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ ہر خطبہ میں معنی و مفاہیم کا ایک عظیم سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ کہیں رموز جہاں بانی ہیں، تو کہیں آداب خود آگاہی، کہیں معارف اسلامی ہیں، تو کہیں دنیا کی بے ثباتی اور دار آخرت کی عینی تصویر کشی، اور کہیں تقویٰ و عرفان کے منازل کا ذکر ہے جسے ہمامؒ جیسے صحابی سن کر دنیا سے ہی گذر جاتے ہیں۔ اس کے خطبات حمد و ثناء و تقدیس خداوندی کے بحر بیکراں ہیں۔ اس میں قرآن کی عظمت اور دعا و نیایش کے راز و نیاز، پختہ ایمان و ایقان کے اوصاف، الٰہیات کے بنیادی اصول، اقتصاد و معاشیات کے جملہ مسائل، تاریخی امثال اور علمی عجائب و غرائب کے بیش قدر نمونے، معاشرتی،

Marfat.com

جہادی، علمی، سیاسی مسائل اور ان کے حل، قرآنی مفاہیم کی تفاسیر، حیوانیات، عمرانیات اور نباتات اور طب کے ظریف علوم، قرآن وسنت رسولؐ کا واضح بیان، کلامی اور فقہی مسائل نیز فرائض و واجبات کا علم، خلقت سمٰوات و ارض کے اسرار ورموز، دنیا کی زوال پذیری اور حیات اخروی کے ثبات و دوام کی زیبائی، غرض مطالب دنیا و آخرت کی ایک وسیع وعریض کائنات ہے جو باب مدینۃ العلم کے علمی بیانات اور موشگافیوں کا بیّن مظہر ہے۔ مسعودی نے مروج الذھب (۵) میں لکھا ہے کہ لوگوں نے حضرت علیؑ ابن ابوطالبؑ کے جو خطبے مختلف مواقع پر محفوظ کر لیے ہیں، وہ ۴۸۰ سے کچھ زیادہ ہیں۔ انہیں آپؑ نے فی البدیہہ ارشاد فرمایا اور لوگوں نے انہیں حفظ کر لیا تھا۔ یہ طریقہ اس زمانے میں رائج تھا۔ چنانچہ عبدالحمید یحییٰ (۱۳۲ھ) کا یہ مقولہ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں نقل کیا ہے کہ میں نے ۷۰ خطبے علیؑ ابن ابی طالبؑ کے ازبر کر لیے ہیں جن کے فیوض و برکات میرے یہاں نمایاں ہیں۔ (۶) اور علامہ ابی الحدید معتزلی (م ۶۵۵ھ) جنہوں نے نہج البلاغہ کی ایک مبسوط شرح لکھی ہے یوں رقم طراز ہیں "آپ کی فصاحت کا یہ عالم ہے کہ آپ فقہاء کے امام اور اہل بلاغت کے سرگروہ ہیں، آپ ہی کے کلام کے متعلق یہ مقولہ ہے کہ وہ خالق کے کلام سے نیچے اور مخلوق کے کلام سے بالاتر ہے اور آپ ہی سے دنیا نے خطابت و بلاغت کے فن کو سیکھا۔" علامہ سعد الدین تفتازانی (م ۷۹۱ھ) شرح مقاصد میں لکھتے ہیں: "حضرت سب سے زیادہ فصیح اللسان تھے جس کی گواہی نہج البلاغہ دے رہی ہے۔" (۷)

شیخ مصطفیٰ عبدالرزاق نے مجلہ الھلال (مصر) شمارہ ۲ (ماہ دسمبر ۱۹۹۶ء) میں

Marfat.com

لکھا ہے کہ میں نے استاد مرحوم شیخ محمد عبدہ کی ہدایت پر دیوان حماسہ اور نہج البلاغہ کا مطالعہ کیا مشہور مصنف، خطیب اور انشا پرداز شیخ مصطفیٰ غلایینی نے اپنی کتاب اریج الزھر میں "نہج البلاغہ واسالیب الکلام العربی" کے عنوان کے تحت مقالہ میں لکھا ہے:

بہترین چیز جس کا مطالعہ بلند ادبی معیار کے طلبگاروں کو لازم ہے وہ حضرت علیؑ کی کتاب نہج البلاغہ ہے اور یہی وہ کتاب ہے جس کے لیے خاص طور پر یہ مقدمہ لکھا گیا ہے۔ اس کتاب میں بلیغ اور ششدر کر دینے والے طرز بیان اور خوشنما مضامین اور مختلف ایسے عظیم الشان مطالب ہیں کہ مطالعہ کرنے والا اگر ان کی صحیح مزاولت کرے تو وہ اپنی انشاء پردازی، خطابت اور گفتگو میں بلاغت کے معیار پر پورا اتر سکتا ہے۔ (۸)

مفتی مصر شیخ محمد عبدہ نے مقدمہ نہج البلاغہ میں کلام امامؑ کی عظمت فصاحت و بلاغت واسلوب کو یوں خراج عقیدت پیش کیا ہے:

ہر مقام پر مجھے تصور ہو رہا تھا کہ جیسے لڑائیاں چھڑی ہوئی ہیں، نبرد آزمائیاں ہو رہی ہیں، بلاغت کا زور ہے اور فصاحت پوری قوت سے حملہ آور ہے، توہمات شکست کھا رہے ہیں، شکوک پیچھے ہٹ رہے ہیں، خطابت کے لشکر صف بستہ ہیں، طلاقت لسان و زبان کی فوجیں شمشیر زنی اور نیزہ بازی میں مشغول ہیں، وسوسوں کا خون بہایا جا رہا ہے اور توہمات کی لاشیں گر رہی ہیں۔ ایک دفعہ یہ محسوس ہوتا ہے کہ بس حق غالب آ گیا اور باطل کو شکست ہو گئی۔ (۹)

مشہور مورخ جون جے پول اپنی کتاب *Studies in Mohammedanism* میں رقم طراز ہے:

Ali was the first caliph to protect and encourage national literature. The prince was a scholar himself and many of his wise sayings and proverbs are published in a book. It is a remarkable work and deserves to be more widely read in the West. (۱۰)

Marfat.com

نہج البلاغہ خطبات کے علاوہ کئی دیگر اصناف ادب مثلاً خطوط، کلمات قصار، وصایا اور دعاؤں کا بھی مجموعہ ہے۔ ان میں سے ہر صنف ادبیات کی دنیا میں بیمثال و بے نظیر ہے اور ایک ایسا شاہکار ہے جس کی تابعیت اور اسلوب کی پیروی نئے اسالیب کا سرچشمہ بنتی ہے۔

کلمات قصار دانشوروں اور علماء کے تجربات کا نچوڑ ہوتے ہیں۔ چنانچہ درِ شہر علوم کے کلمات قصار بھی تجربات، الہام اور علم لدنی کے کامل مظاہر ہیں۔ ہر جملے کے اندر معانی و مفاہیم کے جہان پوشیدہ ہیں اور اگر ان کی تفسیر کی جائے تو کتابوں کے انبار لکھے جا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر آپ کے درج ذیل ارشادات ملاحظہ ہوں:

۱- حالات کے پلٹوں ہی میں مردوں کے جوہر کھلتے ہیں۔
۲- تکلیف سے چشم پوشی کرو ورنہ کبھی خوش نہیں رہ سکتے۔
۳- انسان کی خود پسندی اس کی عقل کے حریفوں میں سے ہے۔
۴- اکثر عقول کا ٹھوکر کھا کر گرنا طمع اور حرص کی بجلیاں چمکنے سے ہوتا ہے۔
۵- جس پر حیا نے اپنا لباس پہنا دیا ہے اس کے عیب لوگوں کی نظروں کے سامنے نہیں آ سکتے۔
۶- جو تم سے حسن ظن رکھے اس کے گمان کو سچا ثابت کرو۔
۷- دنیا کی تلخی آخرت کی خوشگواری ہے اور دنیا کی خوشگواری آخرت کی تلخی ہے۔
۸- اللہ جس بندے کو ذلیل کرنا چاہتا ہے اسے علم و دانش سے محروم کر دیتا ہے۔

علم خطاطی

آپ خطاطی کے مختلف اسالیب مثلاً خط کوفی کے موجد ہیں۔ آپ نے اپنے منشی عبیداللہ بن ابی رافع سے فرمایا: ''دوات میں صوف ڈالا کرو اور قلم کی زبان (نوک) لمبی رکھا کرو۔ سطروں کے درمیان فاصلہ زیادہ چھوڑا کرو اور حروف کو ساتھ ملا کر لکھو کہ یہ خط کی دیدہ زیبی کے لیے مناسب ہے۔''(۱۱)

Marfat.com

آپ کے خطوط جہاں بانی اور تدبیر امور کے نمونے، تعلقات عامہ کے مسائل کا حل، نیز انشاء پردازی کے بہترین آثار ہیں خطوط میں فصاحت و بلاغت کے علاوہ جگہ جگہ پند و نصائح و مواعظ حسنہ اور حقائق علمی کا بیان شامل ہے۔ مثلاً زکوۃ کے عاملین میں سے ایک کے نام لکھتے ہیں:

میں انہیں حکم دیتا ہوں کہ وہ لوگوں کو آزردہ نہ کریں نہ انہیں پریشان کریں اور نہ ان سے اپنے عہدے کی برتری کی وجہ سے بے رخی برتیں کیونکہ وہ دینی بھائی زکوۃ وصدقات کے برآمد کرنے میں معین و مددگار ہیں۔ (۱۲)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

یاد رکھو جو شخص امانت کو بے وقعت سمجھتے ہوئے ٹھکرادے اور خیانت کی چراگاہوں میں چرتا پھرے اور خود اپنے دین کو اس کی آلودگی سے نہ بچائے تو اس نے دنیا میں بھی خود کو ذلتوں اور خواریوں میں ڈالا اور آخرت میں بھی ذلیل ورسوا ہوا۔ سب سے بڑی خیانت امت سے خیانت اور سب سے بڑی فریب کاری پیشوائے دین سے دغا ہے۔ (۱۳)

دعائیں

دعائے جلیلہ کمیل، دعائے یمانی، دعائے مشلول، دعائے صباح، دعائے یستشیر، مناجات شعبانیہ، دعائے اویس قرنی، دعائے مذخور، دعائے اسمائے حسنی جو امیر المومنینؑ نے اپنے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تعلیم فرمائیں جہاں عبودیت و بندگی کے اقرار اور رب جلیل کی حمد وثنا پر مشتمل ہیں۔ زبان اور علم معانی، بیان، فصاحت و بلاغت کے سمندر ہیں۔ عرفانی مطالب کا اظہار اتنے لطیف اور جامع پیرائے میں فرماتے ہیں کہ آنسو بہائے بنا بات نہیں بنتی۔ مناجاتوں اور دعاؤں میں عبودیت کے اظہار میں اخلاص کے موتی بکھرے ہوئے ہیں۔ زبان سادہ و سلیس مگر معانی و مفاہیم کی عظمت آسمانوں کو چھوتی ہوئی۔

حمد خدا ملاحظہ ہو:

اس اللہ کے نام سے شروع کر رہا ہوں جو انتہائی مہربان اور رحیم ہے۔ اس اللہ کی حمد وثناء جس

Marfat.com

کے علاوہ کوئی اللہ نہیں۔ وہ زندہ ہے۔ سارے جہاں کا اصلی سہارا، باقی رہنے والا، نورانی حق کا بادشاہ، وہ مدبر و منتظم، جس کا نہ کوئی وزیر ہے اور نہ بندوں میں سے کوئی مشیر۔ وہ اوّل ہے مگر ہر اوّل سے جداگانہ انداز میں۔ وہ دنیا کی فنا کے بعد بھی باقی رہنے والا ہے۔ بندہ پروری میں سب بلند، آسمانوں اور زمینوں کی رونق دونوں کا موجد اور خالق۔ (۱۴)

توحید کے مطالب اس عمدگی سے بیان فرمائے ہیں کہ انسانی عقل دنگ و ششدر رہ جاتی ہے۔ بلاشبہ یہ علیؑ ہی کی سرچشمہ عرفان و ایمان ذات بلکہ بزبان رسالتؐ کل ایمان ذات کا حصہ ہے۔

دعائے اسم اعظم میں فرماتے ہیں:

خداوندا! تجھ سے اس نام کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جو خزانہ غیب میں محفوظ ہے جو بڑا اور بہت بڑا ہے، بہت اہم، بیحد بزرگ، دلیل حق، محافظ، پاکیزہ ترین ہے، جو نور ہے نور سے ہے اس کا نور نور کے ساتھ اور نور بالائے نور، نور پر نور۔

بندے کے خدا سے خطاب کا اسلوب و انداز اسی سے ہی سیکھا گیا، اسی لیے تو یہ گفتگو فوق کلام بشر ہے۔ ان کی دعائیں اور مناجات زبان کی ندرت، سلاست قدرت، جامعیت اور با ملاحظہ گفتگو کے آداب کا مرقع ہیں۔ خدا سے گفتگو کے آداب کی زبان سیکھنے کے لیے ہر بشر مجبور ہے کہ علیؑ کے درِ علم و حکمت پر حاضر ہو، ورنہ زبان کی لڑکھڑاہٹوں سے بھٹکنا اس کا مقدر ہوگا اور کیوں نہ ہو، یہ وہ زبان ہے جو زبانِ رسالتؐ چوستی رہی۔ لہذا عرفانِ الٰہی کے اظہار کے لیے کمالاتِ علم و بیان اس کا خصوصی لازمہ ہیں۔ کیونکہ علیؑ وہ عبدِ خدا ہیں جنہوں نے خود آگہی کی راہ سے خدا آگاہی حاصل کی اور اقبال کو کہنا پڑا کہ:

از خود آگاہی یداللہی کند
از یداللہی شہنشاہی کند (۱۵)

منظوم کلام

علم و عرفان کے اس تاجدار نے جہاں نثر کے گوناگوں جواہر پیش کیے۔ وہیں ان کا

Marfat.com

منظوم کلام بھی ادب کی دنیا میں شعر کی ہر صنف کو اپنی نورانیت و تابانیت سے خیرہ کرتا رہے گا۔ ان کے اشعار کے چند نمونے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ توحیدی و عرفانی مطالب و مضامین کی بلندی اور سلیقہ اظہار بندگی و عبودیت اور قرینہ نیائش و دعا ملاحظہ فرمایئے:

یا سامع الدعا و یا رافع السما
یا دائم البقا و یا واسع العطا
لذی الفاقة العدیم
و یا عالم الغیوب و یا ساتر العیوب
ویا غافر الذنوب و یا کاشف الکروب
عن المرهق الکظیم
ویا ملجاالضعیف و یا مفزع اللهیف
تبارکت من لطیف رحیم بنا روف
خبیر بنا کریم(۱۶)

ترجمہ: اے دعا سننے والے، اے آسمان بلند کرنے والے، اے دائمی حیات رکھنے والے، اے اس شخص کو عظیم الشان عطیے دینے والے جو ضرورتمند و محتاج ہو۔ اے غیب جاننے والے، اے عیب چھپانے والے، اے گناہ بخشنے والے، اے زحمتوں کو دور کرنے والے، اس شخص سے جو دور افتادہ اور حرماں نصیب ہو۔ اے کمزوروں کی پناہ، اے فریادیوں کے فریاد رس، اے لطیف، تو بلند و برتر ہے۔ ہم پر مہربان و رحیم ہے۔ ہم سے باخبر اور ہم پر کرم کرنے والا ہے!

ایک اور مناجات میں فرماتے ہیں:

Marfat.com

لك الحمديا ذالجود و العلى تباركت وتعطى ماتشاء و تمنع

الهى وخلاقى و حرزى و موئلى اليك لدى الاعسار و اليسر افزع

الهى فلا تقطع رجائى ولا ترغ فؤادى فلى فى سيب جودك مطمع (۱۷)

ترجمہ: اے مالکِ سخاوت و بلندی! تیری ہی حمد و ثنا، تو صاحب برکت ہے جو چاہے عطا فرمائے جو چاہے روک دے۔ میرے معبود، میرے پیدا کرنے والے، میری پناہ گاہ، پریشان حالی وخوش حالی میں تجھی سے مانگتا ہوں۔ میرے معبود اگر مجھے ناکام فرمایا یا نکال دیا تو پھر کس سے امید کروں اور کس کو سفارشی ٹھہراؤں گا۔

ایک ایسے دور میں جب علم و ادب اور فصاحت و بلاغت کا چرچا تھا حضرت علیؑ نے نثر و نظم کے وہ اسالیب اور طرز بیان کی وہ جدت طرازیاں کیں کہ صاحبان علم و دانش آج بھی ان سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ علیؑ علم کے وہ مینار ہیں جن تک طائر فکر کی پرواز ممکن نہیں۔ ان کے افکار علم و ادب کی دنیا میں آج بھی نور پاشی کر رہے ہیں۔ آج بھی معاصر دنیا کا ادیب، ادب وفن پر کمال دسترس رکھنے والی اس شخصیت کے سامنے سرنیاز خم کرتا ہے، کیونکہ علیؑ ادب و دانش کا وہ سرچشمہ ہیں جن سے یہ تمام علوم ابلتے رہے اور آج بھی ان میں وہی تازگی، ندرت اور جدت ہے جو صدیوں پہلے موجود تھی۔

منابع

۱۔ فرات غم، ج۔ا۔ قزلباش، ۱۹۹۴ء، راولپنڈی، ص ۱۵۳

۲۔ کلیات اقبال (اردو)، شیخ غلام علی اینڈ سنز، اشاعت ہشتم، لاہور ۱۹۸۹ء، ص ۳۷۹

۳۔ سپاسنامہ، امیر المومنین علیؑ، مطبوعہ مخزن، لاہور، ۱۹۰۵ء

۴۔ کلیات اقبال (فارسی)، اقبال اکادمی، لاہور، ۱۹۹۰، ص ۶۳

Marfat.com

۵- نہج البلاغہ، مقدمہ از سید علی نقی، امامیہ کتب خانہ لاہور، ص ۱۰

۶- ایضاً، ص ۱۰

۷- ایضاً، ص ۲۴

۸- ایضاً، ص ۲۹

۹- ایضاً، ص ۲۵

10 -Yousaf N.Lall Jee, *Ali: The Magnificient*, Shafaq Publications, Qum, 1987, p206.

۱۱- نہج البلاغہ، مترجم مفتی جعفر حسین، امامیہ کتب خانہ، لاہور، ص ۸۷۴

۱۲- ایضاً، ص ۶۴۸

۱۳- ایضاً،

۱۴- صحیفہ علویہ، سید مرتضیٰ حسینؒ فاضل لکھنوی، شیخ غلام علی اینڈ سنز، طبع اول، لاہور، ص ۳۵

۱۵- کلیات اقبال (فارسی) ص ۶۳

۱۶- صحیفہ علویہ، ص ۷۷

۱۷- صحیفہ علویہ، ص ۷۵

❀❀❀

Marfat.com

امیر المومنین حضرت علیؑ

اور

امر بالمعروف و نہی عن المنکر ☆

محمد رضا جواہری ☆☆
ترجمہ: جاوید اقبال قزلباش

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا) ایک عام شرعی فریضہ اور سب کے اوپر واجب ہے اور یہ ایران کے اسلامی نظام میں انقلاب کے اہم ترین حاصلات میں سے ہے۔ اس اہم اور تقدیر ساز اصول پر عمل ہونا چاہیے۔ لوگوں کی طرف سے منتخب مجلس خبرگان نے بھی اسلامی جمہوریہ ایران کے آئین کی ترتیب وتشکیل میں اس عظیم دینی فریضہ پر توجہ مبذول کی اور اسے آئین کا ایک کلی اصول اور آٹھویں شق قرار دیا ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ترک کرنے کے نقصانات

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف عدم توجہ اور تواکل (ایک دوسرے پر چھوڑنا)، یا اس کو ترک کر دینے سے بڑے ناگوار اور برے نتائج نکلتے ہیں۔ حضرت علیؑ نے اپنی پر برکت زندگی کے ان حساس ترین لحات میں، جب وہ بستر شہادت پر تھے، اپنے بزرگوار فرزندوں امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو یوں وصیت کی:

☆ بشکریہ مجلۂ دانشکدہ ادبیات وعلوم انسانی دانشگاہ فردوسی مشہد شمارہ ۱۳۰ / ۱ / ۱۳۷۱

☆☆ گروہ معارف اسلامی، دانشگاہ فردوسی، مشہد

Marfat.com

لاتترکوا الامر بالمعروف و النھی عن المنکر فیولی علیکم اشرار کم ثم تدعون فلا یستجاب لکم(۱)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک نہ کرنا کہ اس صورت میں اشرار اور بدکردار لوگ تم پر مسلط ہوجائیں گے جس کے بعد تم ان کے شر کے دور ہونے کی دعا کرو گے لیکن وہ دعا مستجاب نہ ہوگی۔

آپؑ نے اپنے خطبہ قاصعہ میں بھی ماضی کے ادوار میں بعض قوموں پر لعنت خدا، اور ان کے رحمت الٰہی سے دور ہو جانے کا سبب اس فریضے کے ترک کیے جانے کو قرار دیا ہے۔

ان اللہ سبحانہ لم یلعن القرن الماضی بین ایدیکم الا لترکھم الامر بالمعروف و النھی عن المنکر فلعن اللہ السفھاء لرکوب المعاصی و الحلماء لترک التناھی(۲)

خداوند تعالیٰ نے گذرے ہوئے لوگوں پر ماسوائے امر بالمعروف و نہی عن المنکر ترک کر دینے کے لعنت نہیں کی۔ لہذا خدا نے بے وقوفوں پر گناہ کرنے اور حلیم الطبع افراد پر ان برائیوں کو برداشت کرنے اور نہی عن المنکر نہ کرنے کی وجہ سے لعنت کی۔

ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ جنہیں حضرت علیؑ نے وہب الخیرؒ کے نام سے موسوم کیا اور کوفے میں بیت المال کا عامل مقرر فرمایا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کرنے کے نتیجے کے متعلق کہتے ہیں: میں نے امیر المومنینؑ کو فرماتے سنا کہ وہ پہلی شے کہ جس کی وجہ سے تم مغلوب ہوگے اور شکست کھاؤ گے اور جسے ترک کروگے، وہ ہاتھ سے جہاد، بعد میں زبان سے جہاد اور اس کے بعد دل سے جہاد ہے۔ وہ دل جو معروف (نیکی) سے محبت نہیں کرتا اور منکر (برائی) کو قبیح نہیں سمجھتا" فجعل اعلاہ اسفلہ و اسفلہ اعلاہ "تو وہ الٹا

Marfat.com

ہو جائے گا، نیچے کا اوپر اور اوپر کا نیچے۔ دنیا میں اس کا آرام و سکون ختم اور آسائش جاتی رہے گی اور آخرت میں بھی سزا پائے گا۔ اس مقولے میں امر بالمعروف نہی عن المنکر اور جہاد کے تینوں مراحل یعنی عملی، زبانی اور قلبی مراحل، کے ترک کر دیے جانے کو سقوط اور زوال کا عامل قرار دیا گیا ہے۔ حضرت علیؑ نے ایک اور مقام پر لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کرنے پر اس طرح انتباہ کیا ہے: ایاکم و التدابر و التقاطع و ترك الامر بالمعروف و النهی عن المنکر (۳) یعنی ایک دوسرے کی طرف پیٹھ پھیرنے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو ترک کرنے سے پرہیز کرو۔ ایک اور جگہ پر آپ نہی عن المنکر کے تارک کو زندوں کے درمیان مردہ قرار دیتے ہیں: من ترك انکار المنکر بقلبه و لسانه و یده فهو میت بین الاحیاء (۴) یعنی جو کوئی دل و زبان اور ہاتھ سے نہی عن المنکر کو ترک کرتا ہے وہ زندوں کے درمیان ایک مردہ ہے۔

آیت اللہ شہید مطہریؒ نے قرآن کی بنیاد پر معاشرے اور حکومتوں کے عروج و زوال میں چار عوامل، عدل اور بے انصافی، اتحاد اور تفرقہ، بد اخلاقی اور اخلاق کی اصلاح اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اجراء یا ترک کو معاشروں کی ترقی یا تباہی میں موثر جانا ہے۔ وہ سورۂ مائدہ کی آیت ۷۹ سے استنباط کرتے ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا چھوڑ دینا اقوام و ملل کی ہلاکت و تباہی میں ایک موثر عامل کی حیثیت رکھتا ہے۔ (۵)

ڈاکٹر علی شریعتی اپنے مقالے ''اجتہاد اور دائمی انقلاب کا نظریہ'' میں لکھتے ہیں کہ اسلامی عقائد کی رو سے انقلاب کو تین اصولوں، امر بالمعروف و نہی المنکر، اجتہاد اور ہجرت کی بنیاد پر دوام بخشا جا سکتا ہے۔ (۶)

Marfat.com

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی قدر و قیمت اور اہمیت

امیر المومنین حضرت علیؑ ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص ہاتھ، زبان اور دل سے نہی عن المنکر انجام دے وہ نیکی اور خیر کی خصلتوں کو مکمل کرنے والا ہے اور جو کوئی زبان اور دل سے نہی عن المنکر انجام دے وہ ایسا شخص ہے جس نے دو شریف ترین خصائل کو ضائع اور تباہ کر دیا اور ایک خصلت سے منسلک ہوا، اور جو کوئی ہاتھ، زبان اور دل سے نہی عن المنکر کو ترک کر دیتا ہے وہ زندوں کے درمیان مردے کی طرح ہے۔ اسی بات کے تسلسل میں آپؑ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی قدر و قیمت یوں بیان کی ہے:

و ما اعمال البر کلھا و الجھاد فی سبیل اللہ عند الامر بالمعروف و النھی عن المنکر الا کنفثۃ فی بحر لجی (۷) یعنی خدا کی نظر میں تمام نیک کام اور راہ خدا میں جنگ کی حیثیت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے آگے ایسی ہی ہے جیسے کہ کسی وسیع سمندر کے اندر لعاب دہن کی۔ ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

الامر بالمعروف افضل اعمال الخلق (۸) یعنی امر بالمعروف کائنات کے بہترین کاموں میں سے ہے۔ اسی بنیاد پر حضرت علیؑ نے فرمایا ہے: مروا بالمعروف و انھوا عن المنکر (۹) یعنی معروف کا حکم دو اور برائی سے منع کرو، اور ایک اور مقام پر فرمایا کن بالمعروف امراً و عن المنکر ناھیاً (۱۰) یعنی معروف کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے بنو۔ نیز فرمایا کہ ان کنتم لا محالۃ متسابقین فتسابقوا الی اقامۃ حدود اللہ والامر بالمعروف۔ (۱۱) یعنی اگر تم ناچار ہو کہ مقابلہ کرو اور ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرو تو حدود الٰہی کے قائم کرنے اور امر بالمعروف میں سبقت حاصل کرو۔ ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں من کمال السعادۃ السعی فی صلاح

Marfat.com

الجمهور۔(۱۲) یعنی عوام کی بہتری اور بہبود کی کوشش خوش بخت اور سعادت کی انتہا ہے۔

مذکورہ اقوال کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نیک کاموں میں سے بہترین اور عظیم ترین کام ہے کہ جس کے درجے تک کوئی دوسرا نیک کام نہیں پہنچ سکتا۔ اس کے بعد خود امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذیل میں بے راہرو حکمرانوں اور بدکار منتظمین، پر اعتراض اور تنقید، اور طاقتوروں کے سامنے کلمۂ حق پیش کرنا ان کے لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ اب اس سلسلے میں ہم امیر المومنین حضرت علیؑ کے چند اقوال پیش کرتے ہیں۔ آپ کا ارشاد ہے: افضل من ذالك كلمة عدل عند، امام جائر (۱۳) یعنی بہترین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ظالم بادشاہ کے سامنے حق اور درست بات کہنی ہے۔ اور ایک جگہ فرماتے ہیں: ان الامر بالمعروف و النهى عن المنكر لا يقربان من اجل ولا ينقصان من رزق لكن يضاعفان الثواب و يعظمان الاجر و افضل منهما كلمة عدل عند امام جائر (۱۴) یعنی بے شک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر موت کو نزدیک اور رزق کو کم نہیں کرتا جبکہ ثواب کو دوگنا اور اجر کو بڑھا دیتا ہے۔

آپؑ کا ایک اور قول یوں ہے: من اثر رضى رب قادر فليتكلم بكلمة عدل عند سلطان جائر (۱۵) یعنی جو شخص صاحب قدرت پروردگار کی رضا کے حصول کا متمنی ہو اسے چاہیے کہ ظالم بادشاہ کے سامنے حق اور عدل کی بات کہے۔

چونکہ صاحبان اقتدار سے کسی بھی جگہ اور کسی بھی ماحول میں حق بات کرنا خطرناک ہوتا ہے اور محرومیوں اور اذیتوں کا سبب بنتا ہے، اور ظالم صاحبان اقتدار حق گو افراد کو کسی صورت میں برداشت نہیں کرتے اور ہمیشہ ان کے درپے آزار رہتے ہیں، اس لیے

Marfat.com

حضرت علیؑ نے ظالم بادشاہ اور مختلف درجے کے حکمرانوں کے حضور میں حق بات کہنے کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا بہترین نتیجہ و ثمر قرار دیا ہے۔ امیر المومنین علیؑ کے نزدیک امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مقابلے میں کوئی بھی عمل اتنا فائدہ مند، بے شمار برکات کا سبب اور قابل قدر نتائج دینے والا نہیں۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: قوام الشریعة الامر بالمعروف و النهی عن المنکر (۱۶) یعنی امر بالمعروف نہی عن المنکر شریعت کو قائم رکھنے اور دین کو جاری کرنے اور اس کی حفاظت کا عامل ہے۔ ایک اور جگہ پر آپؑ نے دنیا اور آخرت کی سلامتی کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مرہون منت قرار دیا ہے: من کان فیه ثلاث سلمت له الدنیا و الآخرة، یامر بالمعروف و یاتمر به و ینتهی عن المنکر و ینتهی عنه یحافظ علیٰ یحدود الله جل و علی (۱۷) یعنی جس میں تین چیزیں ہوں اس کے لیے دنیا اور آخرت کی سلامتی یقینی ہے۔ امر بالمعروف کرے اور خود کو اس سے آراستہ کرے نہی عن المنکر کرے اور خود کو اس سے دور رکھے، اور خدائے بزرگ و برتر کی حدود کی حفاظت کرے۔ ایک اور جگہ پر آپ نے مومنین میں جذبہ پیدا کرنے اور ان کو پرامید بنانے کو امر بالمعروف کا، اور فاسقوں اور بدکاروں کو ذلیل کرنے اور ان کی ناک زمین پر رگڑنے کو نہی عن المنکر کا نتیجہ و ثمر قرار دیا ہے: من امر بالمعروف شد ظهور المؤمنین و من نهی عن المنکر ارغم انوف الفاسقین (۱۸) جبکہ آپؑ کے ایک اور قول کے مطابق اعلائے کلمۃ الحق اور ظالموں کے موقف کا پست ہونا نہی عن المنکر ہی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بعض آداب اور قوانین ہیں جن کا ذکر دینی تعلیمات کے ضمن میں آتا ہے۔ اس حصے میں ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے

Marfat.com

والوں کے گفتار و کردار کی ہماہنگی پر غور کرتے ہیں۔

دوسروں کی اصلاح کی راہ میں خود سازی کی ضرورت

حضرت علیؑ نے دوسروں سے پہلے اپنے نفس کی تعلیم و تربیت پر زور دیا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں: من نصب نفسه للناس اماماً فعليه ان يبدأ بتعليم نفسه قبل تعليم غيره و ليكن تأديبه بسيرته قبل تأديبه بلسانه و معلم نفسه و مؤدبها احق بالاجلال من معلم الناس و مؤدبهم (۱۹) یعنی جو شخص خود کو لوگوں کا رہبر و پیشوا بنائے اسے چاہیے کہ دوسروں کو سکھانے سے پہلے خود اپنے نفس کو تعلیم دے اور دوسروں کو ادب سے آراستہ کرنے سے پیشتر اپنی زبان، سیرت اور طرز عمل کو مودب اور تربیت یافتہ بنائے۔ اپنے نفس کی تعلیم و تربیت کرنے والا لوگوں کے تعلیم و تربیت کرنے والے سے زیادہ احترام کا مستحق ہے۔

آپؑ کی اس نصیحت کے مطابق جو شخص بھی کسی مقام و منصب پر فائز ہو یا حکومت میں کسی قسم کی ذمہ داری اسے ملے یا دوسروں کی رہبری و راہنمائی کے مختلف درجات و مراتب کے لیے خود کو تیار کرے اس کے لیے ضروری ہے کہ اپنے ماتحتوں یا دوسرے لوگوں کو تعلیم و تربیت دینے سے پہلے خود اپنی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دے تا کہ اس کے گفتار و کردار یکساں ہوں، اس کی باتیں موثر واقع ہوں اور لوگ اس کی سیرت سے متاثر ہو کر اس کی باتوں کو قبول کر لیں۔ آپؑ نے اپنے ایک قول مبارک میں بھی ایک خوبصورت مثال سے رعیت کی تعلیم سے پہل اپنے نفس کی تربیت کو ہر اس شخص کے لیے جو ملت کے کسی کام کا ذمہ دار اور کسی مقام و منصب کو حاصل کر لیتا ہے لازم گردانا ہے۔ ينبغي لمن ولي امر قوم ان يبدأ بتقويم نفسه قبل ان يشرع في تقويم رعيته و الا كان بمنزلة من

Marfat.com

رام استقامة ظل العود قبل ان یستقیم ذلك العود (۲۰) یعنی جو شخص کسی قوم کے کسی امر کی سرپرستی قبول کرتا ہے اسے سزاوار ہے کہ رعیت کو سیدھا، درست اور پاک کرنے سے پہلے اپنی درستی و اصلاح کرے اور درستی کا آغاز اپنے آپ سے کرے ورنہ وہ اس شخص کی مانند ہوگا جو کسی شاخ کو سیدھا کرنے سے پہلے اس کے سائے کو سیدھا کرنے کی کوشش کرے۔

آیا کسی ٹیڑھی شاخ کے سائے کو خود اس شاخ اور لکڑی کے سیدھا کرنے سے پہلے سیدھا کیا جا سکتا ہے؟ اس کا جواب نفی میں ہے۔ چونکہ سائے کا ٹیڑھا پن شاخ کے ٹیڑھے پن کا نتیجہ ہے اور جب تک شاخ خود سیدھی نہ ہوگی وہ سایہ بھی سیدھا نہ ہوگا۔ ٹھیک اسی طرح حکمرانوں کے ہاتھوں لوگوں کی درستی و اصلاح اس وقت تک ممکن نہیں جب تک حکمران اور عمال خود کو درست نہ کرلیں اور اپنی اصلاح کے لیے کوشاں نہ ہوں۔ ایک مقام پر آپؑ دوسروں کو امر و نہی کرنے سے پہلے اپنے نفس کی اصلاح اور تعمیر پر اس طرح زور دیتے ہیں: حق علی الملك ان یسوس نفسه قبل جنده (۲۱) یعنی بادشاہ کے لیے ضروری ہے کہ اپنے لشکر کی تربیت سے پہلے اپنے نفس کی تربیت کرے اور اسے امر و نہی کرے۔

اگرچہ ان تینوں روایات میں ''امامت''، ''ولایت امر'' اور ''ملک'' کے کلمات آتے ہیں لیکن اس سے مراد ہر قسم کی حکومت اور مقام و منصب ہیں کیونکہ ہر سربراہ اپنے دائرہ کار میں حکومت، رہبری اور ولایت کے ایک عنصر سے برخوردار ہوتا ہے۔ پس اسے سب سے پہلے اپنے نفس کی اصلاح اور اپنی ذات کی تعمیر کی طرف متوجہ ہونا چاہیے تاکہ اس کے قول و فعل کی ہم آہنگی لوگوں پر مثبت اثر ڈالے۔

حضرت علیؑ کی قول و فعل میں تضاد سے بیزاری

حضرت علی علیہ السلام کے درج ذیل قول مبارک پر غور کریں کہ جس میں آپ قسم

Marfat.com

کے ہمراہ تاکید کرتے ہیں: ایھا الناس انی و اللہ ما احثکم علی طاعة الا و اسبقکم الیھا، و لا انھاکم عن معصیة الا و اتناھی قبلکم عنھا۔ (۴۲) یعنی اے لوگو! خدا کی قسم میں تم کو کسی اطاعت کی رغبت نہیں دلاتا مگر یہ کہ اس میں تم پر سبقت حاصل کرتا ہوں اور تمہیں کسی گناہ و معصیت سے نہیں روکتا جب تک کہ خود اس گناہ سے باز نہ رہوں اور خود کو اس سے روک نہ لوں۔

اس قول میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تربیت اور قول و فعل میں ہماہنگی کی اہمیت بیان کی گئی ہے، اس لیے کہ کسی اچھے کام کو انجام دینے کے بعد اس کا حکم دینا اور کسی برے کام میں آلودہ ہوئے بغیر اس سے روکنے کی دلوں پر بدرجہا بیشتر تاثیر ہوتی ہے، بہ نسبت اس شخص کے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے لیکن خود اس کے کردار و گفتار اس کی گواہی نہ دے رہے ہوں۔ حضرت علیؑ نے ایک اور جگہ پر بھی اپنی شخصیت کو گفتار و کردار کے تضاد سے مبرّا قرار دیا ہے: انی لارفع نفسی ان انھی الناس عما لست انتھی عنه او امرھم بما لا اسبقھم الیه بعملی او ارضی منھم بما لا یرضی ربی (۴۳) یعنی بیشک میں اپنے نفس کو اس بات سے بلند رکھتا ہوں کہ لوگوں کو کسی کام سے تو منع کروں اور روکوں جبکہ خود اسے ترک نہ کیا ہو یا یہ کہ انہیں کسی ایسی بات کا حکم دوں جس سے میرا پروردگار راضی اور خوشنود نہ ہو۔

آپ نے ایسے افراد پر لعنت کی ہے جن کے قول و فعل میں تضاد ہو: لعن اللہ الآمرین بالمعروف التارکین له و الناھین عن المنکر العاملین به (۴۴) یعنی خدا لعنت کرے ان نیکی کے حکم دینے والوں پر جو خود اس پر عمل نہیں کرتے اور برائی سے روکنے والوں پر جو اسے ترک نہیں کرتے۔ ایک ایسے شخص کے جواب میں جس نے آپؑ سے نصیحت چاہی، آپ نے فرمایا لاتکن ممن یرجوا الآخرة بغیر العمل... ینھی و لا ینتھی و یامر بما

Marfat.com

لا یأتی (۲۵) یعنی ان اشخاص میں مت شامل ہو جو آخرت کو بغیر عمل کے تلاش کرتے ہیں، وہ جو منع کرتے ہیں اور خود منع نہیں ہوتے اور جس چیز پر خود کاربند نہیں اس کا دوسروں کو حکم دیتے ہیں۔ایک اور مقام پر آپؑ نفاق کی ظاہر ترین نوع کا اس طرح سے تعارف کراتے ہیں: اظهر الناس نفاقاً من امر بالطاعة و لم يعمل بها و نهى عن المعصية و لم ينته عنها (۲۶) یعنی لوگوں میں منافق ترین شخص وہ ہے جو اطاعت خدا کا حکم تو دیتا ہے اور خود عمل نہیں کرتا اور معصیت سے منع کرتا ہے جبکہ خود اس نے دوری اختیار نہیں کرتا۔ آپ کا ایک اور قول ہے: اشد نفاقاً من امر بالطاعة و لم يعمل بها و نهى عن المعصية و لم ينته عنها۔ (۲۷) یعنی لوگوں میں منافق ترین شخص وہ ہے جو اطاعت خدا کا حکم تو دے مگر خود اس پر عمل نہ کرے اور گناہ سے منع کرے اور خود اس سے پرہیز نہ کرے۔ایک اور قول مبارک میں آپ ایسے کام کو گمراہی قرار دیتے ہیں:

كفى بالمرء غواية ان يأ مر الناس بما لا يأ تمر به و ينها هم عما لا ينتهى عنه (۲۸) یعنی کسی شخص کی گمراہی کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ لوگوں کو اس کام کے کرنے کا حکم دے جس پر خود عمل نہیں کرتا اور اس بات سے منع کرے جس سے خود نہیں باز رہتا۔پس لازم ہے کہ انسان کے گفتار اور کردار میں مکمل ہماہنگی ہو جن اچھائیوں کا حکم دے ان سے وہ خود آراستہ ہو اور جن برائیوں سے روکے خود ان سے اجتناب کرتا ہو بصورت دیگر اس کی مساعی کے مطلوبہ نتائج ظاہر نہ ہوں گے۔

اس بات کے پیش نظر کہ اسلامی حکومت کے مدیروں اور کارکنوں کے ذمے ایک طرف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ہوتا ہے (ایرانی آئین کی آٹھویں شق میں بھی ایک طرف رعیت کی نسبت حکومت کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور دوسری طرف

Marfat.com

رعیت کو حکومت کی نسبت امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا مکلّف بنایا گیا ہے) تمام حکام، وزراء، معاونین، گورنروں، مدیروں اور افسروں کو چاہیے کہ اس فریضہ کی ادائیگی میں کامیابی اور اس کے لوازمات کی حفاظت کے لیے خود کو مطلوبہ اقدار سے آراستہ کریں اور برائیوں اور آلودگیوں سے پاک رکھیں، تاکہ وہ اپنے طرز عمل سے دوسروں کی راہنمائی کر سکیں، کیونکہ جس کی خود اصلاح نہ ہوئی ہو وہ معاشرے کی اصلاح نہیں کر سکتا اور جس میں خود اخلاقی کجی موجود ہو وہ دوسروں کو ایسی مشکلات سے نجات نہیں دلا سکتا۔ حضرت علیؑ کا ارشاد گرامی ہے: و انھو غیرکم عن المنکر و تناھوا عنہ فانما امرتم بالنھی بعد التناھی۔ (۲۹) یعنی دوسروں کو برائی سے روکو اور خود برائی سے دور رہو، اس لیے کہ آپ کو مامور کیا گیا ہے کہ برائی سے منع کریں جبکہ خود برائی کا ارتکاب نہ کیا ہو۔ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: و امروا بالمعروف و ائتمروا بہ انھوا عن المنکر و تناھوا عنہ و انما امرنا بالنھی بعد التناھی۔ (۳۰) یعنی امر بالمعروف کرو اور اس کے ساتھ فرمان برداری بجا لاؤ اور نہی عن المنکر کرو اور خود کو اس سے بچاؤ۔ کیونکہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ کسی کام سے رک جانے کے بعد اس کام سے دوسروں کو روکیں۔ ایک اور فرمان کے ذریعے آپ نے حکم دینے اور اس پر خود عمل کرنے کے درمیان ہماہنگی کی اس طرح تاکید کی: کن امراً بالمعروف عاملاً بہ و لا تکن ممن یأمر بہ و ینأی عنہ۔ (۳۱) یعنی نیکی کا حکم کرنے والا بن اور اس پر خود کاربند رہ اور ان لوگوں میں مت شامل ہو جو نیکی کا حکم تو دیتے ہیں اور خود اس سے دوری اختیار کرتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ امر بالمعروف عمل کے ہمراہ ہونا کارساز ہے جبکہ امر بالمعروف کرنا اور اس پر عمل کو ترک کر دینا نتیجہ بخش نہیں ہوتا۔ اس سلسلے میں حضرت علیؑ کا ارشاد گرامی ہے: لا ینفع قول بلا عمل و لا یتم حسن القول الا بحسن

Marfat.com

الفعال (۳۲) یعنی عمل کیے بغیر گفتگو کا کوئی حاصل نہیں اور گفتگو کی اچھائی ماسوائے اچھے عمل کے مکمل نہیں ہوتی۔ آپؑ نے بہترین اور نیک ترین گفتگو کی تعریف اس طرح کی: خیر المقال ما صدقه الفعال و احسن المقال ما صدقه حسن الفعال۔ (۳۳) بہترین بات وہ ہے جس کی تصدیق کردار سے ہوتی ہو۔ ایک اور موقع پر فرمایا: العالم من شهدت بصحة اقواله افعاله (۳۴) عالم اور دانا شخص وہ ہے جس کا کردار اس کی گفتگو کی گواہی دے۔ حضرت امیر المومنینؑ کے مذکورہ فرامین پر توجہ کرتے ہوئے حکام کو چاہیے کہ وہ اپنے نعروں کو عمل سے ثابت کریں، عمل کے بغیر نعرے اور تقریریں سب بے سود ہیں۔ الٹا وہ اس طرح اپنا اعتبار بھی کھو بیٹھتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ حکومت جس اچھے کام کا حکم دے اس (کام) کو حکومتی افسران اور عمال کے عمل میں ظاہر ہونا چاہیے اور جس برائی سے روکے انہیں اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ہر مدیر کا حکم اس کے فعل اور اس کی نہی اس کام کو ترک کرنے کے ہمراہ ہونا چاہیے، تاکہ اس کے مطلوبہ اثرات مرتب ہوں۔ قانون پسندی کا نعرہ لگانا اور قوانین کو پامال کرنا اور سخت مزاجی کی نفی کے نعرہ کے ہمراہ سخت مزاجی کی طرف رجحان اور عوامی حقوق کا نعرہ لگا کر لوگوں کے حقوق کو نظر انداز کر دینا اور اسلامی معاشرے کا نعرہ لگا کر مغربی تمدن کے رواج کے لیے کوشاں رہنا، اور پر صلاحیت رہبری کا نعرہ لگا کر پارٹیوں اور اقربا پروری کا چلن اختیار کرنا، اور قدروں سے محبت کا نعرہ لگا کر قدروں کے مخالف آلودگیوں اور فاسد حرکات میں ملوث ہونا، اور غربت مکاؤ کا نعرہ لگا کر سرمایہ داری کی حمایت کرنا اور آخرت سے محبت کے نعرے کے ساتھ دنیا پرستی، اور امام دوستی کے نعرے کے ہمراہ امام دشمنوں کی مدد کرنا، اور امام کے مسترد کردہ افراد کی حمایت کرنا، اور دیانت کے نعرہ کے ساتھ الحاد کو

Marfat.com

رواج دینا، اور آزادی کے نعرے کے ہمراہ ڈکٹیٹر شپ قائم کرنا اور انقلاب دوست حق پرستوں اور مومنین کی زبان بندی کرنا، اور فداکاروں کی حمایت کے نعرے کے ساتھ ان کو ان کے حال زار پر چھوڑ دینا، اور شہداء کے گھرانوں کے احترام کا نعرہ لگا کر ان سے بے احترامی سے پیش آنا، اور جوان دوستی کا نعرہ لگا کر جوانوں کی بنیادی ضروریات کو نظر انداز کر دینا، اور کفایت شعاری کا نعرہ لگا کر مختلف بے فائدہ جلسوں پر اسراف کرنا اور تنقید قبول کرنے کا نعرہ لگا کر تنقید کرنے والوں کو برطرف کرنا اور اصلاح پسندی کا نعرہ لگا کر فتنہ پروری اور حق پرستی کا نعرہ لگا کر باطل کی طرف جھکنا، گراں فروشی سے جنگ کے نعرے کے ساتھ حکومتی مصنوعات کو مہنگا کر دینا، اور زہد و قناعت کا نعرہ لگا کر عیش پرستی اور حکومتی سرپرستی میں بیت المال سے اشرافیت کو فروغ دینا، آپس میں سازگار اور ہم آہنگ نہیں۔ قول و فعل میں تضاد قدروں کو کمزور کر کے لوگوں کو حکومت سے جدا کرنے اور جوانوں کی گمراہی کا باعث بنتا ہے۔

عوامی نگرانی کی قدر

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت اور ضرورت کے مختلف پہلوؤں کے متعلق جو کچھ مذکور ہوا وہ قومی اور اجتماعی نگرانی کی قدر کے لیے ایک راہنمائی تھی۔ اسلامی معاشرے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایک عام فریضہ ہے اور چیکنگ میں حکومت اور عدلیہ کی کوتاہی یا ناتوانی کی تلافی عوامی، حساس ذمہ داری، اور حکومت پر تنقید اور لوگوں کے ذریعے حکومتی عمال کی قدر یابی سے ہو جاتی ہے۔

حکام اور روسا کے برے طرز عمل اور انحراف و کجی پر لوگوں کا اعتراض اور مومنین کی طرف سے ان کو انتباہات اور قوم کی طرف سے حکومت کی کارکردگی پر غور اور حکومت کی طرف سے ہمدردوں اور بہی خواہوں کی تنقید کی قدر شناسی اور حوصلہ افزائی، حکام کی طرف سے انحراف

Marfat.com

اور قانون شکنی میں کمی لانے، اور حکومتی اداروں کے طرزِ عمل کی اصلاح میں موثر اور مفید ہے اور ان کی نیکوکاری بڑھنے میں مدد کرتی ہے۔ حضرت علیؑ نے ان لوگوں کی جو حکمرانوں کو درست کاری میں مدد دیں، تعریف کی ہے چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں: رحم اللہ رجلاً اعان سلطانه علی برہ (۳۵) خدا ان لوگوں پر رحمت کرے جو اپنے بادشاہ (حاکم) کی نیک کاموں میں مدد کرتے ہیں۔ ہر حاکم کو ملک، صوبے، شہر، ضلع اور گاؤں میں اپنے اقتدار کے تناسب سے لوگوں پر ایک خاص درجے تک تسلط حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ اسے لوگوں کی خدمت کرنی چاہیے اور نیکوکار بن کے رہنا چاہیے۔ نیکی میں لوگوں کی مدد کے مختلف پہلو ہیں اور ان کی کارگزاری پر نظر رکھنا اور اچھے کاموں میں مدد دینا اور برے کاموں پر ان کو انتباہ کرنا اس مدد کے مختلف روپ ہیں۔

مالک اشتر کے نام خط میں حضرت امیر المومنینؑ قدرتی عوامی نگرانی کی طرف یوں اشارہ فرماتے ہیں:

ثم اعلم یا مالک انی و جهتك الی بلاد قدجرت علیها دول قبلك من عدل و جور و ان الناس ینظرون من امورك فی مثل ماكنت تنظر فیه من امور الولاة قبلك و یقولون فیك ماكنت تقول فیهم و انما یستدل علی الصالحین بما یجری اللہ لهم علی السن عبادہ۔ (۳۶)

پس اے مالک! جان لے کہ میں نے تجھے ان شہروں کی طرف بھیجا ہے جہاں تجھ سے پہلے عادل، انصاف پسند اور ستمگر و ظالم حکمران ان کے درمیان رہے اور لوگ تیرے کاموں پر اسی طرح سے نگاہ رکھیں گے جس طرح تو پچھلے حکمرانوں کے امور پر نگاہ کرتا ہے، اور ترے متعلق بھی وہی کچھ کہیں گے جو تم ان حکمرانوں کے متعلق کہتے ہو اور ان باتوں سے جو خداوند تعالیٰ اپنے بندوں کی زبانوں پر جاری کر دیتا ہے نیکوکاروں اور صالحین کو پہچانا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

مالک اشتر کے نام خط کے اس جملے کے مطابق لوگ حکمرانوں کے طرز عمل پر نظر رکھتے ہیں اور اسی کی بنیاد پر ان کے بارے میں فیصلہ کرتے ہیں اور حکام کے متعلق خدا کے بندوں کے فیصلے اور اندازے ان (حکام) کی صلاحیت کا معیار ہیں اور جو کچھ بندگان خدا کی زبانوں پر جاری ہو جائے اسی سے حکام (کی استعداد) پر استدلال کیا جاتا ہے۔ بندگان خدا کا خوبصورت ذکر خیر ہی حاکم کے نیک ہونے کی سند ہے، نہ کہ کسی خاص پارٹی، گروہ یا رذیل اور اوباش افراد کی اس کے بارے میں رائے۔ ایک اور مقام پر حضرت علیؑ فرماتے ہیں: کما تکونون یولّیٰ علیکم (۳۷) جس طرح کے تم (لوگ) ہو ویسی ہی تم پر حکومت کی جاتی ہے یعنی اگر لوگ سیدھے اور نیک ہوں اور جدوجہد کریں کہ حکومت اچھے افراد کو مل جائے اور اس کے بعد ان کے کام کی نگرانی کریں اور ان کے بھلے برے کاموں پر مناسب ردعمل دکھائیں تو حکومت کی وضع حسین ہوگی۔ حضرت علیؑ کا ایک اور فرمان یوں ہے:

لا یحضرن احدکم رجلاً یضربه سلطان جائر ظلماً و عدواناً اذا لم ینصره لان نصرته علی المؤمن فریضة واجبة اذا حضره (۳۸)	تم میں سے کوئی بھی کسی ایسے موقع پر موجود نہ ہو کہ کوئی ظالم حکمران کسی شخص پر ستم کر رہا ہو اور تم اس مظلوم کی مدد نہ کر سکو، اس لیے کہ ستم رسیدہ کی مدد مومن پر جبکہ وہ موقع پر موجود ہو واجب ہے۔

حضرت علیؑ کے اس فرمان کے مطابق عوام کو اپنے حکمرانوں اور حکام بالا کے ظلم و ستم کے مقابلے میں خاموش نہیں بیٹھنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص کسی ادارے میں ظلم و ستم ہوتا دیکھے تو اس پر واجب ہے کہ صدائے احتجاج بلند کرے اور مظلوم کی مدد کرے، کیونکہ حکام کی بدعملی کے سلسلے میں بے اعتنائی جائز نہیں۔ اس سلسلے میں حضرت علیؑ نے رسول خداؐ کی ایک حدیث کا اس طرح ذکر کیا ہے: امرنا رسول اللہ (ص) ان نلقی اھل المعاصی

Marfat.com

بوجوہ مکفرہ (۳۹) (ترجمہ) پیغمبر خدا (ص) نے ہمیں حکم دیا ہے کہ گناہگاروں سے ترش روئی اور تنقیدی رویے سے پیش آؤ۔ خود آپ نے اپنے اصحاب کو اس بات کا حکم دیا: ادنی الانکار ان تلقی اهل المعاصی بوجوہ مکفرہ (۴۰) کم سے کم نہی عن المنکر یہ ہے کہ گناہگاروں کے ساتھ ترش روئی سے پیش آیا جائے۔ ان دونوں روایتوں کا ذکر شیخ حرِ عاملی نے باب وجوب اظهار الكراهة للمنكر و الاعراض عن فاعله میں کیا ہے۔ ان سے معصیت کاروں سے مقابلے کی ضرورت واضح ہو جاتی ہے، خواہ گناہ گار عوام میں سے ہوں یا حکمرانوں میں سے، چونکہ حکام کے گناہوں کے نتائج انتہائی نقصان دہ ہوتے ہیں اور ان کا کیا ہوا کوئی گناہ چھوٹا نہیں، بلکہ ان کے مقام و منصب اور ان خطرناک نتائج کے پیش نظر عظیم ہوتا ہے، بنابریں ان کے برے اعمال سے نفرت اور ان سے منہ پھیر لینا نہی عن المنکر کا کمترین درجہ ہے، البتہ اس سے بڑے درجات جن کی قدر و قیمت زیادہ ہے زبان اور عمل کے ذریعے ان کو منع کرنا ہے۔ حضرت علیؑ نے مالک اشتر کی مصر کے گورنر کے طور پر تقرری کے اپنے فرمان میں لکھا تھا: من عبدالله علی امیر المؤمنین الی القوم الذین غضبوا لله حین عصی فی ارضه و ذهب بحقه۔ (۴۱) یعنی خدا کے بندے علیؑ کی طرف سے اس قوم کی جانب کہ جب ان کی سرزمین پر معصیت اور نافرمانی ہوئی اور ان کا حق مارا گیا اور خدا کی نافرمانی کی گئی، تو وہ خدا کی خاطر غضبناک ہو گئی۔

کلام امیر المومنینؑ میں حق گوئی اور حق پرستی کی قدر و اہمیت

حضرت علیؑ کے نزدیک حق گوئی اور حق پرستی کو ہمیشہ ایک بلند مقام حاصل رہا۔ چنانچہ آپ ہمیشہ اپنے ساتھیوں کو اس کی تاکید کرتے۔ مثال کے طور آپؑ نے کمیل بن زیاد نخعی سے فرمایا: یا كميل قل الحق علی كل حال و وازر المتقين و اهجر

Marfat.com

الفاسقین۔(۴۲) یعنی اے کمیل! ہر حال میں حق بات کہو اور متقیوں کا ساتھ دو اور فاسقوں سے دور رہو۔ یہی نہیں بلکہ، آپ نے ایک اور جگہ پر ارشاد فرمایا: اشبہ الناس بانبیاء اللہ اقولھم للحق و اصبرھم علی العمل بہ۔ (۴۳) یعنی پیغمبر خداؐ سے مشابہ ترین افراد وہ ہیں جو سب سے زیادہ حق بات کہتے ہیں اور حق پر عمل کرتے ہیں۔ نیز فرمایا: افضل الخلق اقضاھم بالحق (۴۴) مخلوق میں سے افضل ترین وہ ہیں جو سب سے زیادہ حق کا حکم دیتے ہیں۔ اسی طرح ایک اور جگہ پر آپ نے حق کی شناخت اور اس کی پیروی اور باطل کی شناخت اور اسے ترک کر دینے کو بہشت میں داخل ہونے اور جہنم کی آگ سے نجات (۴۵) اور حصول رحمت (۴۶) کا ذریعہ قرار دیا اور حق گوئی کی طاقت کے بارے میں فرمایا: قلیل الحق یدفع کثیر الباطل کما ان القلیل من النار یحرق کثیر الحطب (۴۷) تھوڑا سا حق بہت زیادہ باطل کو دور کر دیتا ہے، بالکل اسی طرح جس طرح کہ تھوڑی سے آگ بہت سے خس و خاشاک کو جلا دیتی ہے۔ آپؑ کے بقول حق گوئی کی سعادت بھی تائید ایزدی کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ اذا اکرم اللہ عبداً اعانہ علی اقامۃ الحق (۴۸) یعنی جب خدا کسی بندے کو عزت عطا کرتا ہے تو حق قائم کرنے میں اس کی مدد فرماتا ہے۔ نیز آپؑ نے فرمایا: اخسر الناس من قدر علی ان یقول الحق و لم یقل (۴۹) یعنی لوگوں میں سب سے زیادہ خسارے میں وہ لوگ ہیں جو حق بات کرنے کی طاقت رکھتے ہوئے بھی ایسا کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ مزید ارشاد فرمایا: من استحیی من قول الحق فھو الاحمق (۵۰) جو شخص حق بات کہنے سے شرمائے وہ احمق ہے۔ حق بات کہنے سے گریز کرنے والوں کو آپ نے یہ وعید سنائی: لا خیر من السکوت عن الحق (۵۱) یعنی حق بات کہنے میں سکوت اختیار کرنے میں کوئی خیر نہیں ہے۔

Marfat.com

آپ کے ان ارشادات سے حق پرستی، حق گوئی، حق طلبی، اور احقاق حق کی اہمیت اور قدر و قیمت بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔

تنقید قبول کرنا اور قومی نگرانی کے لیے ماحول سازی

حکام کو چاہے وہ کسی بھی درجہ کے ہوں، تنقید سننے کے لیے ہمیشہ تیار رہنا چاہیے اور جو انقلابی مومن لوگ ان کو برسر اقتدار لائے ہیں ان کا تنقید کے باوجود بدستور احترام کرتے رہنا چاہیے، اور انہیں چاہیے کہ خود کو ہمیشہ مومن اور متقی افراد کی ہمدردانہ و مشفقانہ نصائح اور تنقید کا محتاج سمجھیں، اور خود کو ان کی طرف سے بیان کردہ معائب و نقائص کے آئینہ میں دیکھیں، اور اپنے بہی خواہوں کی ہر تنقید اور تنبیہ کو دینی بھائیوں کی طرف سے اپنے لیے ایک تحفہ جانیں، تاکہ سرکاری کارکردگی پر عوامی نگرانی کا ماحول پیدا ہو۔ حضرت علیؑ انسان کے بہترین بھائیوں کا یوں تعارف کراتے ہیں: خیر الاخوان ، اقلھم مصانعة فی النصیحة (۵۲) بہترین بھائی وہ ہیں جو نصیحت اور خیر خواہی میں کم ترین کوتاہی اور ملی بھگت کریں۔ و خیر اخوانك من سارع الی الخیر و جذبك الیه و امرك بالبر و اعانك علیه (۵۳) یعنی تمہارے بہترین بھائی وہ ہیں جو خیر کی طرف تیزی سے لپکتے ہیں اور تجھے اس کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں اور نیکی کا حکم دیتے ہیں اور اس میں تیری مدد کرتے ہیں۔ خیر اخوانك من دلك علی الهدی (۵۴) تمہارے بہترین بھائی وہ ہیں جو تمہاری ہدایت کی راہ کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں: و خیر اخوانك من اعانك علی طاعة الله و صدك عن معاصیه و امرك برضاه (۵۵) تیرے بہترین بھائی وہ ہیں جو خدا کی اطاعت میں تیری مدد کرتے ہیں اور تجھے گناہوں سے روکتے ہیں اور تجھے خدا کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اس موضوع پر آپ کا ایک

Marfat.com

اور ارشاد گرامی ہے: وخیر اخوانکم من اهدی الیکم عیوبکم (۵۶) تیرے بھائی وہ ہیں جو تیرے عیوب کا تیرے سامنے تحفہ پیش کرتے ہیں۔

بنابریں اسلامی معاشرے کے منتظمین اور حکام کے لیے لازم ہے کہ وہ متدین اور مخلص افراد کی تنقید و تنبیہ کا برا نہ منائیں اور ان کی تجاویز کو غور سے سنیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کی انجام دہی کا جائزہ لیتے وقت حتی الوسع وسوسے سے کام لیں، اپنے ہر فعل کا غیر جانبداری سے محاسبہ کریں اور اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ نیز اپنی کارکردگی کا جائزہ لیتے وقت انہیں اپنے آپ کو اپنے دشمن کی آنکھ سے دیکھنا چاہیے، چونکہ اگر وہ اپنے مثبت کاموں کو گننا شروع کریں گے تو محاسبے کا نتیجہ ہمیشہ ان کے اپنے حق میں نکلے گا، جبکہ ہم جانتے ہیں کہ اپنے مثبت نکات پر اعتماد کرنا زیادہ تر نفس پرستی ہی کی دلیل ہوتا ہے۔ یہ امر انہیں بالآخر خود پسندی کی طرف لے جائے گا۔ انہیں چاہیے کہ وہ اپنے عیوب کے بیان کیے جانے کو پسند کریں تاکہ ترقی کر سکیں اور چاپلوسوں، خوشامدیوں اور آسائش پسند دنیا پرستوں اور اقتدار پرستوں کی باتوں پر کان نہ دھریں اور ان کی تعریف و ستائش سے نشے میں نہ آئیں کہ اس سے ان کی کجیوں اور انحرافات کو مزید تقویت ملے گی۔

امیر المومنینؑ کے اس جملے پر غور کریں کہ امامؑ کس طرح سے لوگوں کو اپنی زندگی پر نظر ڈالنے کی دعوت دیتے ہیں اے کوفہ کے لوگو! جس دن میں تم سے رخصت ہوں اگر میرے پاس گھر کے سامان اور بار برداری کے گھوڑے کے علاوہ کوئی چیز ہو تو جان لو کہ میں خائن ہوں۔ اس ذات کی قسم جو دانے کو اگاتی ہے ہر چند کہ میں کچھ بھی نہ پاؤں تب بھی بیت المال سے خیانت کر کے اپنے پیٹ کو آلودہ نہ کروں گا۔ (۵۷)

میدان صفین میں جب اصحاب میں سے ایک نے آپؑ کی بڑی تعریف کی، تو آپ نے فرمایا:

Marfat.com

فلا تکلمونی بما تکلم به الجبابرة و لاتتحفظوا منی مایتحفظ به عند اهل البادرة ولاتخالطونی بالمصانعة . ولاتظنوا بی استثقالا فی حق قیل لی ولاالتماس اعظام لنفسی،فانه من استثقل الحق ان یقال له او العدل ان یعرض علیه کان العمل بهما أثقل علیه فلا تکفوا عن مقالة بحق او مشورة بعدل فانی لست فی نفسی به فوق ان اخطی ء ولا امن ذلك من فعلی الا ان تکفی الله من نفسی ماهو املك به منی ۔(۵۸)

مجھ سے ایسی گفتگو مت کرو جیسی کہ جباروں اور سرکشوں سے کی جاتی ہے اور وہ باتیں جو غضب ناک لوگوں سے (ان کے غضب کی وجہ سے) چھپاتے ہو، مجھ سے مت چھپاؤ اور چاپلوسی اور گٹھ جوڑ اور نرمی کی راہ سے مجھ سے میل ملاپ نہ کرو اور میرے بارے میں یہ گمان نہ کرو کہ اگر حق بات کہہ دی جائے تو (میرے لیے) سخت ہو گی، اور نہ یہ گمان کرو کہ میں خود کو بڑا ظاہر کرنے کی خواہش رکھتا ہوں۔ (میں نہیں چاہتا کہ مجھ سے طواغیت اور سرکشوں کی طرح کا جن سے حق بات نہیں کی جا سکتی، طرزِ عمل اختیار کرو) اس لیے کہ حق بات جو ان سے کی جائے یا اگر کوئی انصاف اور درستی کی کوئی تجویز ان کو دی جائے تو وہ اسے دشوار جانتے ہیں، اور حق و عدل پر عمل کرنا ان کے لیے سخت تر ہے۔ پس تم حق بات کہنے یا مجھے عدل پر مبنی مشورہ دینے سے مت گھبراؤ۔ کیونکہ میں اس چیز سے برتر نہیں کہ خطا کروں اور نہ اپنے کام میں اس سے محفوظ ہوں، مگر یہ کہ خدا میرے نفس کی کفایت کرے جس چیز کا وہ مجھ سے زیادہ مالک اور اس پر قادر ہے۔

گویا آپؑ معصوم عن الخطا ہونے کے باوجود اس خطبہ میں اپنے آپ کو ممکن الخطا شمار کرتے ہیں۔ یہ چیز خود عمالِ حکومت اور سرکاری ملازمین کے لیے ایک سبق کی حیثیت رکھتی ہے کہ وہ خود کو خود غرضی، حبِ نفس، تکبر، اور خطاؤں سے پاک نہ سمجھیں، اور اپنے کام میں غلطی کے احتمال کے پیشِ نظر دوسروں سے اس کی تصحیح کے لیے مدد مانگیں۔ انہیں

Marfat.com

حق پرست، حق طلب اور حق شنو ہونا چاہیے اور ماتحتوں سے چاپلوسی و خوشامد کی خواہش نہیں کرنی چاہیے۔ امامؑ اپنے خط میں مالک اشتر کو ہدایت کرتے ہیں: لیکن اثرھم عندك اقولھم بمر الحق لك و اقلھم مساعدة فیما یکون منك مما کرہ اللہ لاولیائه (۵۹) لوگوں اور وزراء کے درمیان ترے لیے ممتاز شخص وہ ہونا چاہیے جو تجھ سے تلخ حق بات زیادہ کہتا ہو، اور تیرے ایسے گفتار و کردار کی جسے خدا اپنے دوستوں کے لیے پسند نہیں کرتا کم تر تعریف کرے۔

بنابریں، ہر وہ حاکم اور اہل کار جو اپنے معاونین اور وزراء سے حق بات سننا پسند نہ کرتا ہو اور تنقید کرنے والے افراد کو برطرف کر دیتا ہو، وہ خود کو بھی نقصان پہنچاتا ہے اور حق گوئی کے عمل کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ اگر معاشرے میں صحت مند تنقید کی راہ بند کر دی جائے اور حبس و استبداد اور آمریت کا دور دورہ ہو جائے تو معاشرہ فلاح و سعادت اور ترقی سے محروم ہو جاتا ہے، اور اسلامی نظام کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام خمینیؒ نے فرانسیسی مجلہ اشپیگل سے انٹرویو کے دوران ''شاہی دور کے ایران'' اور ''اسلامی حکومت'' پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:

آج کا انسان جو آج کے پولیسی نظام میں فکری فعالیت اور کام میں آزادی سے محروم ہوا ہے، اپنی حقیقی ترقی اور اپج کو حاصل کرلے گا۔ کل کا معاشرہ قدر یاب اور تنقید گر معاشرہ ہوگا جس میں تمام لوگ اپنے امور کی رہبری میں شرکت کریں گے۔ (۶۰)

امام خمینیؒ نے یہ بات ظاہر کرنے کے لیے کہ کوئی منصب ایسا نہیں جس پر نگرانی کی ضرورت نہ ہو اور کسی کو بھی عوامی نگرانی و مراقبت سے آزاد نہیں ہونا چاہیے فرمایا:

... لوگوں کا فرض ہے کہ وہ میری بھی نگرانی کریں۔ اگر میں ایک ٹانگ ٹیڑھی رکھ دوں تو قوم کا

Marfat.com

فرض ہے کہ کہے کہ تم نے اپنی ٹانگ ٹیڑھی رکھی ہے۔ اپنے آپ کو بچاؤ۔ یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ ساری قوم کا فرض ہے کہ وہ مختلف امور پر نظر رکھے۔ (۶۱)

امام خمینیؒ نے اسی طرح صدر مملکت، حکومت اور مجلس شورای اسلامی پر بھی لوگوں کی نگرانی پر زور دیتے ہوئے کہا:

جس دن قوم نے آپ حضرات (حکام) میں سے کسی ایک کو بھی دیکھ لیا کہ وہ اوسط درجہ سے امارت و ثروتمندی کی طرف جا رہا ہے اور حصول اقتدار کے لیے کوشاں ہے تو اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا بہرحال لوگوں کو توجہ رکھنی چاہیئے، چونکہ اس قسم کے افراد خدانخواستہ کسی وقت بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ اگر ایسا ہوا تو انہیں چاہیے کہ وہ ان کی اصلاح کریں۔ اگر قوم یہ چاہتی ہے کہ یہ انقلاب اس کی توقعات کے مطابق اپنی کامیابی کی معراج تک پہنچے تو اس کا فرض ہے کہ حکومت کو تشکیل دینے والے افراد کے چناؤ میں احتیاط سے کام لے، چاہے وہ صدر مملکت ہو یا خود شوریٰ ہو، ان سب پر کڑی نظر رکھیں، کہ مبادا کسی وقت وہ مڈل کلاس سے اٹھ کر اوپر کے طبقات میں پہنچ جائیں، اور جونہی قوم کو احساس ہو کہ مجلس شوریٰ میں اقتدار پرستی اور مال پرستی کے نکتہ نظر سے انحراف و بے راہ روی آ گئی ہے اور ملک میں ایسے وزراء اور صدر مملکت پیدا ہو گئے ہیں، تو سمجھ لیں کہ شکست کی گھڑی آن پہنچی ہے۔ لوگوں کا فرض ہے کہ اگر وہ اسلام، اسلامی جمہوریہ ایران، اپنی حکومت، اسمبلی اور صدر مملکت وغیرہ کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو اس تنزل کو اسی جگہ پر فوراً روک دیں۔ (۶۲)

منابع

۱- نہج البلاغہ فیض الاسلام، نامہ ۴۷، ص ۹۷۸؛ تحف العقول، ص ۲۱۷؛ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۱۷، ص ۶؛ بحار الانوار، ج ۷۷، ص ۴۰۴

۲- بحار الانوار، ج ۱۰۰، ص ۹۰؛ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، خطبہ ۱۹۲، ج ۱۳، ص ۱۸۰؛ نہج البلاغہ فیض الاسلام، خطبہ ۲۳۴، ص ۸۰۸

۳- غرر الحکم و درر الکلم، عبدالواحد بن محمد تمیمی آمدی، ہمراہ بہ شرح جمال الدین محمد خوانساری، بہ تصحیح

Marfat.com

میر جلال الدین حسینی ارموی، انتشارات دانشگاہ تہران، ایڈیشن ۴، ج ۲، ص ۳۲۲

۴- وسایل الشیعہ، ج ۱۱، ص ۴۰۴؛ نہج البلاغہ فیض الاسلام، حکمت ۶۶، ص ۱۲۶۳

۵- مرتضیٰ مطہری، جامعہ و تاریخ، انتشارات صدرا، پہلا ایڈیشن، ص ۲۰۶، ۲۰۷

۶- علی شریعتی، اجتہاد و نظریہ انقلاب دائمی، پہلا ایڈیشن، ۱۳۵۹ش، ص ۱۲ تا ۱۶

۷- نہج البلاغہ فیض الاسلام، حکمت ۳۶۶، ص ۱۲۶۳؛ نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۱۹، ص ۳۰۶

۸- غرر و درر، ج ۴، ص ۶۱۰

۹- تحف العقول، ص ۱۲۷، نیز خصال، ج ۲، ص ۶۳۳

۱۰- غرر و درر، ج ۴، ص ۶۱۰

۱۱- ایضاً، ج ۳، ص ۲۰

۱۲- ایضاً، ج ۶، ص ۳۰

۱۳- بحار الانوار، ج ۱۰۰، ص ۸۹؛ نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۱۹، ص ۳۰۶

۱۴- غرر و درر، ج ۲، ص ۶۱۱

۱۵- محمدی ری شہری، محمد: میزان الحکمۃ، دفتر تبلیغات اسلامی، حوزہ علمیہ قم، اوّل ایڈیشن، ج ۶، ص ۲۶۲۔

۱۶- غرر و درر، ج ۴، ص ۵۱۸

۱۷- ایضاً، ج ۵، ص ۴۴۰

۱۸- ایضاً، ج ۵، ص ۲۵۶، نہج البلاغہ فیض الاسلام، ص ۱۱۰۰، اصول کافی، ج ۱، ص ۵۱؛ بحار الانوار، ج ۶، ص ۱۱۱

۱۹- نہج البلاغہ فیض الاسلام، ص ۱۱۱۷، حکمت ۷۰؛ وسایل الشیعہ، ج ۱۱، ص ۴۱۹

۲۰- شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۲۰، ص ۲۶۹

۲۱- غرر و درر، ج ۳، ص ۴۱۵

۲۲- نہج البلاغہ فیض الاسلام، خطبہ ۱۷۴، ص ۵۶۴؛ غرر و درر، ج ۳، ص ۴۵

۲۳- غرر و درر، ج ۳، ص ۴۵

۲۴- وسائل الشیعہ، ج ۱۱، ص ۴۲۰؛ و شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۸، ۲۴۵

۲۵- وسائل الشیعہ، ج ۱۱، ص ۴۲۰

۲۶- مستدرک الوسائل، ج ۲، ص ۳۶۴

Marfat.com

۲۷-غرر و درر، ج ۲، ص ۴۶۴
۲۸-مستدرك الوسائل، ج ۲، ص ۳۶۴
۲۹- نہج البلاغہ فیض، ص ۳۱۲، خطبہ ۱۰۴
۳۰-وسائل الشیعہ، ج ۱۱، ص ۴۲۰
۳۱-غرر و درر، ج ۴، ص ۶۱۶
۳۲-ایضاً، ج ۶، ص ۴۰۵
۳۳-شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۲۰، ص ۲۷۱
۳۴-غرر و درر، ج ۲، ص ۴۶۳
۳۵-وسائل الشیعہ، ج ۱۱، ص ۵۹۲
۳۶-نہج البلاغہ فیض الاسلام، نامہ ۵۳، ص ۹۹۳
۳۷-میزان الحکمۃ، ج ۱۰، ص ۴۷۳
۳۸-وسائل الشیعہ، ج ۱۱، ص ۴۰۸
۳۹-ایضاً، ج ۱۱، ص ۴۱۳
۴۰-ایضاً
۴۱-نہج البلاغہ فیض الاسلام، نامہ ۳۸، ص ۹۵۱
۴۲-بحار الانوار، ج ۷۷، ص ۲۶۹؛ خصال، ج ۱، ص ۳۲۵
۴۳-غرر و درر، ص ۴۳۳
۴۴-ایضاً، ج ۲، ص ۴۶۷
۴۵-شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۲۰، ص ۲۶۴
۴۶-غرر و درر، ج ۳، ص ۳۳۶
۴۷-ایضاً، ج ۴، ص ۴۹۸
۴۸-ایضاً، ج ۳، ص ۱۶۲
۴۹-ایضاً، ج ۲، ص ۴۳۴
۵۰-ایضاً، ج ۵، ص ۳۳۹
۵۱-ایضاً، ج ۶، ص ۴۱۵

Marfat.com

۵۲-میزان الحکمۃ، ج ا، ص ۵۶

۵۳-ایضاً، ج ا، ص ۵۷

۵۴-ایضاً-

۵۵-ایضاً-

۵۶-ایضاً-

۵۷-ابن ہلال، الثقفی، الغارات، ص ۳۶، ۲۰۶

۵۸-نہج البلاغہ فیض الاسلام، خطبہ ۲۰۷، ص ۶۸۶، ۶۸۷

۵۹-ایضاً، نامہ ۵۳، ص ۹۹۹

۶۰-امام خمینیؒ، صحیفہ نور، انتشارات مدارک فرہنگی انقلاب اسلامی، تہران، ۱۳۶۹ ھ ش، ج ۲۰، ص ۵۳

۶۱-ایضاً، ص ۳۳، ۳۴

۶۲-ایضاً، ج ۱۶، ص ۳۱، ۳۲

❀❀❀

Marfat.com

حکمرانوں کو حضرت علیؑ کی ہدایات☆

محمد علوی مقدم☆☆
ترجمہ: جاوید اقبال قزلباش

نہج البلاغة نہج العلم و العمل فاسلکه یا صاح تبلغ غایة الامل
کم فیه من حکم بالحق محکمة تحیي القلوب و من حکم و من مثل

نہج البلاغہ اس عظیم شخصیت یعنی حضرت علیؑ کی کتاب ہے جو عدل کی واضح صدائے بازگشت اور انسانی حقوق کو قائم کرنے والی تھی، جو حق و حقیقت کو تمام امور پر ترجیح دیتی تھی، جس نے آزادی و انسانیت کا درس پیغمبر خداؐ سے لیا تھا، جو حقیقی اور سچے اسلام کے مکتب کی شاگرد تھی اور معاشرت میں لوگوں پر مہربان اور حق و عدل قائم کرنے میں قاطع اور سنجیدہ روش اختیار کرنے والی تھی۔

حضرت علیؑ بے نواؤں اور بیکسوں سے محبت اور مہربانی سے پیش آتے اور ان کی حالت زار دیکھ کر شدید طور پر دکھی ہوتے۔ یتیم کی آہ و زاری ان کے وجود کے سراپا کو لرزا دیتی اور کسی انسان پر ظلم ہوتا دیکھ کر وہ سخت کوفت اور اذیت محسوس کرتے۔ امام شافعیؒ آپؑ کے بارے میں اپنے عشق و اخلاص بھرے جذبات کا اس طرح اظہار فرماتے ہیں:

لو ان المرتضیٰ ابدی محله لخر الناس طرا سجداً له
و مات الشافعي و ليس يدري علی ربه ام ربه الله

☆ بشکریہ مجلۂ دانشکدہ ادبیات و علوم انسانی دانشگاہ فردوسی مشہد شمارہ ۱۳۰/۱۳۱
☆☆ استاد زبان و ادب فارسی، دانشکدہ ادبیات علوم انسانی، دانشگاہ فردوسی، مشہد۔

Marfat.com

یعنی اگر علی مرتضیٰؑ خود کو جیسے کہ وہ تھے، ویسا ہی ظاہر کرتے تو دنیا کے تمام لوگ انہیں سجدہ کرتے۔ شافعی مرتے مر گیا لیکن یہ نہ جان سکا کہ علیؑ اس کا رب ہے یا اللہ! وہ بزرگان عالم کے بزرگ اور زمانہ میں یکتا اور اپنی مثال آپ تھے۔(۱) تمام انسانی فضائل سے آراستہ، خود بھی آزاد مرد تھے، دوسروں کے لیے بھی آزادی کو پسند کرتے تھے اور ہوا و ہوس سے بھی بالکل آزاد تھے۔

شیر حقم نیستم شیر ہوی

فعل من بر دین من باشد گوا

اور نہج البلاغہ سید شریف رضی (م ۴۰۴ھ) کے بقول "و رایت کلامہ علیہ السلام : "یدور علی اقطاب ثلاثہ: اولھا الخطب والاوامر و ثانیھا الکتب و الرسائل و ثالثھا الحکم و المواعظ" یعنی میں نے دیکھا کہ امامؑ کے اقوال مبارک کے محور تین نفیس موضوعات ہیں: خطبے اور احکام، مختلف افراد کو لکھے گئے خطوط، اور نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے حکمت اور نصیحت۔ لیکن وہ چیز جو حضرت علیؑ کے کلام اور نہج البلاغہ کو دوسرے فصیح و بلیغ کلاموں سے جدا اور منفرد کرتی ہے، وہ ان کی حالات و واقعات سے ہماہنگی ہی نہیں ہے، بلکہ ان کی قدر و قیمت اور رفعت و بلندی اس میں ہے کہ وہ حکمت کا ایسا مجموعہ ہیں جو کلام اللہ اور کلام پیغمبرؐ کے بعد تمام کلاموں سے زیادہ توجہ کا مرکز رہے ہیں اور ان پر بے شمار تعلیقات اور شرحیں لکھی گئی ہیں اور علم و ادب کی نابغہ اور بلند ترین شخصیات نے ان کی تعریف و ستائش کی ہے اور عظمت کا لوہا مانا ہے۔ علیؑ خود بھی بلند و بالا شخصیت ہیں۔ وہ پاک دامن و متقی تھے کبھی کوشش اور جدوجہد کرنے سے نہ رکتے تھے۔ وہ ایسے نہ تھے کہ غلط کاموں کو دیکھ کر بے اعتنائی کرتے۔ وہ ہمیشہ عدل و انصاف قائم کرنے کے لیے

Marfat.com

کوشاں رہتے۔

ان کی شخصیت عظمتوں کی ایک ایسی چوٹی تھی جو انسانوں کی دنیا میں کسی سر بفلک پہاڑ کی چوٹی کی طرح مستحکم اور مضبوط ہو۔

وہ تمام انسانی فضائل وکمالات سے آراستہ تھے۔ وہ بیک وقت جانباز و سرفروش، متواضع وحلیم، مہربان وحساس، ضعیف پرور وانصاف پسند تھے، اور آزاد وحریت پسند واقع ہوئے تھے۔ وہ ایسی شخصیت ہیں جسے ایک لامتناہی اور بیکراں سمندر سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ عدل وانصاف اور حق گوئی کی خوبیاں آپ کے نام کی مترادف بن گئی تھیں۔ گوناں گوں مسائل مثلاً جنگ وامن، فوج کی اسلحوں سے آراستگی، لشکر کے موارل کو بلند کرنے، موعظہ اور نصیحت، توحید واخلاق، نسق و نظم حکومت، عمال اور گورنروں کے لیے دستور العمل کے سلسلے میں آپ کے کلام کی گیرائی وگہرائی سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

آپؑ نے کبھی کسی شخص کو اس بات کی اجازت نہ دی کہ وہ عوامی دولت اور مسلمانوں کے بیت المال سے ناجائز استفادہ کرے۔ آپؑ ملت کے حقوق پر غاصبانہ قبضہ کرنے والوں کی ہمیشہ مذمت کرتے۔ آپؑ ہرگز کسی کو دل آزردہ اور پریشان نہ دیکھ سکتے تھے۔ آپؑ نے فرماں روائی وحکومت اس لیے قبول کر لی تھی کہ حق کو قائم کریں اور باطل کو دور کردیں۔ یہ بات خود تمام حکمرانوں اور ارباب بست وگشاد کے لیے نصیحت سے کم نہیں۔ آپؑ کے نزدیک حکمرانی اور حکومت ایک پیوند لگے جوتے سے بھی کم اہمیت شے تھی مگر یہ کہ حکمران کسی حق کو زندہ کر سکے، عدل کو بپا کرے یا باطل امور کا قلع وقمع کر سکے۔(۲) آپ کا ارشاد ہے:

واللّٰہ لان ابیت علیٰ حسك السعدان مسھدا و اجر فی الاغلال مصفداً احب الی من ان القی الله و رسوله یوم القیامة ظالما لبعض العباد و غاصباً لشیءٍ من الحطام و کیف اظلم احداً لنفسٍ یسرع الی البلی قفولھا و

Marfat.com

يطول في الثرىٰ حلولها۔ (۳)

یعنی خدا کی قسم مجھے یہ تو پسند ہے کہ جان فرسا جنگلی کانٹوں کا بستر میرا بچھونا ہو اور میں اس پر ساری رات جاگتے گذاروں، اور میں اس بات پر تو راضی ہوں کہ مجھے لوہے کی سخت زنجیروں میں جکڑ دیا جائے لیکن میں اس بات پر راضی نہیں ہوں کہ میرے کردار سے کسی کا دل دکھے یا کوئی طبیعت پریشان ہو جائے۔ اس کے بعد فرمایا: میں قیامت کے دن کس طرح خدا اور اس کے رسول سے ملاقات کر سکتا ہوں جبکہ میں نے کسی انسان پر ستم کیا ہو اور معمولی سا بھی مال غصب کر کے اسے ناجائز طور پر استعمال کر لیا ہو!

ایک جگہ آپؑ مغرور انسانوں سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

اے انسان! انسانی خواہشات اور ایسے جسم کی خاطر جو پرانا ہو کر بوسیدہ ہو جائے گا دوسروں پر ظلم کرتے ہو۔ اے ستمگر انسان! اپنی نوع کے فرد پر کس طرح ظلم کرتے ہو جبکہ تمہارا مٹی کے نیچے رہنا انتہائی لمبی مدت کا ہوگا۔

امام علیؑ تو وہ ہیں کہ جب ان کے ناتوان اور نابینا بھائی عقیل ان کے پاس آ کر درخواست کرتے ہیں کہ بیت المال سے مقرر کیے گئے روزینے کی مقدار میں ایک صاع یعنی تقریباً تین کیلو گندم کا اضافہ کر دیا جائے تو آپؑ راضی نہیں ہوتے کہ اپنے دین کو دنیا کے بدلے بیچ کر اپنے مستحق بھائی کی رفاہ اور آسائش کے لیے خیانت کریں۔ نہج البلاغہ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں:

والله لقد رايت عقيلا و قد املق حتى استما حنى من بر كم صاعا و رايت صبيانه شعث الشعور، غبر الالو ان من فقرهم ... و كرر على القول مرددا، فاصغيت اليه سمعى فظن انى ابيعه دينى و اتبع قياده مفارقاً طريقتى، فاحميت له حديدة، ثم ادنيتها من جسمه ليعتبربها. (۴)

حضرت علیؑ اس کے بعد اپنے بھائی کی بات کو سنتے ہیں اور عقیل بھی اپنی درخواست

Marfat.com

زیادہ تاکید اور تکرار کے ساتھ پیش کرتے ہیں، اور یہ تصور کر لیتے ہیں کہ حضرت علیؑ آمادہ ہو گئے ہیں کہ اپنا دین ان کی دنیا کے بدلے بیچ کر بھائی کے آرام و آسائش کی خاطر بیت المال میں خیانت کریں، لیکن امام علیؑ لوہے کا ایک ٹکڑا گرم کر کے عقیل کے بدن کے نزدیک لے گئے تا کہ اسے عبرت دلا سکیں۔

اس مقالے میں ہم نہج البلاغہ میں منقول حضرت علیؑ کے تھوڑے سے فرامین پر غور کریں گے۔☆ یہ وہ کتاب ہے جو انسان کے عقل و شعور کو روشن اور روح کو کو پاک کر کے اسے مکارم اخلاق سکھاتی ہے، جو انسان کے لیے دنیوی اور اخروی سعادتوں کی ضامن ہے، جو اسلامی سیاست کے فرائض، واجبات اور اصولوں پر بحث کرتی ہے، جس کے احکام پر اگر حکمران اور والیان امور عمل کریں تو انسانی معاشرہ ترقی و تکامل کے ارتقائی مراحل طے کر لے گا۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں حضرت علیؑ کی طرف سے مالک اشتر کو لکھے گئے احکام اور دستورالعمل سب حکمرانوں کے لیے راہنما ہو سکتا ہے۔ اس میں آپ نے ایک مسلمان حکمران کے لیے تمام ضروری امور کا تعین کر دیا ہے۔ اس میں آپ نے اقتصادی اور مالی مسائل کے سلسلے میں حاکم کے لیے پروگرام اور آئین نامہ صادر کیا ہے، سپاہیوں اور مسلح افواج کے لیے پروگرام دیا ہے، ملک میں لوگوں کے معاشرتی اور انفرادی حقوق کے متعلق گفتگو کی ہے، آبادکاری اور شہری ترقی کے لیے احکامات صادر کیے ہیں، اور حکمران کے لوگوں کے ساتھ سلوک اور طرزِ عمل کی بابت ایک واضح لائحہ عمل کی نشاندہی کی ہے۔ اس سلسلے میں آپ نے کیا خوبصورت بات کہی ہے کہ "اے حکمران! تمہیں چاہیے کہ اپنے نفس کے ہوی و ہوس کے دیو کو زنجیروں میں جکڑ دو اور اپنی نفسانی و جسمانی خواہشات پر غلبہ پا لو اور جو کچھ اس نفس کے لیے حلال نہیں اسے لینے میں بخل کرو کیوں کہ نفس کے سلسلے میں بخل عدل و انصاف ہے۔" آپ کے اصل الفاظ یہ ہیں:

☆ اس کتاب میں ۲۴۲ تا ۲۴۳ خطبے اور ۷۸ یا ۷۹ خطوط اور ۵۰۰ مختصر اقوال ہیں۔

Marfat.com

فاملك هواك و شح بنفسك عما لايحل لك، فان الشح بالنفس الانصاف منهافی ما احبت او کرهت...(۵)

آپ نے مصر کے گورنر کو پرہیزگاری اور تقویٰ اختیار کرنے اور کتاب الٰہی کے احکام اور سنت رسولؐ پر عمل کرنے کی ہدایت کی اور لکھا کہ لوگوں اور رعیت پر رحمت بھری آنکھ اور محبت و رحمت بھرے دل سے نگاہ کر، ایسا نہ ہو کہ گڈریے کے روپ میں خون خوار بھیڑیے بن جاؤ اور ان کا خون پینے لگو۔ واشعر قلبك الرحمة للرعية، و المحبة لهم، و اللطف بهم، و لا تکونن علیهم سبعاً ضاریاً تغتنم اکلهم.(۶)

آپؑ حکمرانوں کو ایک نہایت قابل قدر حکم یوں دیتے ہیں کہ ہرگز یہ نہ کہہ کہ میں مامور کیا گیا ہوں اور معذور ہوں، اور ہرگز یہ نہ کہہ کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں احکام کو اندھا دھند نافذ کروں اور سب کو بھی میرے احکامات کی اندھا دھند اطاعت کرنا ہو گی۔ ولا تقولن انی مؤمر آمر فاطاع۔ (۷)

آپؑ نے گویا اپنے اس قابل قدر فرمان کے ذریعے معروف کہاوت ''المامور معذور'' (مامور معذور ہے) کو حرف غلط قرار دے دیا کیونکہ حکومت کا ماٹو احکام خداوندی کی تعمیل کے سوا کچھ نہیں ہونا چاہیے۔ حکمرانوں کو احکام خداوندی کو عملی جامہ پہنانا چاہیے اور نواہی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اس فرمان کے ایک اور حصے میں حضرت علی حکمرانوں کو ہدایت کرتے ہیں کہ عدل و انصاف ان کے حکومتی پروگرام کا منبع ہونا چاہیے، لوگوں کے ساتھ انصاف پر مبنی طرز عمل اختیار کریں اور نہ صرف یہ کہ حکمران خود لوگوں پر ستم نہ کریں بلکہ اس کی بھی اجازت نہ دیں کہ ان کے رشتہ دار اور دوست ان کے نام سے لوگوں پر ستم روا رکھیں۔

أنصف الله و أنصف الناس من نفسك و من خاصة اهلك و من لك هوی فیه من رعیتك...(۸)

Marfat.com

اے گورنر! ایسا نہ ہو کہ تیری حکومت میں خادم اور خائن یکساں ہو جائیں کیونکہ ایسا ہوا نیکوکار کا نیکی کرنے کا جذبہ ختم ہو جائے گا اور بدکار جری اور دلیر ہو جائے گا۔

ولا یکونن المحسن و المسی عندك بمنزلة سواء، فان فی ذلك تزهیداً لاهل الاحسان فی الاحسان، و تدریباً لاهل الاساءة علی الاساءة ...(۹)

حضرت علیؑ اسی فرمان میں، عدل و انصاف بپا کرنے کو حکمران کے لیے بہترین کام قرار دیتے ہیں چونکہ یہی چیز ہے جو اس کے دل کو نورانی کرتی ہے: و ان افضل قرة عین الولاة استقامة العدل فی البلاد (۱۰)

آپ مالک اشتر کے نام اپنے فرمان میں حکمرانوں کے لیے ضروری امور کو بیان کرتے ہوئے ان سے اعلیٰ اور مثالی کردار کی توقع کرتے ہیں کیونکہ آپ کا منشاء یہ تھا کہ پہلے مرحلے میں لوگ انسان بنیں اور اس کے بعد یہ انسان مسلمان ہوں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

فلیکن احب الذخائر الیك ذخیرة العمل الصالح(۱۱)

حکمرانوں کے لیے حضرت علیؑ کے بیان کیے ہوئے دستور العمل میں ایک خاص جامعیت ہے۔ کیونکہ حکمران کو اول تو تقوی(۱۲) کا حامل ہونا چاہیے، دوسرے یہ کہ کتاب الٰہی اور سنت کی پیروی کرنی چاہیے، تیسرے دل، زبان اور ہاتھ سے خدا کے احکام جاری کرنے میں کوشاں رہنا چاہیے، چوتھے یہ کہ لوگوں کی لغزشوں اور خطاؤں سے درگذر کرنا چاہیے اور کسی وقت اور کسی بھی جگہ مجرموں کو عفو کرنے میں پشیمان نہیں ہونا چاہیے:

فاعطهم من عفوك و صفحك مثل الذی تحب ان یعطیك الله من عفوه و صفحه فانك فوقهم، و والی الامر علیك فوقك و الله فوق من ولاك (۱۳)

اس کے بعد آپؑ حکم دیتے ہیں کہ اے حکمران! مجرموں کے سزا پا جانے سے خوش نہ ہو، حلم اور بردباری کو اپنا طریقہ بنا، اور غضب اور غصے سے پرہیز کر!

Marfat.com

ولا تفدمن علی عفو ،و لا تبجحن بعقوبة ، ولاتسر عن الی بادرة و جدت عنها مندوحة(۱۴)

اے حکمران خدا کی طاقت کے سامنے اپنی طاقت کو ناچیز اور معمولی سمجھ!

فانظر الی عظم ملك الله فوقك و قدرته منك علیٰ مالا تقدر علیه من نفسك(۱۵)

حضرت علیؑ مالک اشتر کو حکم دیتے ہیں کہ بخیل کو مشیر نہ بنا، اور بزدل، حریص اور لالچی سے مشورہ نہ کر، اس لیے کہ اس گروہ سے مشورہ کرنا اس لحاظ سے کہ ان کے اذہان اور خیالات مذموم صفات سے بھرے ہوتے ہیں، امور مملکت میں تمہارے لیے مفید نہ ہوگا۔

ولا تدخلن فی مشورتك بخیلاً یعدل بك عن الفضل و یعدك الفقر، ولا جباناً یضعفك عن الامور والا حریصاً یزین لك الشره بالجور، فان البخل و الجبن و الحرص غرائز شتی یجمعها سوء الظن بالله(۱۶)

اس کے بعد آپ حکم دیتے ہیں کہ گذشتہ دور کے شرپسند اور بدکار افراد کو جو تجھ سے پہلے کے فاسد اور ظالم حکمرانوں کے وزیر رہے ہیں اپنا وزیر قرار نہ دے، کیونکہ وہ ”اعوان الاثمه و اخوان الظلمة“ رہے ہیں اور اب تیرے لیے وہ اچھے مشیر نہیں ہو سکتے۔ تجھے لائق اور صاحب نظر افراد سے استفادہ کرنا چاہیے اور انہی کو اپنا وزیر بنانا چاہیے۔

ان شر وزرائك من كان للاشرار قبلك و زیراً و من شرکهم فی الاثام فلایکونن لك بطانةً فانهم اعوان الاثمة و اخوان الضلمة(۱۷)

اسی حکمنامے میں آگے چل کر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ رعیت سے نیکی کرنے میں کوتاہی نہ کر اور ان پر احسان کر اور جہاں تک ہو سکے ان کی زندگی کے خرچ کو کم کر۔

واعلم انه لیس شیء بادعی الی حسن ظن وال [راع] برعیته من احسانه

Marfat.com

الیهم و تخفیفه المؤونات علیهم... (۱۸)

سلطنت کے نظم ونسق کو چلانے میں آگاہ وبصیر دانشوروں اور خیر خواہ عقلمندوں سے مشورہ کر۔

و اکثر مدارسة العلماء و منافثة (=مناقشة) الحکماء فی تثبیت ماصلح علیه امر بلادك و اقامة ما استقام به الناس من قبلك (۱۹)

امامؑ نے اس فرمان میں مختلف طبقات کی بات کرتے ہوئے ہر ایک کی خصوصیات کا ذکر کیا ہے اور ان میں سے ہر ایک کے لیے حکومتی فرائض کا تعین کیا ہے۔

و اعلم ان الرعیة طبقات لایصلح بعضها الا ببعض و لا غنی ببعضهما عن بعض (۲۰)

ان میں درج ذیل طبقات شامل ہیں:

۱- فوج اور سپاہ جو خدا کے لیے میدان کارزار کو جاتے ہیں اور اسلامی ملک کی سرحدات دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ فالجنود باذن الله حصون الرعیة و زین الولاة عز الدین و سبل الامن و لیس تقوم الرعیة الا بهم (۲۱)

۲- دبیر جو حکومت کے لیے ضروری ہیں اور لوگوں کے امور کو ترتیب و تنظیم دینا ان کی ذمہ داری ہے۔

۳- عادل جج اور قاضی اور منتظم جو لوگوں کے درمیان جھگڑوں کا فیصلہ کر سکیں۔

۴- عدالتی عمال اور انتظامیہ، بلدیہ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مامورین۔

۵- لوگوں کا ایک طبقہ جزیہ اور خراج دینے والوں کا بھی ہے۔

۶- تاجر، کاسب اور صنعتکار جو دوسروں کو زندگی کے وسائل بہم پہنچاتے ہیں، اور ملکی اقتصادیات کی نبض بھی ان ہی کے ہاتھ میں ہوتی ہے بقول امام علیؑ: ولا قوام لهم جمیعاً الا بالتجار و ذوی الصناعات فی ما یجتمعون علیه من مرافقهم و یقیمون من اسواقهم (۲۲)

Marfat.com

۷۔ ایک اور طبقہ جس کے بارے میں امام علیؑ نہایت سفارش کرتے ہیں وہ محرومین، بے نواؤں اور فقراء ہیں جو دوسروں کے آگے ضرورت کے لیے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔ ان کے پاس نہ تو سرمایہ ہوتا ہے اور نہ وہ کوئی کام ہی انجام دے سکتے۔ اصطلاحاً یہ لوگ اہل المسکنۃ ہیں اور وہ اپنی بنیادی ضرورتوں کے لیے دوسروں کے دست نگر ہوتے ہیں۔

ثم الطبقة السفلی من اهل الحاجة و المسکنة الذین یحق رفدهم و معونتهم(۲۳)

امامؑ اپنے اسی فرمان میں ہر طبقے کے لیے ڈیوٹی کا تعین فرماتے ہیں اور ہر ایک کے انتخاب کے لیے ایک دستور العمل دیتے ہیں مثلاً قاضیوں کے انتخاب کے لیے نہایت مفید دستور العمل دیتے ہوئے مالک اشتر کو لکھتے ہیں کہ اے حکمران! لوگوں کے درمیان قضاوت اور فیصلوں کے لیے ایسے افراد کا انتخاب کر جو درج ذیل صفات کے حامل ہوں:

۱۔ مسائل کے حل کرنے میں عاجز نہ ہوں اور ان کے لیے مختلف امور کی انجام دہی دشوار نہ ہو

۲۔ جھگڑالو لوگ ان کو ضد پر مائل نہ کر سکیں۔

۳۔ اگر عدالتی کاموں میں ان سے کوئی لغزش ہو جائے تو جیسے ہی انہیں معلوم ہو جائے کہ وہ لغزش کے مرتکب ہوئے ہیں تو وہ اپنی غلط روش سے منصرف ہو جائیں۔

۴۔ معاملہ سمجھ جانے کے بعد حق کی طرف پلٹ جانا ان کے لیے دشوار نہ ہو۔

۵۔ عدل کرتے وقت کافی حد تک تحقیق کریں اور سطحی علم پر اکتفا نہ کریں:

ثم اختر للحکم بین الناس افضل رعیتك فی نفسك ممن لاتضیق به الامور و لاتمحکه الخصوم، ولا یتمادیٰ فی الزلة، و لایحصر من الفیء الی الحق اذا عرفه ولا یکتفی بادنیٰ فهم دون اقصاه،(۲۴)

اس دستور العمل میں ایک دلچسپ نکتہ یہ بھی ہے کہ قاضی کے لیے کفایت بھر تنخواہ معین کی جائے تاکہ اس کی ضروریات خود بخود پوری ہو جائیں اور وہ لوگوں کا محتاج نہ ہو اور یہ کہ

Marfat.com

اجتماعی زندگی میں قاضی کے لیے انتہائی بلند مقام و مرتبہ ملحوظ رکھا جائے۔ و افسح لـه فی البـذل مـا یـزیـل علتـه، و تقل معه حاجته الی الناس، و اعطه من المنزلة لدیك مالا یطمع فیه غیره من خاصتك(۲۵)

آپ اسی عہدنامے کے ساتویں باب میں حکم دیتے ہیں کہ حکمران کو کارکنوں کے کام پر توجہ رکھنی چاہئے اور ان کو آزما کر کسی کام پر لگائے، یہ نہیں کہ صرف پسند آ جانے پر یا اپنی خصوصیت ظاہر کرنے پر انہیں کسی کام پر مامور کر دے۔ اسی طرح ان کا انتخاب محبت کی بنیاد پر نہیں ہونا چاہیے۔ ولا تولهم محاباة و اثرة(۲۶)

اس کے بعد آپؑ فرماتے ہیں کہ تجربہ کار اور عزت دار لوگوں میں سے اپنے کارکنوں کا انتخاب کر، اس لیے کہ اوّل تو وہ اصیل، خاندانی اور آبرومند لوگ ہوتے ہیں اور اپنے لیے نفع اندوزی پر کم آمادہ ہوتے ہیں، دوسرے یہ کہ امور کے انجام پر خوب نظر کرتے ہیں اور ان کی نگاہ زیادہ رسا اور گہری ہوتی ہے اور کاموں کے انجام کو اچھی طرح سمجھتے ہیں: و توخ منهم اهل التجربه و الحیاء من اهل لبیوتات الصالحة(۲۷)

امامؑ کا یہ حکم ہے کہ کارکنوں اور عمال کے کاموں پر نظر رکھ، ان سے باز پرس کر اور ان پر دوست اور وفادار جاسوس اور نگران مقرر کر: ثم تفقد اعمالهم، و ابعث العیون من اهل الصدق و الوفاء علیهم(۲۸)

خراج اور ٹیکسوں کی وصولیابی پر مامور حکام کو آپ جو احکام دیتے ہیں وہ نہایت ہی قابل توجہ ہیں، کیونکہ آپ کے نزدیک حکمران کو خراج اور ٹیکسوں کے حصول کی نسبت زمین کی آبادکاری پر زیادہ توجہ دینی چاہیے اس لیے کہ آباد زمین کے بغیر خراج ہاتھ نہیں آتا۔ وہ حکمران جو کسی زمین کو آباد کیے بنا خراج کا مطالبہ کرتا ہے وہ زمین کو برباد اور خدا کے بندوں کو نیست و نابود کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے:

Marfat.com

ولیکن نظرک فی عمارۃ الارض ابلغ من نظرک فی استجلاب الخراج: لان ذلک لایدرک الا بالعمارۃ و من طلب الخراج بغیر عمارۃ اخرب البلاد و اھلک العباد(۲۹)

اس باب کے آخر میں آپ لوگوں کے فقر و ناداری کو ملکوں کی ویرانی و بربادی کا سبب قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لوگوں کی غریبی و بدحالی بھی حکام کے مال و دولت جمع کرنے اور لوگوں کی محنت شاقہ سے حاصل کردہ پونجی چھین لینے سے واقع ہوتی ہے:

و انما یوء تی خراب الارض من اعواز اھلھا و انما یعوز اھلھا لاشراف انفس الولاۃ علی الجمع و سوء ظنھم بالبقاء، و قلۃ انتفاعھم بالعبر(۳۰)

اس کے بعد آپ مالک اشتر کے نام اپنے آئین نامہ میں منشیوں، کاتبوں اور حکومتی سیکرٹریوں کے بارے میں یوں حکم صادر فرماتے ہیں: فول علیٰ امورک خیرھم(۳۱)

یعنی اپنے کام ان میں سے بہترین کو سپرد کرو۔ و اخصص رسائلک التی تدخل فیھا مکائدک و اسرارک باجمعھم لوجوہ صالح الاخلاق ممن لا تبطرہ الکرامۃ(۳۲)

یعنی اپنے پوشیدہ خطوط اور اپنی تدابیر و اسرار کی حامل اشیاء کو ان افراد کے حوالے کر جو کہ اول: سب سے زیادہ عمدہ اخلاق کے مالک اور نیک ہوں، دوم: اہم مقام کا حامل ہونا انہیں سرکش نہ بنا دے، اور سوئم اس کی غفلت اور سستی اس بات کا سبب نہ بنے کہ تیرے عمال کے خطوط تجھ تک نہ پہنچ پائیں اور نتیجہ کے طور پر تیری طرف سے جواب صادر نہ ہوں۔

حضرت علیؑ اس آئین نامے کے نویں باب میں حکام کو یہ ہدایت کرتے ہیں کہ تاجروں اور صنعتکاروں سے اچھا سلوک کریں کیونکہ وہ ملک کے لیے فراوان نفع کا سبب اور اپنے ہم وطنوں کے لیے آرام و آسائش کے وسائل مہیا کرتے ہیں: ثم استوص بالتجار و ذوی الصناعات اوص بھم خیراً(۳۳)

Marfat.com

لیکن ساتھ ہی آپ حکام کو انتباہ کرتے ہیں کہ آگاہ رہو اور جان لو کہ ان میں سے بعض عظیم نفع اندوزی اور ذخیرہ اندوزی کے ذریعے مال جمع کرنا چاہتے ہیں۔

و اعلم – مع ذلك – ان فی کثیر منهم ضیقاً فاحشاً، و شحا قبیحاً و احتکاراً للمنافع و تحکماً فی البیاعات و ذلك باب مضرةٍ للعامة و عیبٍ علی الولاة فامنع من الاحتکار، فان رسول الله – صلی الله علیه و آله – منع منه، و لیکن البیع بیعا سمحاً: بموازین عدلٍ و اسعارٍ لاتجحف بالفریقین من البائع و المبتاع فمن قارف حکرة بعد نهیك ایاه فنکل به و عاقبه فی غیر اسراف(۳۴)

اس آئین نامہ میں آپؑ تاجروں کو ذخیرہ اندوزی سے منع کرتے ہیں کیونکہ یہ کام عام لوگوں کے لیے مضرت رساں ہے، اور حکام میں اگر یہ طاقت نہ ہو کہ وہ تاجروں کو ذخیرہ اندوزی سے روک سکیں تو یہ ان کے لیے ننگ اور عار ہے، اور اس کی بنیاد یہ ہے کہ رسول خداؐ نے بھی ذخیرہ اندوزی سے منع فرمایا ہے۔ امام علیؑ حکم دیتے ہیں کہ ہر مال کی فروخت عدل کے میزان اور عادلانہ قیمت پر ہو، تاکہ معاملے میں فروخت کنندہ اور مشتری کسی کو بھی نقصان نہ ہو۔

اس کے بعد آپؑ حکام کو حکم دیتے ہیں کہ جو کوئی ذخیرہ اندوزی کا مرتکب ہو اور اس ذریعے سے زیادہ منافع حاصل کرنا چاہتا ہو اسے سزا دینی چاہیے۔ آئین نامے کے دسویں باب میں امام علیؑ حکمرانوں کو ہدایت فرماتے ہیں کہ حکومت کو چاہیے کہ وہ پسماندہ، غریب، نادار اور مفلوک الحال طبقات کے لیے خاص پروگرام بنائے اور بیت المال سے ان کے لیے حصہ مقرر کرے: واجعل لهم قسماً من بیت مالك(۳۵)

اور تاکید کرتے ہیں کہ: ولا شغلنك عنهم بطر...(۳۶) یعنی اے حکمران! جاہ و منصب کا نشہ

Marfat.com

تجھے ان کی طرف توجہ کرنے سے غافل نہ کردے۔

فانك لا تعذر بتضيعك (= بتضييع) التافه لا حكامك الكثير المهم فلا تشخص همك عنهم و لا تصعر خدك لهم... (۳۷)

یعنی اے حکمران اس سلسلے میں اہم کاموں کی کثرت تیرے لیے عذر نہیں بن سکتی۔ نادار لوگوں سے روگردانی کر اور نہ ان کے لیے اپنی جبین کو شکن آلود کر: فان هولاء من بين الرعية احوج الى الانصاف من غيرهم (۳۸)

اسی آئین نامے کے گیارہویں باب میں آپ حکم دیتے ہیں کہ مراجعین اور ملاقاتیوں کے لیے ایک وقت معین ہونا چاہیے اور حکمران کو ذاتی طور پر ان کے کاموں کی طرف توجہ دینی چاہیے اور ان کے ساتھ تواضع اور انکساری سے پیش آنا چاہیے۔

واجعل لذوى الحاجات منك قسماً تفرغ لهم فيه شخصك ... فتتواضع فيه لله الذى خلقك... (۳۹)

ایک اور دلچسپ بات یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے اس سلسلے میں حکمرانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ ملاقاتیوں سے ملاقات کے دوران مخصوص گارڈ اور شخصی محافظین کو دور ہٹا دیں تاکہ وہ زبان کی لڑکھڑاہٹ کے بغیر دل کی بات کہہ سکیں: وتقعد عنهم جندك و اعوانك من أحراسك و شرطك حتى يكلمك متكلمهم غير متتعتع (۴۰)

آپؑ حکمرانوں کو حکم دیتے ہیں کہ وہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑیں اس لیے کہ ہر روز کے لیے ایک کام ہے جو اسی دن سے مربوط ہوتا ہے: وامض لكل يوم عمله فان لكل يوم ما فيه (۴۱)

پھر آئین نامہ کے بارہویں باب میں آپ فرماتے ہیں کہ حکمران کو طویل عرصے تک خود کو لوگوں کی نظروں سے اوجھل نہیں رکھنا چاہیے اور نہ ہی بعض امور کو لوگوں کی نگاہ سے مخفی رکھ کر

Marfat.com

انہیں (قومی) امور کے دھارے سے خارج کرنا مناسب ہوگا۔ اس لیے کہ اگر پردہ پوشی کی گئی تو حقائق کا ادراک مشکل ہو جائے گا: فلا تطولن احتجابك عن رعيتك، فان احتجاب الولاة عن الرعية شعبة من الضيق، و قلة علم بالامور (۴۲)

حضرت علیؑ حکمران کو بھی ایک ایسا فرد بشر سمجھتے ہیں جو ممکن ہے دھوکہ کھا جائے اور حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھ بیٹھے، غرضیکہ اگر لوگ اس سے کوئی بات چھپائیں گے تو وہ اسے نہیں جان پائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حکمران کو لوگوں سے رابطہ رکھنا چاہیے تاکہ ان کی زندگی کی تفصیل اس کے سامنے ہو: و انما الوالی بشر لايعرف ما توارى عنه الناس به من الامور (۴۳)

آپؑ اسی آئین نامے کے تیرھویں باب میں حکم دیتے ہیں کہ حکمران کو اس بات کی اجازت نہیں دینی چاہیے کہ اس کے رشتہ دار اور حمایتی حکومتی امور میں دخل اندازی کریں اور حاکم سے بے جا توقعات قائم کرلیں۔ چنانچہ آپ حکم دیتے ہیں کہ وہ ان کے ظلم وستم کی جڑیں اکھاڑ دے: ثم ان للوالی خاصة و بطانة فيهم استئثار و تطاول و قلة انصاف فی معاملة فاحسم مادة اولئك بقطع اسباب تلك الاحوال... (۴۴)

اور آپؑ نے حکمرانوں کو یہ تلقین کر کے کیا ہی قابل قدر کارنامہ انجام دیا ہے کہ اے حکمران! اپنے اور غیر کے لیے لازمی طور پر حق کی رعایت کر: و الزم الحق من لزمه من القريب و البعيد (۴۵)

زیرِ نظر آئین نامہ کے چودھویں حصے میں آپ جنگ اور امن کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے دشمن سے صلح قائم کرنے کے متعلق فرماتے ہیں کہ اے حکمران صلح کے سلسلے میں کوئی ایسا معاہدہ نہ کر جس کی عبارتیں غیر واضح اور مبہم ہوں اور اس میں خلل اور نقصان داخل ہو جائے: ولا تعقد عقداً تجوز فيه العلل... (۴۶)

اسی آئین نامے کے پندرھویں باب میں آپ حکمرانوں کو ہدایت کرتے ہیں کہ

Marfat.com

ناحق خون بہانے سے سخت ڈرو اور اجتناب کرو: وایاک و الدماء و سفکھا بغیر حلھا... (۴۷) اس لیے کہ خدا کے نزدیک ناحق خون بہانے سے بڑا کوئی ظلم نہیں ہے۔ اے حکمران ایسا نہ ہو کہ حکومت کی عظمت و شوکت تجھے بے گناہوں کا خون بہانے پر اور کسی بے گناہ کی جان لینے میں ملوث کر دے: فلاتقوین سلطانك بسفك دم حرام (۴۸)

حکمرانوں کے شخصی اخلاق کے متعلق نہج البلاغہ جو دستور العمل فراہم کرتی ہے وہ کس قدر قیمتی ہے:

و ایاك و الاعجاب بنفسك و الثقة بما یعجبك منھا و حب الاطراء فان ذلك من اوثق فرص الشیطان فی نفسه لیمحق ما یکون من احسان المحسنین.. (۴۹)

یعنی اے حکمران یہ نہ ہو کہ تم خود پر فخر کرو اور تعریف و چاپلوسی کو پسند کرنے لگو۔ اس لیے کہ شیطان کے لیے تجھے فریب دینے اور تیرے نیک کاموں کو برباد کرنے کا بہترین موقع یہی ہے کہ تو تکبر اور نخوت کا لباس پہن کر اپنے آپ سے راضی ہو جائے۔

اس کے بعد آپ فرماتے ہیں:

و ایاك و المن علیٰ رعیتك باحسانك... (۵۰) مبادا تم ملت پر فخر جتاؤ اور احسان کرو کیونکہ:

فان المن یبطل الاحسان... (۵۱) احسان جتانا، احسان کو باطل کر دیتا ہے۔

نہج البلاغہ حکمرانوں کو وعدہ خلافی کرنے سے بھی ڈراتی ہے کیونکہ خدا اس شخص کو جو وعدہ خلافی کرے سخت دشمن رکھتا ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے:

کبر مقتاً عندالله ان تقولوا ما لا تفعلون (سورہ صف ۳) یعنی کوئی بات کہنا اور نہ کرنا خدا کو سخت غضب ناک کر دیتا ہے۔

نہج البلاغہ حکمرانوں کو تلقین کرتی ہے کہ:

Marfat.com

و ایاك و العجلة بالامور قبل اوانها (۵۲)

حکمران کو جلد بازی سے بچنا چاہیے اور بے وقت کاموں میں جلدی نہیں کرنا چاہیے۔

نہج البلاغہ حکمرانوں کو یہ ہدایت بھی کرتی ہے کہ:

و الواجب علیك ان تتذکر مامضی لمن تقدمك من حکومة عادلة او سنةٍ فاضلةٍ او اثرٍ عن نبینا (ص) او فریضةٍ فی کتاب الله... (۵۳)

یعنی اے حکمران! تم پر لازم ہے کہ اپنے سے پہلے کی عدل پرور حکومتوں کی پیروی کرے اور ماضی کے صالحین اور ان لوگوں کی، جنہوں نے دنیا میں عدل و انصاف کا چلن عام کر کے اسے آباد کیا، اور خاص طور پر پیغمبر خداؐ کی سنت فاضلہ کی پیروی کر اور کتاب اللہ میں جو چیز واجب کی گئی ہے اسے ہمیشہ مدنظر رکھ اور اپنا نصب العین قرار دے۔

منابع

۱- مادی مکتب فکر کے راہنماؤں میں سے ایک، شبلی شمیل کے حضرت علیؑ کے بارے میں قول: "الامام علی بن ابی طالب عظیم العظما نسخه مفرده لم یرهاالشرق و لا الغرب صورة طبق الاصل لا قدیما و لا حدیثا" کا ترجمہ

۲- شرح نہج البلاغہ، حاج سید علی نقی فیض الاسلام، خطبہ ۳۳، ص ۱۰۲

۳- ایضاً ص ۷۰۴

۴- ایضاً، ص ۷۰۴

۵- شرح نہج البلاغہ، عز الدین ابی حامد عبدالحمید معروف بہ ابن ابی الحدید، بیروت، جلد چہارم، ص ۱۲۰

۶- ایضاً

۷- ایضاً

۸- ایضاً ص ۱۲۱

۹- ایضاً ص ۱۲۵

Marfat.com

۱۰- ایضاً ص ۱۲۸

۱۱- ایضاً، ص ۱۲۰

۱۲- قرآن کریم میں جتنا ایمان اور عمل صالح کا ذکر ہوا ہے اسی قدر تقویٰ کی بھی بات کی گئی ہے۔ تقویٰ ان کلمات میں سے ہے جن کا زیادہ استعمال ہوا ہے۔ نہج البلاغہ میں بھی امام علیؑ سے ایک خطبہ ''متقین'' کے عنوان سے منقول ہوا ہے۔ تقویٰ کے معنی کسی چیز سے حفاظت اور نگہداری، ترک اور پرہیز ہے۔

۱۳- منہاج البراعۃ فی شرح نہج البلاغہ، حاج میرزا حبیب اللہ ہاشمی خوئی، مکتبۃ الاسلامیہ، طہران، ج ۲۰، ص ۱۷۹

۱۴- ایضاً

۱۵- ایضاً

۱۶- ایضاً، ج ۲۰، ص ۱۸۱

۱۷- ایضاً، ج ۲۰، ص ۱۸۱، ۱۸۲

۱۸- ایضاً، ج ۲۰، ص ۱۸۲

۱۹- ایضاً، ص ۱۸۳

۲۰- ایضاً، ص ۱۹۳

۲۱- ایضاً، ص ۱۹۴

۲۲- ایضاً، ص ۱۹۴

۲۳- ایضاً، ص ۱۹۴

۲۴- ایضاً، ص ۲۳۱

۲۵- ایضاً

۲۶- ایضاً، ص ۲۴۲

۲۷- ایضاً

۲۸- ایضاً، ص ۲۴۲، ۲۴۳

۲۹- ایضاً، ص ۲۴۳

۳۰- ایضاً، ص ۲۴۴

۳۱- ایضاً، ص ۲۵۴

Marfat.com

۳۲- ایضاً

۳۳- ایضاً، ص ۲۶۲

۳۴- ایضاً، ص ۲۶۳

۳۵- ایضاً، ص ۲۷۵

۳۶- ایضاً

۳۷- ایضاً، ص ۲۷۵، ص ۲۷۶

۳۸- ایضاً، ص ۲۷۶

۳۹- ایضاً، ص ۲۷۹

۴۰- ایضاً

۴۱- ایضاً، ص ۲۸۰

۴۲- ایضاً، ۲۸۶

۴۳- ایضاً،

۴۴- ایضاً، ص ۲۸۹، ۲۹۰

۴۵- ایضاً، ص ۲۹۰

۴۶- ایضاً، ص ۲۸۶

۴۷- ایضاً، ص ۳۰۶

۴۸- ایضاً

۴۹- ایضاً، ص ۳۰۷

۵۰- ایضاً

۵۱- ایضاً

۵۲- ایضاً

۵۳- ایضاً، ص ۳۰۸

Marfat.com

حضرت امیر المومنین ابوالحسن سیدنا علیؓ کے علمی کارنامے

راجه نور محمد نظامی☆

رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے۔(۱) ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسولؐ نے فرمایا، میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں۔ پس جو علم چاہے دروازہ پر حاضر ہو۔(۲) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہؐ کو بیان کرتے سنا، آپؐ فرمارہے تھے میں مدینۃ العلم اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں۔ لہذا جو علم کا ارادہ کرے وہ دروازہ پر آئے۔(۳) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دامن نبوت میں تعلیم و تربیت اور پرورش پائی تھی۔ بچپن سے لے کر جوانی اور وفات تک آپ کے ساتھ رہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں روزانہ صبح معمولاً رسول اللہؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا تھا۔(۴) اور تقرب کا یہ درجہ میرے سوا کسی اور کو حاصل نہ تھا۔(۵) ایک اور روایت سے پتہ چلتا ہے رات دن میں آپ کو دو بار اس قسم کا موقع ملتا تھا۔(۶) ان خصوصیات کے ساتھ آپؓ کو تحصیل علم و کسب کمال کا فطری ذوق تھا۔ اس لیے مکتب نبوت سے جو فیض آپؓ کو پہنچا وہ کسی دوسرے صحابی کے حصہ میں نہ آیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ علم کے دس حصوں میں سے اللہ تعالیٰ نے علیؓ کو نو حصے عطا فرمائے

☆ بھوئی گاڑ، تحصیل حسن ابدال، ضلع اٹک۔

Marfat.com

تھے اور دسویں میں بھی آپ شریک تھے۔(۷) حضرت سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ؐ کے اصحاب کرام میں سوائے حضرت علیؑ کے اور کوئی یہ کہنے والا نہیں تھا کے جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لو۔(۸) ابن سعد ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب بھی ہم نے علیؑ سے کسی مسئلہ کو دریافت کیا ہمیشہ درست جواب ان سے پایا۔(۹) آپؑ علوم قرآن، علم الحدیث، علم الفقہ، علم السنّت، علم الفتاویٰ، علم النحو، علم الفرائض، علم الادب، علم الکتابت، علم الخطابت، علم الشعر، علم التصوف، علم القضایا، علم الطب وغیرہ جملہ علوم کے دریا تھے اور آپؑ کی جلالت علمی پر سب کا اتفاق ہے۔

علوم قرآن

اسلام کے علوم و معارف کا سرچشمہ قرآن حکیم ہے۔آپؑ کے تقرب و اختصاص کی بنا پر خود رسول اللہ ؐ آپؑ کو قرآن مجید کی تعلیم دیتے تھے۔(۱۰) رسول اللہ ؐ کی حیات طیبہ میں آپؑ نے نہ صرف پورا قرآن حکیم حفظ کر لیا تھا بلکہ ایک ایک آیت کی شان نزول اور مطالب سے پوری طرح واقف تھے۔ ابن سعد کی روایت کے مطابق آپؑ خود فرماتے تھے کہ قرآن میں کوئی آیت ایسی نہیں ہے جس کے متعلق مجھے علم نہ کہ وہ کس بارے میں، کہاں اور کس کے متعلق نازل ہوئی ۔ (۱۱) حضرت عبداللہ بن عباس روایت کرتے ہیں کہ قرآن مجید سات حروف، سات لغتوں، اور سات قرائتوں میں نازل ہوا ہے اور ہر حرف کے ظاہر و باطن کے معنی مختلف ہیں اور میں بالتحقیق یہ کہتا ہوں کہ علیؑ بن ابی طالب ہر حرف کے ظاہر و باطن سے خوب واقف اور آگاہ تھے۔ (۱۲)

علم تفسیر وہ علم ہے جس میں الفاظ قرآن کی ادائیگی کے طریقے، ان کے مفہوم، ان کے انفرادی اور ترکیبی احکام اور ان معانی سے بحث کی جاتی ہے جو ان الفاظ سے ترکیبی

Marfat.com

حالت میں مراد لیے جاتے ہیں؛ نیز ان معانی کا تکملہ، ناسخ و منسوخ، شان نزول اور مبہم قصوں کی توضیح کی شکل میں بیان کیا جاتا ہے۔(۱۳)

تفسیر قرآن کے معاملے میں آپؓ کا مقام انتہائی بلند ہے۔ بعض مواقع پر آپؓ نے قرآن حکیم کی آیات کی تفسیر بھی لوگوں کے سامنے بیان فرمائی۔ (۱۴) علامہ ابن کثیر، ابن جریر، طبری، سیوطی، ابن ابی حاتم اور دوسرے مفسرین حضرات نے اپنی اپنی کتابوں میں قرآن حکیم کی تفسیر کے بارے میں آپؓ کے اقوال نقل کیے ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں تفسیر قرآن مجید میں آپؓ کا کلام بہت ہے۔(۱۵)

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ ایک رات میں حضرت علیؑ کے ساتھ تھا اور انہوں نے بسم اللہ کے معنی بیان کرنا شروع کیے اور ساری رات ٹھاٹھیں مارتے سمندر کی طرح خطبہ فرماتے رہے اور میری حالت یہ تھی کہ گویا میں کوزہ تھا جو سمندر کی لہروں پر لڑھک رہا تھا اور اس انتظار میں تھا کہ دیکھیے اس علم کے سمندر سے کوزے کو کتنا نصیب ہوتا ہے۔(۱۶) سبعہ قراء میں سے مشہور قاری حمزہ بن حبیب الزیات دو واسطوں سے آپؓ کے شاگرد تھے۔(۱۷)

علم الحدیث

رسول اللہؐ کے اقوال و افعال و تقریر کا نام حدیث ہے۔(۱۸) رسول اللہؐ کی ذات اقدس کے ساتھ گوناں گوں تعلقات کی بنا پر آپؓ کو سماع حدیث کے بھی اکثر مواقع میسر آئے۔ آپؓ نے رسول اللہؐ سے براہ راست احادیث نقل فرمانے کے بعد دوسرے رفقاء اور ہمعصروں سے بھی روایات نقل کی ہیں۔ حفظ حدیث اور روایت حدیث میں آپؓ بے حد

Marfat.com

محتاط تھے۔ آپؓ کے مرویات کے تعداد پانچ سو چھیاسی ہے جن میں سے بیس حدیثیں صحیحین (بخاری ومسلم) میں اور نو حدیثیں صرف بخاری میں ہیں اور دس صرف مسلم میں ہیں۔

آپؓ سے جن صحابہ کرامؓ اور تابعین نے احادیث روایت کی ہیں ان میں سے بعض حضرات کے حالات طبقات ابن سعد جلد پنجم وششم میں شامل ہیں۔ ان میں سے چند حضرات یہ ہیں: حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت براء بن عازب، حضرت ابوسعید الخدری، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت بشر بن شحیم غفاری، حضرت زید بن ارقم، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت صہیب رومی، حضرت عبیداللہ بن رافع، حضرت مسعود بن حکم زرقی، حضرت سیدنا حسنؓ، حضرت سیدنا حسینؓ، حضرت عمر بن علی، حضرت محمد بن الحنیفہ، حضرت عبداللہ بن جعفر طیار وغیرہ۔ ان سب اصحاب نے آپؓ سے استفادہ کیا اور اس چشمہ علم و عرفان سے فیض حاصل کیا۔ آپؓ نے احادیث نبویؐ کا ایک صحیفہ مرتب کیا تھا جس میں دیت اور قیدی کو رہا کرنے کے احکام اور کوئی مسلمان کسی کافر کے عوض نہ مارا جائے کے متعلق احادیث نبویؐ شامل تھیں۔ (۱۹)

علم الفقہ

قرآن حکیم اور حدیث نبوی کے ساتھ سرعت فہم، دقیقہ سنجی اور انتقال ذہنی بھی اگر حاصل ہو جائے تو ایسا شخص فقہ و اجتہاد کا ماہر کہلاتا ہے اور اس کی نگاہ دین و دنیا کے پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل تک با آسانی پہنچ جاتی ہے۔ آپؓ میں یہ سب خوبیاں موجود تھیں۔ آپؓ میں اللہ تعالیٰ نے ایک مستحضرانہ قوت رکھی ہوئی تھی جس کی وجہ سے بڑے بڑے مشکل مسائل

Marfat.com

آپؓ فوراً حل فرما دیا کرتے تھے۔ (۲۰)

امام نووی لکھتے ہیں اکابر صحابہ کا آپؓ سے سوالات کرنا اور مشکل مسائل میں آپؓ کے فتاوی اور اقوال کی طرف رجوع کرنا مشہور واقعات ہیں۔ (۲۱) فقہی مسائل میں آپؓ کی وسعت نظر کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپؓ جو بات نہیں جانتے تھے اس کو رسولؐ سے دریافت کرتے تھے۔ آپؓ نے فقہی احکام کے بارے میں چند احادیث بھی مرتب کی تھیں (۲۲)۔ ابن سعد حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب بھی ہم نے علیؓ سے کسی مسئلہ کو دریافت کیا تو ہمیشہ درست جواب پایا۔ (۲۳)

علم سنت

سنت کے معنی ہیں راستہ، طریقہ یعنی وہ کام جو رسول اللہؐ نے خود بھی کیا اور امت کو بھی کرنے کا حکم فرمایا۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب ان کے سامنے حضرت علیؓ کا ذکر ہوا تو آپؓ نے فرمایا کہ علیؓ سے زیادہ علم سنت کا جاننے والا کوئی اور نہیں ہے۔ (۲۴) عبداللہ بن عباسؓ بن ابی ربیعہ کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ احکام فقہ وسنت میں ماہر تھے۔ (۲۵)

علم فرائض (میراث)

علم میراث میں آپؓ کا شمار مدینہ کے ممتاز علماء میں ہوتا تھا۔ ابن عساکر حضرت عبداللہ بن عباس کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ علم فرائض میں علیؓ بن ابی طالب سے زیادہ علم رکھنے والا کوئی اور نہ تھا۔ (۲۶) حارث اعور کے متعلق حافظ ابن الحجر نے لکھا ہے کہ فرائض کا علم حارث اعور نے حضرت علیؓ سے سیکھا تھا۔ (۲۷)

Marfat.com

علم الفتاویٰ

آپؓ کا شمار اپنے وقت کے اولین مفتیوں میں ہوتا تھا۔ مسائل فتاویٰ و احکام کے متعلق آپؓ سے بہت کچھ منقول ہے۔ امام شافعی کی کتابوں اور مصنف عبدالرزاق و مصنف ابی بکر بن شیبہ میں ان کا بہت بڑا حصہ مذکور ہے۔

علم النحو

عربی زبان کے قواعد یعنی علم نحو کی بنیاد آپؓ ہی نے رکھی۔ ابو جعفر بن رستم طبری سے منقول ہے کہ نحو کا نام نحو اس لیے رکھا گیا کہ جب حضرت علیؑ نے ابوالاسود دولی کو نحو کے کچھ اصول سکھائے تو اس نے حضرت علیؑ سے یہ اجازت مانگی ''انا اصنع نحو ما صنع'' کہ میں اسی نحو (انداز) کے اصول وضع کروں جس نحو (انداز) کے آپؓ نے وضع کیے ہیں۔ پس اسی لفظ نحو بولنے کی بنا پر اس علم کا نام نحو پڑ گیا۔ (۲۸)

ابی الاسود نے اپنے والد سے بیان کیا ہے کہ میں ایک روز حضرت امیر المومنین علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپؓ کو گردن جھکائے کچھ سوچتے ہوئے دیکھا۔ یہ دیکھ کر میں نے کہا اے امیر المومنین آپؓ کیا سوچ رہے ہیں اور کس فکر میں ہیں؟ آپؓ نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ تمہارے شہر میں لغات کے اندر تغیر و تبدل کیا جا رہا ہے۔ اس لیے میں نے ارادہ کیا ہے کہ عربی زبان کے کچھ اصول و قواعد منضبط و مرتب کر دوں تا کہ زبان کی حیثیت برقرار رہے۔ میں نے کہا کہ اگر آپؓ ایسا کریں گے تو ہم پر بڑا احسان ہوگا اور آپؓ کے بعد وہ اصول ہمیشہ قائم و باقی رہیں گے۔ اس واقعہ کے تین دن بعد میں پھر حاضر خدمت ہوا۔ تب آپؓ نے ایک کاغذ نکال کر میرے سامنے رکھ دیا اس میں تسمیہ کے بعد لکھا تھا کہ کلام کی تین قسمیں ہیں: اسم، فعل، حرف؛ اسم وہ ہے جو اپنے مسمی کی نشاندہی کرے۔

Marfat.com

فعل وہ ہے جو اس کی حرکت کو ظاہر کرے اور حرف وہ ہے جو اسم و فعل تو نہ ہو لیکن ظہور معنی میں مدد دے۔ پھر فرمایا تم اپنی معلومات کے ذریعہ اس میں اضافہ کر سکتے ہو۔ اس کے بعد فرمایا۔ اے ابی الاسود! ہر چیز کی تین حالتیں ہوتی ہیں: ظاہری، باطنی (پوشیدہ) اور درمیانی (جو نہ ظاہر ہو نہ پوشیدہ)۔ تیسری حالت پر علماء نے تفصیل سے بہت کچھ لکھا ہے۔ آپؑ سے یہ تفصیل سن کر میں گھر واپس آ گیا اور میں نے حروف کی اقسام سے حروف نصب (ناصبہ) اِنَّ، اَنَّ، لَیتَ، لَعَلَ، کَاَنَّ لکھ کر آپؑ کی خدمت میں پیش کیے۔ ملاحظہ فرما کر آپؑ نے فرمایا کہ تم نے حروف ناصبہ میں "لکنّ" کیوں نہیں لکھا۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے "لکنّ" کو ان میں شمار نہیں کیا۔ ارشاد ہوا کہ اس کا اضافہ کرو۔ لکنّ بھی حروف ناصبہ میں شامل ہے۔ (۲۹)

علم الادب

تاریخ طبری، اخبار الطوال، مروج الذھب، تاریخ یعقوبی اور الکامل فی التاریخ وغیرہ کتب تواریخ میں آپؑ کے بہت سے خطبات محفوظ ہیں جو عربی ادب کے نصاب میں اہم حیثیت رکھتے ہیں۔ آپؑ کے خطوط اور تحریریں ادب و انشاء کا دلکش نمونہ ہیں۔ (۳۰) آپؑ کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ بطور نمونہ درج کیا جاتا ہے۔ جو ادب کا بہترین نمونہ ہے:

مجھے یہ سوچ کر تعجب ہوتا ہے کہ انسان کے جسم میں دل کا حجم کیا ہے اور اس کے دماغ میں حکمت کی مقدار کتنی ہے، اور انسان کے نقائص و فضائل میں توازن کی صورت کیا ہے؟ جب وہ امید کا دامن تھامتا ہے تو اس کا جھکاؤ حرص کی طرف ہو جاتا ہے جو اسے ہلاکت میں ڈال دیتی ہے۔ جب وہ قنوطیت کا شکار ہوتا ہے تو افسوس کرتے کرتے نہیں تھکتا۔ وہ غصے کی حالت میں حد سے گذر جاتا ہے اور جب راضی برضا ہوتا ہے تو تحفظ کا خیال تک چھوڑ دیتا ہے۔ جب خرچ کرنے پر آتا ہے تو ہاتھ

Marfat.com

نہیں روکتا اور آخر نقصان میں رہتا ہے۔ بھوک کی کشمکش اسے کمزور سے کمزور تر کر دیتی ہے، اظہار شجاعت میں اس کی بھوک اور اس کا پیٹ حائل ہو جاتا ہے۔ الغرض تفریط اس کے لیے ہمیشہ نقصان اور افراط فساد انگیز ثابت ہوتی ہے۔ (۳۱)

علم الکتابت

علم الکتابت، لکھنا، گو آپؓ کے زمانہ میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا مگر پھر بھی لکھنے اور پڑھنے کی تعلیم آپؓ نے بچپن میں ہی حاصل کی تھی۔ چنانچہ ظہور اسلام کے وقت جب آپؓ کی عمر کم تھی آپؓ لکھنا اور پڑھنا جانتے تھے۔ صلح حدیبیہ کا عہدنامہ آپؓ ہی نے تحریر کیا تھا۔

علماء سیر و تواریخ نے لکھا ہے کہ آپؓ گاہے گاہے رسول اللہؐ کے لکھنے والوں میں سے تھے اور کاتبان وحی میں آپؓ بھی تھے۔ (۳۲) رسول اللہؐ کی وفات کے بعد آپ نے آیتوں اور سورتوں کی نزولی ترتیب سے کلام اللہ کا ایک نسخہ مرتب کیا تھا۔ (۳۳) اسی طرح آپ نے احادیث کا ایک مجموعہ بھی مرتب کیا تھا (۳۴)

علم الخطابت

خطابت میں آپؓ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ آپؓ کے خطبات فصاحت و بلاغت کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ خطبوں میں فصاحت و بلاغت آپؓ ہی کی ایجاد ہے۔ تاریخ کے اوراق سے پتہ چلتا ہے کہ مختلف مواقع پر آپؓ نے اپنی خطابت سے لوگوں کے پژمردہ دلوں میں زندگی کی لہر دوڑا دی اور قوائے عمل کے اضمحلال کو یکسر دور کر دیا۔ الفاظ کی بندش اور موقع محل پر ان کا استعمال آپؓ کی خاص خصوصیات تھیں۔ آپؓ کے ان خطبات کی تعداد جو لوگوں کو یاد رہ

Marfat.com

گئے ہیں کم سے کم چار سو ہے ان میں اسی سے زیادہ خطبات ایسے ہیں جو آپؓ نے فی البدیہہ ارشاد فرمائے تھے۔ (۳۵)

مسند خلافت پر تشریف فرما ہونے کے بعد مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں آپؓ نے جو پہلا خطبہ دیا اس میں حمد وثنا کے بعد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن حکیم کو ہادی بنا کر نازل کیا اور اس میں خیر وشر کو واضح طور پر بیان فرمایا۔ پس تم لوگ خیر کو اختیار کرو اور شر سے بچو۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سی اشیاء کو حرمت کا درجہ دیا اور اس میں سے سب سے بڑی حرمت ایک مسلمان کی ہے اور توحید اور اخلاص کے ساتھ مسلمانوں کے حقوق کو مضبوطی سے باندھا۔ چنانچہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے تمام مسلمان محفوظ رہیں، مگر یہ کہ احکام شریعت ہی کا تقاضا ہو۔ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کو اذیت دے مگر یہ کہ ایسا کرنا واجب اور ضروری ہو۔ عوام وخواص کے حقوق کی ادائیگی میں عجلت سے کام لو کیونکہ موت سر پر کھڑی ہے۔ پس لوگ آپ کے سامنے ہیں اور پیچھے قیامت ہے جو آگے بڑھ رہی ہے۔ اپنے آپ کو علائق دنیا سے ہلکا پھلکا رکھو تاکہ منزل تک آسانی سے پہنچ سکو۔ آخرت لوگوں کے لیے چشم براہ ہے۔ اے اللہ کے بندو! اللہ کے بندوں اور ان کی سرزمین کے حقوق کی ادائیگی کے سلسلے میں حق تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ تم سے قیامت میں ہر چیز کے بارے میں سوال ہوگا حتی کہ چوپایوں اور زمین کے بارے میں بھی۔ میں تم سے پھر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کی نافرمانی سے بچو۔ جب تم خیر کا کام دیکھو تو اس کو فوراً اختیار کر لو اور جب شر اور معصیت کا کام دیکھو تو اس سے فوراً کنارہ کش ہو جاؤ۔ (۳۶)

علم الشعر

آپؓ شاعری کا بھی نہایت ستھرا اور پاکیزہ مذاق رکھتے تھے۔ آپؓ کے اشعار مختلف کتب میں موجود ہیں۔ جب کہ ایک پورا دیوان بھی موجود ہے۔ امام بخاری لکھتے ہیں معرکہ خیبر میں یہودیوں کے مشہور سردار مرحب کے متکبرانہ رجز کا جواب دیتے ہوئے آپؓ نے یہ

Marfat.com

شعر (ترجمہ) کہے:

میں وہ ہوں جس کا نام میری ماں نے حیدر رکھا، جھاڑی کے شیر کی طرح مہیب اور ڈراؤنا۔
میں دشمنوں کو نہایت سرعت سے قتل کر دیتا ہوں۔ (۳۷)

علامہ سیوطی نے اپنی کتاب میں مختلف حضرات کے حوالے سے آپؓ کے بعض اشعار درج کیے ہیں۔ ان میں حمزہ بن حبیب الزیات کے حوالے سے یہ دو شعر (ترجمہ) بھی ہیں:

اپنا راز سوائے اپنی ذات کے کسی پر ظاہر نہ کر کہ ہر ایک نیک خواہ کے لیے نیک خواہ موجود ہیں اور میں نے بہت سے گمراہ لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ کسی کی کھال کو بھی صحیح نہیں چھوڑتے (عیب جوئی کرتے ہیں)۔ (۳۸)

جنگ نہروان میں ایک خارجی کے اشعار کا جواب دیتے ہوئے آپؓ نے یہ اشعار (ترجمہ) پڑھے:

اے علیؓ کو گمراہ سمجھ کر اس کی شناخت بتانے والے، میں نے تجھے انتہائی جاہل اور شقی پایا ہے۔
اگر تو ان گمراہ لوگوں سے الگ ہو جاتا۔ تو اب بھی میری آغوش تیرے لیے وا ہو سکتی تھی۔ (۳۹)

علم التصوف

تصوف و عرفان کے معارف و حقائق بھی آپؓ نے بہت خوبی سے بیان کیے ہیں۔ یہ مذہب کی جان اور اسرار شریعت کی روح ہیں۔ (۴۰) عرفان کے باب میں آپؓ ایک بحر ناپیدا کنار تھے لیکن خلافت کے زمانے میں لڑائیوں میں مشغول ہونے کی وجہ سے ان کو بیان نہ کر سکے۔ جنید بغدادی کہتے ہیں اصول و بلاء میں ہمارے شیخ الشیوخ علی مرتضیٰ ہیں۔ تصوف و عرفان کے اکثر سلسلے سینۂ مرتضویؓ پر جا کر ختم ہوتے ہیں۔ (۴۱)

Marfat.com

علم القضا

رسول اللہؐ نے قضا کے بارے میں آپؓ کی جو تربیت فرمائی تھی اور فصل مقدمات کے جو اصول بتائے تھے ان اصولوں کی روشنی میں آپؓ نے عظیم الشان اور عجیب وغریب فیصلے صادر فرمائے۔ یمن میں آپؓ کے ایک فیصلے کی تو لسان نبوت نے بھی تصدیق فرمائی۔ جب اہل یمن نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہؐ نے وہاں کے عہدۂ قضا کے لیے آپؓ کو منتخب فرمایا۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ وہاں نئے نئے مقدمات پیش ہوں گے اور مجھے قضا کا تجربہ اور علم نہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو راہ راست اور تمہارے دل کو استقلال بخشے گا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مقدمات کے فیصلے میں کبھی تذبذب نہ ہوا۔ (۴۲) رسول اللہؐ نے آپؓ کے بارے میں فرمایا تھا کہ سب سے بڑے قاضی علی بن ابی طالب ہیں۔ (۴۳) حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت علیؓ ہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے (قاضی) تھے۔ (۴۴) سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس جب کوئی مشکل قضیہ آتا اور حضرت علیؓ موجود نہ ہوتے تو حضرت عمرؓ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگا کرتے تھے (تعوذ پڑھا کرتے) کہ کہیں فیصلہ غلط نہ ہو جائے (۴۵) حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں حضرت علیؓ کو فیصلہ کرنے میں ایک خاص ملکہ حاصل تھا۔ اسی خصوصیت کی بنا پر رسول اللہؐ نے آپؓ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تھا۔ (۴۶) چنانچہ رسول اللہؐ کے بعد اکابر صحابہ کے دور میں بھی آپؓ ہی مقدمات کے فیصلے کرتے تھے۔ کتب سیر وتواریخ میں آپؓ کے بے شمار فیصلے محفوظ ہیں۔ آپؓ کے زمانہ خلافت میں دو عورتوں نے ایک جگہ ایک رات زچگی کی۔ ایک کا لڑکا دوسری کی لڑکی تھی۔ لڑکی والی نے اپنی لڑکی کو لڑکے والی کے جھولے میں ڈال کر لڑکے کو لے لیا۔ لڑکے والی نے کہا کہ لڑکا میرا ہے۔ یہ مقدمہ

Marfat.com

آپؓ کے پاس آیا۔ آپؓ نے حکم دیا دونوں کے دودھ وزن کیے جاویں جس کا دودھ وزنی ہو گا لڑکا اس کا ہوگا۔ (۴۷)

علم الطب

علم طب بھی آپؓ کو حاصل تھا اور آپؓ اس میں بھی ماہر تھے۔ چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں انار کے دانے کو اس کی جھلی کے ساتھ کھانا چاہیے جو دانوں پر لپٹی ہوتی ہے کیونکہ یہ مقوی معدہ ہے۔ (۴۸)

حواشی

۱۔ حاکم، ج ۳، ص ۴۹۲
۲۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، ازالۃ الخفاء، ج ۲، ص ۵۰۹، ترجمہ مولانا عبدالشکور، کراچی
۳۔ ایضاً
۴۔ مسند امام احمد بن حنبل، (عربی) مطبوعہ مصر، ج ۱، ص ۷۷، ۸۰، ۸۵
۵۔ ایضاً
۶۔ ایضاً
۷۔ ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، ج ۳، ص ۳۹۹
۸۔ جلال الدین سیوطی، تاریخ الخلفاء، شمس بریلوی، کراچی، ص ۲۵۸
۹۔ ایضاً
۱۰۔ مسند احمد بن حنبل، ج ۱، ص ۸۳
۱۱۔ محمد عبدالمنان، خلافت راشدہ، لاہور، ص ۴-۲۷۳
۱۲۔ سید زین الدین بخاری، بجمع و اربعین، ترجمہ محمد ایوب بخاری، راولپنڈی، ص ۹۲
۱۳۔ علامہ آلوسی، روح المعانی، ج ۱، ص ۴

Marfat.com

۱۴- مسند احمد بن حنبل، ج ۱، ص ۸۵

۱۵- تاریخ الخلفاء، ص ۲۷۴

۱۶- بصنع و اربعین، ص ۹۸

۱۷- محمد تقی عثمانی، علوم القرآن، کراچی ص ۲۰۴

۱۸- سید مناظر حسن گیلانی، تدوین حدیث، کراچی، ص ۸

۱۹- ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، ترجمہ سجان محمود، ج ۱، ص ۱۳۳ کراچی

۲۰- حکیم محمود احمد، حضرت سیدنا امیرالمومنین علیؓ بن ابی طالب

۲۱- امام نووی، تہذیب الاسماء، ج ۱، ص ۳۴۶

۲۲- صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۳۳

۲۳- تاریخ الخلفاء، ص ۲۵۸

۲۴- ایضاً، ص ۲۸۵

۲۵- ایضاً۔

۲۶- ایضاً

۲۷- تہذیب والترغیب، ج ۲، ص ۱۲۷

۲۸- ابن ندیم، الفہرست ترجمہ محمد اسحاق بھٹی، مطبوعہ لاہور، ص ۱۰۶

۲۹- تاریخ الخلفاء، ص ۲۶۹

۳۰- معین الدین ندوی، تاریخ اسلام، مطبوعہ اعظم گڑھ، ج ۱، ص ۲۷۳

۳۱- المسعودی، مروج الذھب، ج ۲، ص ۳۵۷

۳۲- فتح الباری، ترجمہ صحیح البخاری، ج ۹، ص ۱۸

۳۳- الفہرست، ص ۷۲

۳۴- صحیح البخاری، ج ۱، ص ۱۳۳

۳۵- مروج الذھب، ج ۲، ص ۳۵۴

۳۶- الکامل فی التاریخ، ج ۳، ص ۱۹۴، ۱۹۵

۳۷- صحیح البخاری، ج ۲، ص ۱۰۳

۳۸- تاریخ الخلفاء، ص ۲۷۲

Marfat.com

۳۹- مروج الذہب، ج ۲، ص ۳۴۱

۴۰- تاریخ اسلام ، ج ا، ص ۲۷۲

۴۱- ازالۃ الخفاء، ج ۲، ص ۵۳۷

۴۲- مسند امام احمد حنبل، ج ۲، ص ۵۳

۴۳-تاریخ الخلفاء، ص ۸-۲۵۷

۴۴- ایضاً

۴۵- ایضاً، ص ۲۵۸

۴۶- ایضاً، ص ۲۷۵

۴۷- ایضاً

۴۸- ایضاً

Marfat.com

مناقب علیؑ

سرور انبالوی☆

عَلیٌّ حُبُّہ جُنّہ
قسیم النار و الجَنہ
وصیُّ مصطفیٰ (ص) حقاً
امام الانس و الجِنّہ

(امام الشافعی)

حضرت علی مرتضیٰؑ کا شمار دنیا کی ان عظیم ہستیوں میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی بصیرت و بصارت، اولوالعزمی، فہم و فراست، قوت ارادی، حق و صداقت اور راست روی سے تاریخ انسانیت کے صفحات کو نہ صرف ایک درخشاں باب عطا کیا بلکہ تاریخ حریت و عزیمت کا دھارا بدل دیا۔ وہ تاریخ اسلام کا ایسا درخشندہ ستارہ ہیں جس کی نورانی کرنوں نے کفر، جہالت، تعصب اور تنگ نظری کے گھپ اندھیروں میں چراغ مصطفوی کے ایسے اجالے بکھیرے جن سے زندگی کی تاریک راہوں میں علم و ایقان کی وہ روشنی پھیل گئی جو آنے والے انسانی قافلوں کی ابدالآباد تک رہنمائی کرتی رہے گی۔ شیخ علی ہجویری لاہوری حضرت داتا گنج بخشؒ اپنی مشہور کتاب کشف المحجوب میں آپؑ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

آپؑ رسول اللہ ﷺ کے بھائی، دین کی راہ میں مصائب کو برداشت کرنے والے، محبت الٰہی میں سوختہ، تمام اولیا و اصفیاء کے رہنما، ابوالحسن علی ابن ابی طالب، اللہ والوں کی طریقت میں بڑا درجہ

☆ ۲۸ر۹۵۳، گلی نمبر ۷، ڈھیری حسن آباد، راولپنڈی

Marfat.com

رکھتے ہیں۔ علم حقیقت کی عبارتوں کی باریکیوں کو پوری طرح سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ سید الطائفہ جنید بغدادی اعتراف کرتے ہیں کہ اصول اور بلاء میں حضرت علی مرتضیٰ ہمارے پیرو مرشد ہیں یعنی معاملات طریقت کے علم میں علیؑ ہمارے امام ہیں، کیونکہ علم طریقت کو اصل الاصول کہتے ہیں اور معاملات طریقت کا مطلب ہے بلاد امتحان دربادی و وفاداری۔

حضرت علی مرتضیٰؑ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانے میں سب سے اوّل تھے۔ مولانا شبلی سیرۃ النبیؐ، جلد اوّل میں اس بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

سب سے پہلا مرحلہ یہ تھا کہ یہ پرخطر راز (یعنی نبوت کی تفویض) پہلے کس کے سامنے پیش کیا جائے۔ اس کے لیے صرف وہ لوگ انتخاب کیے جا سکتے تھے جو فیضیاب صحبت رہ چکے تھے، جن کو آپ کے اخلاق وعادات کی تمام حرکات وسکنات کا تجربہ ہو چکا تھا، جو پچھلے تجربوں کی بنا پر آپ کے صدق دعویٰ کا قطعی فیصلہ کر سکتے تھے۔ حضرت خدیجہؓ آپ کی حرم محترم تھی حضرت علیؑ تھے جو آپؐ کی آغوش تربیت میں پلے تھے، زید تھے جو آپؐ کے آزاد کردہ غلام تھے، حضرت ابوبکرؓ تھے جو برسوں سے فیضیاب خدمت تھے۔(۱)

جس وقت کفار مکہ کی چیرہ دستیاں حد سے بڑھ گئیں اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل (نعوذ باللہ) کا ارادہ کر لیا تو حضرت جبریلؑ وحی لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کو قریش کی سازش سے آگاہ کرتے ہوئے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو یہاں سے روانگی کی اجازت دے دی ہے، اور یہ کہتے ہوئے ہجرت کا تعین بھی فرما دیا کہ آپؐ یہ رات اپنے بستر پر نہ گذاریں جس پر اب تک گذارا کرتے تھے۔(۲) ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب رات ذرا تاریک ہوگئی تو یہ لوگ گھات لگا کر نبیؐ کے دروازہ پر بیٹھ گئے کہ آپؐ سو جائیں تو آپؐ پر ٹوٹ پڑیں۔(۳) بہرحال قریش اپنے مشن میں ناکام ہوئے۔ اس نازک ترین لمحے میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰؑ سے فرمایا تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور میری یہ سبز حضرمی چادر اوڑھ لو اور سو رہو۔ تمہیں ان کے ہاتھوں کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ حضورؐ باہر تشریف لے گئے اور حضرت علی مرتضیٰؑ بستر نبوت پر سو

Marfat.com

گئے۔ صبح کو جب علی مرتضیٰؑ اٹھے تو کفار نے پوچھا کہ رسول اللہؐ کہاں ہیں حضرت علیؑ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں۔ (۴)

یہ عزیمت اور جاں نثاری کا اتنا عظیم واقعہ ہے کہ تاریخ عالم میں اس کی نظیر نہیں ملتی ہے۔ کفار نے جن کے ہاتھوں میں تلواریں، نیزے اور برچھیاں ہیں اور خانہ رسول کو گھیرا ہوا ہے اور ان کے بستر پر ان کی جگہ جان نثار نبوت اپنی جان کی پروا کیے بغیر آرام کی نیند سویا ہوا ہے (۵) اور پھر جنگ خیبر میں حضرت علیؑ کا جو کردار ہے اس پر شجاعت جتنا بھی ناز کرے کم ہے۔

فاتح خیبر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس رات خیبر کی حدود میں داخل ہوئے، فرمایا میں کل جھنڈا ایسے آدمی کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور جس سے اللہ اور اس کے رسول محبت کرتے ہیں۔ صبح ہوئی تو صحابہ کرام نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہر ایک کی یہی آرزو تھی کہ جھنڈا اسے مل جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؟ علیؑ ابن ابی طالب کہاں ہیں'' صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ انہیں آشوب چشم ہے۔ فرمایا انہیں بلا لاؤ۔ وہ لائے گئے۔ رسول اللہ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور دعا فرمائی وہ شفایاب ہو گئے۔ پھر انہیں جھنڈا عطا فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ان سے اس وقت تک لڑوں گا کہ وہ ہمارے جیسے ہو جائیں آپؐ نے فرمایا اطمینان سے جاؤ یہاں تک کہ ان کے میدان میں اترو۔ حضرت علی مرتضیٰؑ فوج لے کر ان کے قلعے کے سامنے پہنچے اور یہود کو اسلام کی دعوت دی جو انہوں نے مسترد کر دی۔ حضرت علی مرتضیٰؑ مرحب کے مقابلہ کے لیے تشریف لے گئے اور یہ اشعار کہے:

Marfat.com

انا الذی سمتنی امی حید رہ کلیت غابات کریہ المنظرہ،

ا فیھحہ باالصاع کیل السندرہ۔

ترجمہ: ''میں وہ شخص ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا ہے۔ جنگل کے شیر کی طرح خوفناک۔ میں انہیں صاع کے بدلے نیزے کی ناپ پوری کروں گا۔''

اس کے بعد مرحب کے سر پر ایسی تلوار ماری کہ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ جنگ کے دوران حضرت علی مرتضیٰؑ یہود کے قلعہ کے نزدیک پہنچے تو قلعہ کی چوٹی سے ایک یہودی نے جھانک کر پوچھا: تم کون ہو؟ آپؑ نے جواب دیا میں علیؑ ابن ابی طالب ہوں۔ یہودی نے کہا اس کتاب کی قسم جو موسیٰؑ پر نازل کی گئی تم لوگ سربلند ہوئے، اور پھر بعد میں مسلمانوں نے حضرت علیؑ کی سرکردگی میں قلعۂ خیبر کو فتح کر لیا۔(۶)

علامہ اقبالؒ نے حضرت علی مرتضیٰؑ کے انہیں اوصاف اور فقید المثال کارناموں اور فہم و فراست سے متاثر ہو کر اسرار خودی میں ایک طویل نظم لکھی ہے جس کا عنوان ہے ''در شرح اسرار اسمائے علی مرتضیٰؑ''۔ یہ نظم تقریباً ساٹھ اشعار پر مشتمل ہے لیکن ہم یہاں اس کا صرف وہ حصہ پیش کرتے ہیں جو خاص ذات و صفات علی المرتضیٰؑ سے متعلق ہے:

مسلم اول شہ مرداں علیؑ عشق را سرمایۂ ایماں علیؑ
از ولائے دودمانش زندہ ام درجہاں مثل گہر تابندہ ام
نرگسم وارفتۂ نظارہ ام درخیابانش چو بو آوارہ ام
زمزم ار جوشد زخاک من ازوست می اگر ریزد زتاک من ازوست
خاکم و ازمہر او آئینہ ام می تواں دیدن نوا در سینہ ام
از رخ او فال پیغمبر گرفت ملت حق از شکوہش فر گرفت
قوت دین مبیں فرمودہ اش کائنات آئین پذیر از دودہ اش
مرسل حق کرد نامش بوتراب حق یداللہ خواند درام الکتاب

Marfat.com

ہر کہ دانائے رموزِ زندگیست   سرِ اسمائے علیؑ داند کہ چیست

خاکِ تاریکی کہ نامِ او تن است   عقل از بیداد او در شیون است

فکرِ گردوں رس زمین پیما ازو   چشم کور و گوش ناشنوا ازو

از ہوس تیغ دو رو دارد بدست   رہروان را دل بریں رہزن شکست

شیرِ حق ایں خاک را تسخیر کرد   ایں گلِ تاریک را اکسیر کرد

مرتضیٰ کز تیغ او حق روشن است   بوتراب از فتح اقلیم تن است

مردِ کشور گیر از کرّاری است   گوہرش را آبرو خود داری است

ہر کہ در آفاق گردد بوتراب   باز گرداند ز مغرب آفتاب

ہر کہ زین بر مرکبِ تن تنگ بست   چون نگین بر خاتمِ دولت نشست

زیرِ پاش اینجا شکوہِ خیبر است   دست او آنجا قسیمِ کوثر است

از خود آگاہی یداللّٰہی کند   از یداللّٰہی شہنشاہی کند

ذاتِ او دروازۂ شہرِ علوم   زیرِ فرمانش حجاز و چین و روم (۷)

حضرت علی مرتضیٰؑ خانوادۂ رسالت کے وہ رخشندہ گوہر تھے جس پر آفتابِ رسالت کو بھی فخر تھا۔ اس باب میں مولفِ مراۃ الاولیا یوں لکھتے ہیں:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ انا انہ لا نبی بعدی" متفق علیہ، وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ، اللھم وآل من والاہ وعاد من عاداہ"۔

ہمچنین در صواعق است یعنی گفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر کس را کہ ہستم من مولای او پس علی مولای اوست، خدای دوست دارد کسی را کہ دوست دارد علی را و دشمن دارد کسی را کہ دشمن دارد علی را۔ (۸)

انہی اوصاف وخصوصیات کی بنا پر غالب جیسا نابغۂ روزگار بھی بارگاہِ مرتضوی میں بڑی عاجزی وانکساری سے یوں ہدیۂ عقیدت پیش کرتا ہے:

Marfat.com

نیا ساید اندیشہ جز با علیؑ — زاسما نیندیشم الاعلیٰ

بیاد حق از خواھش نفس دور — زشادی ملول و باندک صبور

بچشمی کہ گرید بہ بزم اندرون — و آسودہ خسپد برزم اندرون

بدرویشیش فرِ شاھنشھی — زھے خاکساری و ظل اللھی

ھوا و ھوس گشتہ فرمان پذیر — بفرمان روائی حصیرش سریر

براھیم خوی، سلیمان فری — مسیحا دمے، مصطفیٰؐ گوھری

نھادش بخلق خدا مھر خیز — جبینش بدرگاہِ حق سجدہ ریز

نوید نجات اسیران غم — نظر گاہ احرامیان حرم

زشش سو بسویش نگاہ ھمہ — ولادت گھش قبلہ گاہ ھمہ (۹)

اپنے دور خلافت میں حضرت علی مرتضیٰؑ نے کبھی بھی شخصی امور میں اجتماعی و معاشرتی حالات کو اس طرح اثر انداز نہیں ہونے دیا جس سے آپؑ کے عصمت شعار موقف میں کسی قسم کی تبدیلی یا لچک پیدا ہو جائے، تدبر اور فہم و فراست کے ساتھ تمام امور کی بابت قرآن اور سیرت نبوی کی روشنی میں ٹھوس فیصلے کرتے ہوئے آپؑ نے زندگی کے حکیمانہ تصور کو قابل عمل انداز میں عملی صورت عطا کی۔ منبر و محراب ہو یا مسند قضا، ایوان علم و حکمت ہو یا میدان کارزار، ہر مقام پر امیر المومنین نے فکر و عمل کو اطاعت الٰہی کے سانچے میں ڈھالا اور عدل و انصاف کے آفاقی ضابطوں کو زندگی کی فطری صلاحیتوں سے استفادہ کی اصل اساس قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؑ کی پہچان خدا کے ''مخلص بندے'' کے طور پر ہوتی تھی اور آپؑ کا اپنے حقیقی محبوب یعنی آفریدگار کائنات کے ساتھ اخلاص کا یہ عالم تھا کہ جب حضور سرور کائناتؐ سے پوچھا گیا کہ حضرت علیؑ کے پاؤں میں لگے ہوئے کانٹے یا تیر کے ٹکڑے کو کس وقت نکالیں، تو آنحضرتؐ نے فرمایا یہ کام اس وقت انجام دو جب علیؑ بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہوں۔

Marfat.com

حضرت علیؑ نے حصول اقتدار کے بعد عوام کے مسائل پر توجہ نہ دینے والے حاکموں کو اپنی عادلانہ حکومت کی عملی صورت دکھا کر رسول کریمؐ کے قائم کردہ ''مدینۂ فاضلہ'' کو استحکام عطا کیا۔ اسی سلسلہ میں آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ ''کیا میں صرف اس بات پر ہی خوش رہوں کہ مجھے امیرالمومنین کہا جاتا ہے اور میں عوام کے دکھ درد اور ان کے غموں اور پریشانیوں میں ان کا شریک نہ بنوں۔'' ''میں موت کو شہد سے زیادہ شیریں سمجھتا ہوں'' یہ جملہ بھی حضرت علیؑ کی عارفانہ، عالمانہ اور صالحانہ طرز تفکر کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ موت کی وحشتناک صورت کو اس قدر شیریں انداز میں پیش کرنے والے علی مرتضیٰؑ نے زندگی اور موت کی حقیقی تصویر ہمارے سامنے پیش کر دی اور زندگی کے معیار اور اطوار کی بابت ایسا نظریہ دیا جس سے مادی زندگی کے حسن و جمال پر جان دینے والوں کے لیے فطرت کی صحیح سمت کی طرف رہنمائی ہوتی ہے۔

نہج البلاغہ

نہج البلاغہ حضرت علی مرتضیٰؑ کے خطبات و ارشادات، مکتوبات، ملفوظات، نصائح اور پیش گوئیوں پر مشتمل کتاب ہے۔ اس کتاب کے دنیا کی متعدد زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں اور اس کے بلند پایہ ہونے میں آج تک کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ ابن ابی الحدید (م ۶۵۵ھ) اور مشہور فقیہ و ادیب امام حافظ (م ۲۵۵ھ) سے لے کر علامہ مفتی محمد عبدہ مصری (م۱۳۲۳ھ) تک سب نے دل کھول کر اس کی بے مثل خوبیوں کا اعتراف کیا ہے۔ یہاں تک کہ عیسائی مورخین جرجی زیدان، فواد افرام، جارج جورداق بھی اس بات میں کسی سے پیچھے نہیں۔ نقد و ادب کے فاضل علامہ طہٰ حسنی مصری نے تمام مدائح و محاسن کا خلاصہ ایک خوبصورت فقرے میں ادا کیا ہے یعنی لولا کان کتاب نہج البلاغہ

Marfat.com

لما عرفنا درجة فصاحة القرآن یعنی اگر کتاب نہج البلاغہ نہ ہوتی تو ہم فصاحت قرآن کا مرتبہ سمجھنے سے قاصر رہتے۔ اس کتاب کے بلند معیار اور مرتبہ و مقام کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آج تک اس کی دو سو سے زیادہ شرحیں لکھی جا چکی ہیں۔ (۱۰)

ذیل میں نہج البلاغہ سے ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے جس میں آپؑ کی اپنے بیٹوں کے نام وصیت ہے:

میں تم دونوں کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا، دنیا کے خواہشمند نہ ہونا، اگرچہ وہ تمہارے پیچھے لگے اور دنیا کی کسی ایسی چیز پر نہ کڑھنا جو تم سے روک لی جائے جو کہنا حق کے لیے کہنا اور جو کرنا ثواب کے لیے کرنا۔ ظالم کے دشمن، مظلوم کے مددگار بنے رہنا۔ میں تم کو اپنی تمام اولاد کو اپنے تمام کنبہ کو اور جن جن تک میرا یہ نوشتہ پہنچے، سب کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا۔ اپنے معاملات درست اور آپس کے تعلقات سلجھائے رکھنا۔ کیونکہ میں نے تمہارے نانا رسول اللہؐ کو فرماتے سنا ہے کہ آپس کی کشیدگی کو مٹانا نماز روزے سے افضل ہے۔ دیکھو یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔ ان کے کام و دہن کے لیے فاقہ کی نوبت نہ آئے اور تمہاری موجودگی میں وہ تباہ و برباد نہ ہو جائیں۔ اپنے ہمسایوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا کیونکہ ان کے بارے میں تمہارے پیغمبرؐ نے برابر ہدایت کی ہے۔ اور آپؐ ان کے لیے اس حد تک فرماتے رہے کہ ہم لوگوں کو گمان ہونے لگا کہ آپؐ انہیں بھی ورثہ دلائیں گے... نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرنا کیونکہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے۔ اپنے پروردگار کے گھر کے بارے میں اللہ سے ڈرنا اسے جیتے جی خالی نہ چھوڑنا کیونکہ اگر یہ خالی چھوڑ دیا گیا تو پھر عذاب سے مہلت نہ پاؤ گے... جان و مال اور زبان سے راہ خدا میں جہاد کرنے کے بارے میں اللہ کو نہ بھولنا اور تم پر لازم ہے کہ آپس میں میل ملاپ رکھنا اور ایک دوسرے کی اعانت کرنا اور خبردار ایک دوسرے کی طرف سے پیٹھ پھیرنے اور تعلقات توڑنے

Marfat.com

سے پرہیز کرنا۔ نیکی کا کام کرنے کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے سے کبھی ہاتھ نہ اٹھانا، ورنہ بد کردار تم پر مسلط ہو جائیں گے: پھر دعا مانگو گے تو قبول نہ ہوگی۔

نہج البلاغہ کس قدر اعلیٰ و ارفع مرتبہ کی حامل کتاب ہے اس کا اندازہ حاجی علی نقی ایرانی کی شرح نہج البلاغہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ وہ اپنی اس شرح کے دیباچے میں یوں لکھتے ہیں۔ (۱۱)

یہ کتاب کلام انبیاء کا نچوڑ، قرآن کریم کے حقائق و معارف کو بیان کرنے والی، گم راہوں اور گرفتاروں کو نجات دینے والی ہے۔ خونریزی، تباہی، بربادی، ظلم، منافقت، خود غرضی اور بدبختی دنیاداروں سے دور نہیں ہو سکتی۔ دوستی، آسائش، انصاف، اتفاق اور نیک بختی دنیا میں پائیدار نہیں ہو سکتیں۔ مگر امیر المومنین علیہ السلام کی گفتار و پیروی سے جس کا نمونہ سید شریف رضی علیہ الرحمۃ نے مقدس کتاب نہج البلاغہ میں فراہم کیا ہے اور چونکہ اس میں انسانی زندگی اور آسائش بشر کے متعلق کوئی بات چھوڑی نہیں گئی، اس لیے وہ اپنے عامل کی بزرگی اور نیک بختی کی ضامن ہے۔ یہ پختہ کلام علم و عقل کے مراتب پر فائز ہے۔ لغو و بیہودہ نہیں ہے۔ جو شخص خیر و نیکی اور آسائش و خوشی کا طالب ہے اسے چاہئے کہ نہج البلاغہ کو اپنا دستور العمل بنائے۔

معروف سنی عالم، محقق، مفسر مولانا احمد رضا خاں بریلوی ایک سوال کے جواب میں اپنی ایک معروف تصنیف تنزیہ المکانۃ الحیدریہ میں یوں لکھتے ہیں:

حضرت علیؑ نے رسول کریم کی آغوش میں پرورش پائی۔ حضور کی گود میں ہوش سنبھالا۔ آنکھ کھلتے ہی حضورؐ کے جمال جہاں آرا کو دیکھا۔ حضور ہی کی باتیں سنیں، عادتیں سیکھیں، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جب سے اس جناب عرفان مآب کو ہوش آیا قطعاً و یقیناً رب عزوجل کو ایک ہی جانا، ایک ہی مانا، ہرگز ہرگز بتوں کی نجاست سے ان کا دامن پاک کبھی آلودہ نہ ہوا۔ اسی لیے لقب کریم، کرم اللہ وجہہ ملا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذوالفضل العظیم۔ (۱۲)

آگے چل کر طویل تحقیق و تفصیل کے بعد پھر لکھتے ہیں:

Marfat.com

روز الست سے ابد الاباد تک ان کا دامن ایمان خلاف اسلام سے اصلاً، قطعاً مطلقاً، پاک و صاف و منزہ رہا۔ الحمدللہ رب العالمین۔

مولانا احمد رضا خان بریلوی نے حضرت علیؑ کی شان میں ایک طویل منقبت بھی لکھی ہے جو ان کے نعتیہ مجموعہ حدائق بخشش میں شامل ہے۔ اس منقبت کے پندرہ اشعار ہیں اور ایک سے ایک بڑھ کر عقیدت و محبت کا گنجینہ ہے۔ ہم یہاں اس منقبت کے چند اشعار پیش کرتے ہیں:

منقبت در مدح حضرت علی مرتضیٰؑ

السلام اے احمدت صہرہ و برادر آمدہ
حمزۃ سردار شہیداں عم اکبر آمدہ

جعفرے کو می پرد صبح و مسا با قدسیان
باتو ہم مسکن بہ بطن پاک مادر آمدہ

بنت احمد رونق کاشانہ و بانوی تو
گوشت و خون تو بلحمش پاک مادر آمدہ

ہر دو ریحان نبیؐ گلہائے تو زان گل زمین
بہرہ گل چینیت زمین باغ برتر آمدہ

نرم نرم از بزم دامن چیدہ رفتہ باد تند
یا علی چون بر زبان شمع مضطر آمدہ

حل مشکل کن، بروئے من در رحمت کشا
اے بنام تو مسلم فتح خیبر آمدہ

من ز حق می خواہم اے خورشید حق آن مہر تو
کز ضیائش عالم ایمان، منور آمدہ

Marfat.com

تشنہ کام خود رضائے خستہ را ہم جرعۂ
شکر آن نعمت بکہ نامت شاہ کوثر آمد (۱۴)

حضرت علی مرتضیٰؑ کی ذات والا صفات انہی خوبیوں کی مالک ہے اور ان کے محاسن اس قدر ہیں کہ حد شمار میں نہیں آسکتے لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم۔ لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ کچھ بیان نہ ہوسکا۔ بہر حال مرزا غالب کے چند اشعار پر اس مقالہ کو ختم کرتا ہوں۔

وصی ختم رسل

فیض خلق اس کا ہی شامل ہے کہ ہوتا ہے سدا
بوئے گل سے نفس باد صبا عطر آگیں
برش تیغ کا اس کی ہے جہاں میں چرچا
قطع ہو جائے نہ سررشتۂ ایجاد کہیں
کفر سوز اس کا وہ جلوہ ہے کہ جس سے ٹوٹے
رنگ عاشق کی طرح رونق بتخانہ چیں
جاں پناہا، دل و جاں فیض رسانا شاہا
وصی ختم رسلؐ تو ہے بفتوائے یقیں
جسم اطہر کو ترے دوش پیمبرؐ منبر
نام نامی کو ترے ناصیۂ عرش نگیں
کس سے ممکن ہے تیری مدح بغیر از واجب؟
شعلۂ شمع مگر شمع پہ باندھے آئیں (۱۵)

منابع

۱- سیرۃ النبیؐ از مولانا شبلی نعمانی، لاہور ۱۳۶۴ھ

۲- سیرت ابن ہشام، مترجم مولوی قطب الدین محمود، حیدر آباد دکن، ۱۹۴۸ء، ۲۸۲/۱

Marfat.com

۳- ایضاً، ۱/۲۸۳
۴- ایضاً
۵- الرحیق المختوم، مترجم صفی الرحمان مبارکپوری، لاہور، ۱۴۰۴ھ، ص ۲۳
۶- صحیح مسلم، باب غزوہ خیبر۔
۷- اسرار خودی، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۱۲۲-۱۲۰
۸- مراۃ الاولیاء مولفہ شیخ محمد شعیب، اسلام آباد، ۲۰۰۱ء، ص ۹۸، ۹۹
۹- کلیات غالب (فارسی)
۱۰- ماہنامہ فیض اسلام، راولپنڈی، جلد ۹ (۱۹۶۷ء)، شمارہ ۲-۱
۱۱- انتخاب از نہج البلاغہ (بمعہ اردو ترجمہ از علامہ مفتی جعفر حسین)، لاہور، ۲۰۰۱ء
۱۲- شرح نہج البلاغہ، از حاج سید علی نقی ایرانی، جزء پنجم
۱۳- تنزیہ المکانۃ الحیدریہ، از مولانا احمد رضا خان بریلوی، کراچی، ۱۳۲۵ھ، ص ۴، ۱۸
۱۴- حدائق بخشش، از مولانا احمد رضا خان بریلوی، کراچی، ۱۳۲۵ھ، ص ۵۱-۵۰
۱۵- دیوان غالب (مرقع چغتائی)، لاہور، ۱۹۲۸ء

❀❀❀

Marfat.com

نہج البلاغہ ☆

علامہ مفتی جعفر حسین اعلی اللہ مقامہ
تلخیص: توقیر حیدر جعفری

نہج البلاغہ علوم و معارف کا وہ گراں بہا سرمایہ ہے جس کی اہمیت و عظمت ہر دور میں مسلم رہی ہے اور ہر عہد کے علماء و ادباء نے اس کی بلند پائیگی کا اعتراف کیا ہے۔ یہ صرف ایک ادبی شاہکار ہی نہیں ہے بلکہ اسلامی تعلیمات کا الہامی صحیفہ حکمت و اخلاق کا سرچشمہ اور معارف ایمان و حقائق تاریخ کا ایک انمول خزانہ ہے جس کے گوہر آب دار علم و ادب کے دامن کو زرنگار بنائے ہوئے ہیں اور اپنی چمک دمک سے جوہر شناسوں کو محو حیرت کیے ہوئے ہیں۔ افصح العرب کے آغوش میں پلنے والے اور آب وحی میں ڈھلی ہوئی زبان چوس کر پروان چڑھنے والے نے بلاغت کلام کے وہ جوہر دکھائے کہ ہر سمت سے فوق کلام المخلوق و تحت کلام الخالق کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔

یہ نثر اس دور کی نثر ہے جب عربوں کی طلاقت و جوش گفتاری صرف نظم تک محدود تھی۔ ریگزار عرب پر بستر لگا کے آزادی کی فضا میں پر بہار زندگی گزارنے والے فرزندان صحرا شعر و نظم اور تخیل و محاکات کے لازوال نقوش تو چھوڑ گئے مگر جہاں تک نثر کا تعلق ہے ان کے جیب و دامن میں کوئی ایسا گوہر شاہوار نہ تھا جسے بطور تفاخر پیش کرتے اور اہل عالم کو اپنے مقابلہ میں للکارتے۔ دامن اسلام میں اگرچہ قرآن کریم ایسا عربی نثر کا زندہ جاوید معجزہ موجود ہے مگر وہ اپنے قائل کی عظمت و جلالت اور اعجازی فصاحت و بلاغت

☆ مقدمہ نہج البلاغہ، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ص ۶-۲

Marfat.com

کے لحاظ سے انسانی کلام کے مقابلہ نہیں لایا جا سکتا اور پیغمبرؐ کے اقوال و ارشادات ہیں، تو وہ اگرچہ معنوی لحاظ سے وسیع اور ہمہ گیر ہیں مگر لفظی اعتبار سے اختصار بداماں۔ چنانچہ پیغمبر اکرمؐ کا ارشاد اوتیت جوامع الکلم اس کا شاہد ہے کہ آپ کم سے کم لفظوں میں زیادہ سے زیادہ مطالب سمیٹ لیتے تھے۔ اسی لیے آپ کے خطب و مکاتیب مختصر ہوتے تھے۔ یہ باب مدینۃ العلم ہی کی ذات تھی جس نے علم و حکمت کے بند دروازے کھولے نطق و فصاحت کے پرچم لہرائے اور علمی ذوق کو پھر سے زندہ کیا۔ باوجودیکہ آپ کا دور سکون و اطمینان سے یکسر خالی تھا اور ہوس اقتدار کی فتنہ سامانیوں نے اسے اپنی جولانگاہ بنا رکھا تھا۔ مگر ان رات دن کی لڑائیوں اور چپقلشوں کے باوجود آپ نشر علوم و معارف کے کسی موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ کبھی تلواروں کی جھنکار اور خون کی بارش میں علم و حکمت کے رموز بتائے اور کبھی ذہنی الجھاؤ اور افکار کے ہجوم میں ارشاد و ہدایتؑ کے فرائض سرانجام دیے۔ چنانچہ اس مجموعے کے خطب و مکاتیب میں دوچار خطبوں اور ایک آدھ خط کے علاوہ تمام تحریریں اسی دور کی تخلیق ہیں کہ جب آپ ظاہری خلافت پر ایک دن بھی اطمینان و دلجمعی سے نہ بیٹھ سکے تھے۔ یہ بلاغت کے رگ و پے میں سرایت کر جانے کا نتیجہ ہے کہ اس انتشار و پراگندگی خاطر کے باوجود نہ کلام میں انتشار و برہمی پیدا ہوتی ہے، نہ عبارت کے تسلسل و ہم آہنگی میں فرق آنے پاتا ہے اور ہر موقع پر اسلوب بیان کی یک رنگی اپنے خصوصی امتیازات کے ساتھ برقرار رہتی ہے۔

امیر المومنینؑ نے علمی حقائق کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ علم و ادب کی نشو و نما میں بھی پورا حصہ لیا اور عربی نثر کو نہ صرف حد کمال تک پہنچایا بلکہ فلسفیانہ نظر و فکر کو ادبی لطافتوں میں سمو کر ایک نئے طرز تحریر کی داغ بیل ڈالی جس کی اس زمانہ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ فلسفہ و حکمت کے حقائق اور الہیات کی دقیق مسائل کو اس طرح بیان کرنا کہ کلام کی

Marfat.com

بلاغت بیان کی ندرت اور طرز ادا کی لطافت میں کہیں جھول نہ آئے بہت دشوار ہے کیونکہ ہر فن کا ایک خاص لب ولہجہ خاص پیرایہ اور خاص طریقہ بیان ہوتا ہے اور یہ مانی ہوئی بات ہے کہ علمی مطالب میں نہ بلیغانہ تعبیرات کی گنجائش ہوتی ہے اور نہ ان میں اعلیٰ معیار بلاغت کو باقی رکھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ٹھوس حقائق کی وادی اور ہے اور بلاغت کا پر بہار چمن اور ہے۔ چنانچہ ابن خلدون کو یہ کہنا پڑا کہ علماء وفقہا کی تحریروں میں فصاحت و بلاغت کو ڈھونڈنا بیکار ہے کیونکہ فقہی عبارتیں کلام وجدل کی تحریریں اور علمی وفنی تعبیریں اسلوب بلاغت سے میل نہیں کھاتیں۔ اہل فن کے ذہنوں میں جو مخصوص تعبیرات محفوظ ہوتی ہیں۔ وہ انہی کو دہرانے پر مجبور ہوتے ہیں۔ وہ اگر اپنے بیان میں شعریت لانا بھی چاہیں گے تو ہر پھر کے وہی لفظیں، وہی تعبیریں ہوں گی جو ان کی زبانوں پر چڑھ کر منجھ چکی ہیں۔ لیکن امیر المومنینؑ کے کلام کی یہ نمایاں خصوصیت ہے کہ اس میں ادب کی سحر انگیزی اور علم وحکمت کی باریک نگاہی دونوں سمٹ کر جمع ہوگئی ہیں اور کسی پہلو میں بھی کمزوری کا شائبہ تک نہیں آنے پاتا۔ حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ وہ پہلے مفکر اسلام ہیں جنہوں نے خداوند عالم کی توحید اور اس کی صفات پر عقلی نقطہ نظر سے بحث کی ہے اور اس سلسلہ میں جو خطبات ارشاد فرمائے ہیں وہ علم الٰہیات میں نقش اول بھی ہیں اور حرف آخر بھی۔ ان کی بلند نظری و معنی آفرینی کے سامنے حکماء ومتکلمین کی ذہنی رسائیاں ٹھٹھک کر رہ جاتی ہیں اور نکتہ رس طبیعتوں کو عجز و نارسائی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ یوں تو مخلوقات کی نیرنگیوں سے خالق کی صنعت آفرینیوں پر استقلال کیا ہی جاتا ہے لیکن جس طرح امیر المومنین دنیائے کائنات کی چھوٹی سے چھوٹی اور پست سے پست مخلوق میں نقاش فطرت کی نقش آرائیوں کی تصویر کھینچ کر صانع کے کمال صنعت اور اس کی قدرت وحکمت پر دلیل قائم کرتے ہیں وہ ندرت بیانی و اعجاز کلامی میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔

Marfat.com

ان خطبات و نگارشات میں مابعد الطبیعیاتی ونفسیاتی مسائل کے علاوہ اخلاقی، تمدنی، معاشرتی اصول عدل و دادخواہی کے حدود، حرب وضرب کے ضوابط اور عمال و محصلین زکوٰۃ کے لیے ہدایات بھی نمایاں حیثیت رکھتی ہیں اور ایک ایسا مکمل و جامع دستور حکومت بھی ان صفحات کی زینت ہے جس کی افادیت اس ترقی یافتہ دور میں بھی مسلم ہے کہ جب سیاست مدنی کے اصول اور جمہوری وغیر جمہوری حکومتوں کے آئین منضبط ہو چکے ہیں۔ یہ صرف نظریاتی چیز نہیں بلکہ ایک عملی لائحہ ہے، جس پر مسلمانان عالم بڑی آسانی سے عمل پیرا ہو کر دنیوی واخروی ارتقاء کے اعلیٰ مدارج پر پہنچ سکتے ہیں۔

نہج البلاغۃ میں جہاں ترک دنیا کی تعلیم ہے۔ اس سے اس قسم کی رہبانیت قطعاً مراد نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ انسان دنیوی سروسامان پر بھروسہ نہ کر بیٹھے کہ یہ صبح ہے تو شام نہیں اور نعمتوں اور آسائشوں سے کلیتہً دستبردار ہو جائے۔ وہ انہیں حد اعتدال میں رہ کر استعمال کر سکتا ہے۔ نہج البلاغۃ اخلاقی تعلیمات کا سرچشمہ ہے اس کے مختصر جملے اور ضرب الامثالیں اخلاقی شائستگی، خود اعتمادی، حق گوئی اور حقیقت شناسی کا بہترین درس دیتی ہیں۔ اس کے ایک ایک فقرہ میں قرآن وحدیث کی روح اور اسلام کی صحیح تعلیم مضمر ہے۔

علامہ شریف رضی کا دنیائے علم وادب پر بڑا احسان ہے کہ وہ ان جواہر ریزوں کو بڑی کاہش وکاوش اور تحقیق وجستجو سے جمع کرنے کے بعد نہج البلاغہ کے نام سے چھوڑ گئے۔ جس کے بلند پایہ حکم و معارف نے دنیا کی نظروں کو اپنی طرف موڑ لیا اور علامہ ممدوح کے دور سے لے کر اس وقت تک ہر مکتب خیال کے علماء وفضلا نے اس کے مطالب وحقائق کو بقدر امکان واضح کرنے کے لیے اس کی شرحیں لکھیں جن کی تعداد سو سے کچھ ہی کم ہوگی۔

ترجمہ وحواشی کے سلسلے میں تاریخ وسیر اور رجال کی کتابوں کے علاوہ نہج البلاغۃ

Marfat.com

کے متعدد تراجم و شروح بھی میرے پیش نظر رہے ہیں۔ البتہ جن شروح سے میں نے خصوصیت کے ساتھ فائدہ اٹھایا ہے اور جابجا ان کا حوالہ دے دیا ہے۔ ان کا ذکر کیا جاتا ہے:

اعلام نہج البلاغة ۔ اس کے مصنف علی ابن الناصر ہیں، جو جناب رضی رحمۃ اللہ کے معاصر تھے۔ یہ نہج البلاغہ کی سب سے پہلی شرح ہے۔

شرح ابن ابی الحدید ۔ ابو حامد عبدالحمید ابن ھبۃ اللہ معروف بہ ابن ابی الحدید مدائنی بغدادی، متوفی ۶۵۵ھ کی تصنیف ہے یہ علمائے معتزلہ میں سے تھے۔ ان کی شرح شہرۂ آفاق ہے اور اہم مطالب پر مشتمل ہے اور مصر و ایران میں طبع ہو چکی ہے۔

درہ نجفیہ ۔ الحاج میرزا ابراہیم خوئی شہید ۱۳۲۵ھ کی تصنیف ہے۔ مشہور متداول شرح ہے۔

منہاج البراعہ ۔ سید حبیب اللہ خوئی متوفی حدود ۱۳۲۶ھ کی تصنیف ہے۔ یہ شرح بہت بسیط اور تفصیلی واقعات پر مشتمل ہے۔

❀❀❀

Marfat.com

علیؑ کی شان میں یوں تو بہت کچھ کہہ گئے شاعر
علیؑ کا مرتبہ جو ہے اسے دنیا نے کب جانا
کئی صدیوں سے کرتے آئے ہیں توصیف حیدرؑ کی
حقیقت یہ ہے اے نیساں نہ جب جانا نہ اب جانا

(نیساں اکبرآبادی)

Marfat.com

قرآن شناسی

Marfat.com

گلستانے زخاک من برانگیز
نم چشمم بہ خون لالہ آمیز
اگر شایان نیم تیغ علیؓ را
نگاہے دہ چو شمشیر علیؓ تیز

(اقبالؒ)

Marfat.com

رموز قرآن

نیسان اکبر آبادی☆

دنیائے ادب میں بے شمار کتب مختلف زبانوں میں پائی جاتی ہیں۔ ان کتابوں میں سے جو کتابیں خاص اہمیت کی حامل ہیں ان کے تراجم بھی دوسری زبانوں میں کیے گئے ہیں تا کہ ان سے وہ لوگ بھی مستفید ہوں جو ان زبانوں کو نہیں جانتے۔ بہت سی کتابیں ایسی بھی ہیں جن کا ترجمہ نثر سے نثر میں ہی ایک زبان سے دوسری زبان میں کیا گیا اور یہی سبب ہے کہ آج علامہ اقبال نہ صرف ایشیائی شاعر بلکہ آفاقی شاعر بن چکے ہیں۔ اس کے علاوہ نثر سے نظم میں منتقلی کا رواج ہوا اور بہت سی نثری کتابیں منظوم کی گئیں۔ جب یہ چیز میرے ذہن میں آئی کہ نثر کو لوگ نظم کے قالب میں ڈھال دیتے ہیں تو پھر کیوں نہ میں بھی منظوم ترجمہ کروں اور میں نے قرآن پاک کا نثری ترجمہ شعروں کے قالب میں ڈھال دیا۔ اس کا مجھے اعتراف ہے کہ میں کم علم اور بے بضاعت شاعر ہوں لیکن جس طرح شاعری ہر شخص کا کام نہیں اور یہ قدرتی عطیہ ہے، اسی طرح ترجمہ کی صلاحیت بھی قدرتی عطیہ ہے۔ خدا جس کو چاہے بخش دے۔ خدا نے میری مدد کی بتائید غیبی ہوئی اور ڈیڑھ سال میں قرآن پاک کا منظوم ترجمہ ۱۹۹۲ء میں مکمل ہوگیا۔ تین شعر اس سلسلے میں ملاحظہ کیجیے۔

☆ مدن پورہ، گوالمنڈی، راولپنڈی

Marfat.com

اتنی صلاحیت تھی کہاں ترجمہ کروں
اور ترجمہ بھی کس کا کہ قرآن پاک کا
لیکن خدا کی دین پہ کس کو ہے اعتراض
یہ بھی ہے سچ کہ نور سے رشتہ ہے خاک کا
ہوتا رہا ہے ذہن پہ اشعار کا نزول
اے کاش بارگاہ خدا میں ہوں یہ قبول

ترجمے میں کوشش کی ہے کہ حشو وزوائد سے بچوں اور آیات قرآنی کا پورا پورا مفہوم شعروں میں سمو دیا جائے۔ خدا کا احسان ہے کہ منظوم ترجمہ سلیس، بامحاورہ اور آیات کے مطابق ہو گیا جس کی تائید علماء نے بھی کی، لیکن اس کے باوجود اگر کہیں کوتاہی ہو گئی ہو تو اپنے خدا سے بھی معافی کا خواستگار ہوں اور قارئین سے بھی درخواست ہے کہ اس مشکل اور اہم کام کے پیش نظر صرف نظر کریں۔

قرآن پاک میں کچھ رموز پوشیدہ ہیں مثلاً رموز حروفِ مقطعات۔ اگر حروف مقطعات کے مکررات کو نکال دیا جائے تو چودہ حروف مقطعات بنتے ہیں۔ انہیں حروف مقطعات کیوں کہتے ہیں، اس کی توجیہ یہ ہے۔ مقطوع کے معنی ہیں کاٹا ہوا۔ قطع سے اسم مفعول۔ اس لیے ان کو حروف مقطعات کہتے ہیں کہ حروف الگ الگ کر کے پڑھے جاتے ہیں۔ تمام حروف مقطعات رموز ہیں اور سوائے خدا، محمدؐ اور آل محمدؐ کے ان کے معنی کوئی نہیں جانتا۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ رب نے سب کچھ اپنے رسول کو بتا کر بھیجا اور جبرئیل بھی ان کے معنی نہیں جانتے تھے۔ مگر یہ یقینی بات ہے کہ یہ حروف مہمل نہیں ہو سکتے بلکہ ان کے بارے میں مہمل ہونے کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اگر معاذ اللہ ایسا ہوتا تو ان کا نزول بیکار ہو جاتا اور خداوند تعالیٰ کوئی کام بیکار نہیں کرتا۔ اس لیے ماننا پڑے گا کہ رسولؐ یقیناً ان کے معنی

Marfat.com

سے آگاہ تھے۔ چودہ حروف مقطعات حروف تہجی کی ترتیب میں یہ ہیں:۔

ا۔ح۔ر۔س۔ص۔ط۔ع۔ق۔ک۔ل۔م۔ن۔ہ۔ی، ان حروف مقطعات ۔سے صرف ایک بامعنی جملہ بنتا ہے اور وہ یہ ہے صراط علی حق نمسکه -یعنی علیؑ کا راستہ حق ہے اس سے تمسک رکھو۔ یہ چودہ حروف چودہ معصومین کی طرف اشارہ ہیں اور یہ تمام حروف سورۂ فاتحہ میں آ ئے ہیں اور اسی لیے ان حروف کی اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ کو نماز کی ہر رکعت میں پڑھنا واجب قرار دیا ہے۔

میں نے جب ان حروف مقطعات پر غور کیا تو میرے ایک اندازہ کے مطابق یہ پتہ چلا کہ یہ تمام حروف مقطعات رسول اللہؐ سے اللہ تعالیٰ کا تخاطب ہے۔ یہ خیال آنا تھا کہ میں نے حروف مقطعات کے اعداد کے مطابق اردو زبان میں ان میں سے ہر ایک کا ایک متبادل تلاش کیا۔ چنانچہ کافی کاوش کے بعد یہ نقشہ سامنے آیا۔

اعداد	اعداد	اعداد	اعداد
الم = ۷۱	محبوب احد = ۷۱	المص = ۱۶۱	ہادی عالم = ۱۶۱
الر = ۲۳۱	محمد نکو بیان = ۲۳۱	المر = ۲۷۱	اے محبوب رب = ۲۷۱
کھیعص = ۱۹۵	صادق = ۱۹۵	طہ = ۱۴	جواد = ۱۴
طسم = ۱۰۹	نبی والا جاہ = ۱۰۹	طس = ۶۹	یا محبوب = ۶۹
یس = ۷۰	احمد زاہد = ۷۰	ص = ۹۰	نبی وحید = ۹۰
حم = ۴۸	ہادی وحید = ۴۸	حم عسق = ۲۷۸	بلند حوصلہ احمد = ۲۷۸
ق = ۱۰۰	احمد والا جاہ = ۱۰۰	ن = ۵۰	محبّ = ۵۰

رموز قرآن بیشمار ہیں۔ ان میں سے صرف دو ایک کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔ چودھویں پارہ ربما، سورۂ الحجر، ۸۰ ویں آیت میں ایک ترکیب آئی ہے ''سبع مثانی''۔ سبع

Marfat.com

مثانی سورۂ فاتحہ کا دوسرا نام ہے۔ اس کی توضیح سے پہلے یہ بھی معلومات عامہ کے لیے بتاتا چلوں کہ سورۂ فاتحہ کے سولہ نام ہیں:

۱-فاتحہ الکتاب/۲-ام القرآن یا ام الکتاب/۳-کنز القرآن/۴-وافیہ/۵-کافیہ/۶-شافیہ سورۂ شفا/۷-سبع مثانی/۸-سورۂ نور/۹-رقیہ/۱۰-الحمد/۱۱-سورۂ دعا یا شکر/۱۲-تعلیم المسئلہ/۱۳-مناجات/۱۴-تفویض/۱۵-سوال/۱۶-صلواۃ

اسے سبع مثانی یوں کہتے ہیں کہ اس لفظ سبع کے معنی ہیں سات اور مثانی کے معنی ہیں بار بار ذکر کیے ہوئے مضامین و آیات۔ اس کی دو وجوہ ہیں، پہلی وجہ یہ کہ دو بار نازل ہوئی۔ نیز یہ کہ ہر نماز میں اس سورہ کی تکرار ہوتی ہے۔ آدھے سورہ میں رب کی حمد و ثنا ہے اور باقی آدھے میں بندہ کی دعا۔ آدھا سورہ خالق کی شان میں، آدھا مخلوق کے لیے۔ لہذا اس کو سبع مثانی کہا جاتا ہے۔ نیز اس کی آیتیں بھی سات ہیں اور دوزخ کے دروازے بھی سات۔ جو شخص ان سات آیتوں کے پڑھنے کا پابند ہوگا اس پر دوزخ کے ساتوں دروازے بند ہوں گے۔ یہ سات آیتیں جہنم کے سات طبقوں کا قفل ہیں (تفسیر کبیر)۔ اس سورہ کے فضائل بے شمار ہیں۔ مسلم شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ فرشتے نے آسمان سے نازل ہو کر بارگاہ نبوت میں عرض کی کہ مبارک ہو، آپؐ کو دو نور ایسے ملے کہ کسی نبی کو نہ ملے۔ ایک سورہ فاتحہ اور دوسرا سورۂ البقرہ کی آخری آیتیں۔ ترمذی شریف میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا سورۂ فاتحہ کی مثل توریت، زبور، انجیل میں کوئی سورت نہ اتری۔ تفسیر کبیر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ایک سو چار کتابیں اور صحیفے اتارے مگر سو کتابوں کے علوم چار میں رکھے یعنی توریت، زبور، انجیل اور قرآن مجید میں، پھر ان کے علوم سورہ فاتحہ میں رکھے گئے۔ لہذا جس نے سورہ فاتحہ کو پڑھ لیا اس نے گویا ساری آسمانی کتابیں پڑھ لیں۔ اس سورہ فاتحہ میں یہ سات حروف نہیں ہیں۔ ج، جہنم کا پہلا حرف، خ-خزی کا پہلا حرف، جس کے معنی ہیں

Marfat.com

رسوائی، ز- زفیر کا پہلا حرف جس کے معنی دوزخیوں کی آواز، ش شہیق کا پہلا حرف، جس کے معنی ہیں جہنمیوں کی آواز، ظ- ظلم کا پہلا حرف جس کے معنی ہیں جبر و تشدد - ف، فساد کا پہلا حرف جس کے معنی ہیں جھگڑا۔

ایک اور رمزِ قرآن جو پوشیدہ مگر نگاہ بصیرت رکھنے والوں سے پوشیدہ نہیں، سورۂ رحمٰن پر نظر کیجیے۔ شروع میں ہے علم القرآن جس کے معنی ہیں خدا نے قرآن کی تعلیم دی، اور اس کے بعد کہا، خلق الانسان اس نے انسان کو پیدا کیا۔ قابل غور اور قابل توجہ یہاں یہ بات ہے کہ پہلے یہ ذکر کہ قرآن کی تعلیم دی اور اس کے بعد ذکر کہ انسان کو پیدا کیا۔ اگر اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہوتا کہ اس نے قرآن کی تعلیم عام انسان کو دی تو آیات کی ترتیب یوں ہوتی۔ خلق الانسان علم القرآن لیکن یہاں صورت یہ ہے کہ ذکر پہلے قرآن کی تعلیم دینے کا ہے اور پھر خلقت انسانی کا۔ بات بالکل واضح ہوگئی کہ اللہ بتا رہا ہے کہ میں نے اس انسان کو پیدا کیا جس کو میں پہلے ہی کائنات کی خلقت سے قبل نوری وجود میں لا کر قرآن کی تعلیم دے چکا تھا۔ یہ رموز قرآنی ہیں۔ انہیں سمجھنے کے لیے تدبر و تفکر چاہیے جیسا کہ خود خداوند تعالیٰ نے کئی جگہ قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ جب یہ قرآن مجید پڑھو تو اس میں تدبر، تفکر، تعقل کرو، جب ذات محمدؐ کو جو نوری ہے بشری لباس پہنایا تو کہا کہ میں نے اس انسان کو پیدا کیا ہے جسے میں قرآن کی تعلیم دے چکا ہوں۔ بعثت رسالت کے بعد آپؐ نے قرآن مجید کی تعلیم لوگوں تک پہنچائی جس سے آپ پہلے ہی نوازے جا چکے تھے۔

❀❀❀

Marfat.com

Marfat.com

نذرانۂ عقیدت

Marfat.com

کبھی تنہائی کوہ و دمن عشق
کبھی سوز و سرود و انجمن عشق
کبھی سرمایہ محراب و منبر
کبھی مولا علیؑ خیبر شکن عشق

(اقبالؒ)

Marfat.com

نعت رسول مقبولؐ

شبنم شکیل

دنیا سے بے نیاز کیا تیرے نام نے
مجھ کو بچا لیا ہے درود و سلام نے
اس نے اذاں نہ دی تو سحر ہی نہیں ہوئی
پایا ہے مرتبہ یہ ترے اک غلام نے
دل کر رہا ہے ذکر کی محفل کا اہتمام
ہلچل مچا رکھی ہے محمدؐ کے نام نے
بس تیرا ذکر خیر ہے باقی کے مرحلے
آسان کر دیے ہیں اسی ایک کام نے
اطوار ہی بدل دیے اک پوری قوم کے
حسن عمل نے اور ترے حسن کلام نے
دو لخت ہو کے اس نے جو تعمیل حکم کی
تکمیل کر لی اپنی بھی ماہ تمام نے
شبنم بھی ہو گی تیری شفاعت سے بہرہ مند
ڈھارس اسے بھی دی ہے ترے فیض عام نے

❀❀❀

Marfat.com

سپاس بحضور جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام

از علامہ اقبال☆

ترجمہ: ظفر عباس

ای محو ثنای تو زبان ها — ای یوسف کاروان جان ها
مصروف تیرے ذکر میں عالم کی زباں ہے — یہ قافلہ یوسف تیری چاہت میں رواں ہے

ای باب مدینہ محبت — ای نوح سفینہ محبت
تو شہر محبت کا در علم و عمل ہے — تو نوح سفینہ ہے یہی بات اٹل ہے

ای ماحی نقش باطل من — ای فاتح خیبر دل من
تو آیا ہے باطل کا میرے نقش مٹانے — اس دل کے دھڑکتے ہوئے خیبر کو جھکانے

ای سر خط وجوب و امکان — تفسیر تو سورہ های قرآن
تو خالق و مخلوق کا اک راز نہاں ہے — قرآں تیرے وصفوں کا حقیقت میں بیاں ہے

ای مذہب عشق را نمازی — ای سینہ تو امین رازی
تو عشق کے مذہب میں ہے اصول عبادت — ہے رازکی حاصل تیرے سینے کو سعادت

ای سر نبوت محمدؐ — ای وصف تو مدحت محمدؐ
تو راز نبوت کا خداداد امیں ہے — تو خاتم مرسل کا چمکدار نگیں ہے

گردون کہ رفعت ایستادست — از بام بلند تو فتادست
اس درجہ بلندی پہ یہ قائم جو فلک ہے — دراصل تیری بام کے سائے کی جھلک ہے

ہر ذرۂ درگہت چو منصور — در جوش ترانۂ انا الطور
تیرے در اقدس کا ہر اک ذرہ ہے منصور — ہے نغمہ سرا جوش میں، میں طور ہوں میں طور

☆ پہلی مرتبہ یہ سپاس نامہ رسالہ مخزن' لاہور (زیر ادارت سر شیخ عبدالقادر مرحوم) ۱۹۰۵ء میں شائع ہوا مدیر محترم نے اس کا تعارف بدین الفاظ کرایا: سپاس کے پیش لفظ میں لکھا ہے "فارسی نظمیں عموماً مخزن میں شائع نہیں ہوتیں، تاہم احباب کے اصرار سے ہم اسے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ یہی نظم باظہار عقیدت شیخ صاحب (علامہ اقبال) صبح کے وقت پڑھا کرتے ہیں۔" اس نظم کے ترجمہ میں فارسی اشعار کی دلآویزی کے متابل اردو اشعار کی رعنائی، مفہوم و مطالب کی گہرائیں، روحانیت و عقیدت کی وسعتوں اور ممدوح عالی وقار کی عظمت وجلالت کی رفعتوں کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ (ظفر عباس)

Marfat.com

بی تو نتوان بہ او رسیدن — بی او نتوان بہ تو رسیدن
جس نے تیرے دروازے پہ گردن نہ جھکائی — ممکن در خالق پہ نہیں اس کی رسائی

فردوس ز تو چمن در آغوش — از شان تو حیرت آئینہ پوش
فردوس تیرے دم سے بہاروں کا وطن ہے — حیرت تیری شوکت سے خود حیرت کا چلن ہے

جانم بہ غلامی تو خوشتر — سر برزدہ ام ز جیب قنبر
میں تیری غلامی میں ہوں دلشاد ہے میرا — قنبر کا میں ہمسر ہوں وہ ہمزاد ہے میرا

ہشیارم و مست بادہ تو — چون سایہ زپا فتادہ تو
باہوش ہوں پھر بھی تیرے ساغر سے ہوں سرشار — ہوں سایۂ تیرے پائے مبارک کا گھر بار

از ہوش شدم مگر بہوشم — گوئی کہ نصیری خموشم
گو ہوش میں ہوں پھر بھی مجھے ہوش کہاں ہے — ہوں دل کا نصیری میری خاموش زباں ہے

دانم کہ ادب بضبط راز است — در پردۂ خامشی نیاز است
اخفائے محبت ہی حقیقت میں ادب ہے — محرم ہے وہی اصل میں جو مہر بلب ہے

اما چہ کنم می تولا — تند است برون فتد زمینا
لیکن میں کروں کیا ے عرفان و تولا — ہے تند بہت آپ چھلک جاتی ہے مینا

زاندیشۂ عاقبت رہیدم — جنس غم آل تو خریدم
واللہ یہ دل عقبیٰ کی فکروں سے رہا ہے — ماتم تیرے پیاروں کا سدا اس میں بپا ہے

فکرم چو بہ جستجو قدم زد — در دیر شد و در حرم زد
پہلے تو میری فکر بھی ویرانے میں پہنچی — در بند کیا کعبے کا بت خانے میں پہنچی

در دشت طلب بسی دویدم — دامان چو گرد باد چیدم
دشت طلب زیست میں مدت سے رواں تھا — گرداں تھا بگولے کی طرح، چین کہاں تھا

در آبلہ خارہا خلیدہ — صد لالہ تہ قدم دمیدہ
پاؤں میں میرے آبلے تھے، آبلوں میں خار — تھا زیر قدم، لالۂ خوں رنگ کا انبار

Marfat.com

افتادہ گرہ بروی کارم — شرمندۂ دامن غبارم

پیچیدہ گرہ کام میں صد کاہش جاں تھی — ناکامی کے ملبوس میں ناموس نہاں تھی

پویان چون خضر سوی منزل — بر دوش خیال بستہ محمل

بے خضر سوئے منزل مقصود رواں تھا — وہ منزل مقصود کہاں میرا گماں تھا

جویای می و شکستہ جامی — چون صبح بباد چیدہ دامی

ٹوٹا ہوا ساغر لیے بے خواہ تھا در در — جس طرح سحر پھینکتی ہے دام صبا پر

پیچیدہ بخود چو موج دریا — آوارہ چو گرد بادِ صحرا

گردش میں شب و روز تھا دریا کا بھنور تھا — صحرا میں بگولے کی طرح محو سفر تھا

واماندہ ز درد نارسیدن — وز آبلہ شکستہ دامن

محرومی منزل سے تھا واماندہ و خستہ — تھا آبلوں سے پاؤں کے بدحال و شکستہ

عشق تو دلم ربود ناگاہ — از کار گرہ کشود ناگاہ

جاگا جو تیرا عشق میرے دل میں اچانک — بگڑے ہوئے کاموں کی کھلیں گرہیں اچانک

آگاہ ز ہستی و عدم ساخت — بت خانہ عقل را حرم ساخت

واقف کیا اس عشق نے ہستی و عدم سے — ہے عقل کا بت خانہ حرم اس کے قدم سے

چون برق بخرمنم گذر کرد — از لذت سوختن خبر کرد

وہ برق میری ذات کے خرمن پہ گرائی — اک سوز کی لذت دل بے کیف نے پائی

برباد متاع ہستیم داد — جامی ز می حقیقتم داد

دیرینہ متاع ہستی کی برباد ہوئی ہے — عرفان کی مے جام تولا سے ملی ہے

سرمست شدم زپا فتادم — چون عکس ز خود جدا فتادم

اب خاک پہ گرتا ہوں وہ سرمست ہوا ہوں — سائے کی طرح اپنے ہی پیکر سے جدا ہوں

پیرہن مناومن دریدم — چون اشک زچشم خود چکیدم

ان ہاتھوں سے ملبوس انا تار ہوا ہے — دل خوں کی طرح آنکھ سے دامن پہ گرا ہے

Marfat.com

خاکم بفراز عرش بُردی — زان راز کہ بادلم سپردی
مجھ پیکر خاکی کو ملی عرش کی رفعت — تلقین کیے تونے وہ اسرار حقیقت

واصل بکنار کشتیم شد — طوفان جمال زشتیم شد
صد شکر سفینہ میرا ساحل سے لگا ہے — طوفان سیہ مطلع انوار ہوا ہے

جز عشق حکایتی ندارم — پروای ملامتی ندارم
جز عشق کوئی حرف میرے لب پہ نہیں ہے — دنیا کی ملامت کی مجھے فکر نہیں ہے

از جلوۂ عام بی نیازم — سوزم، گریم، تپم، گدازم
مجھ کو نہیں اب برق تجلی کی ضرورت — سوزاں ہوں دم عشق سے خود شمع کی صورت

❀❀❀

Marfat.com

منقبت حضرت علیؑ

بھون امروھوی☆

تھی شبھ گھڑی جو گھر میں خدا کے جنم لیا
کیسے عظیم تر ہیں وہ کتنے مہان ہیں
مجھ کو بھی ان سے پیار ہے بھگوان کی قسم
میرے لیے علیؑ تو بڑے بھاگوان ہیں

O

علیؑ والے کسی مشکل سے گھبرایا نہیں کرتے
کوئی خوف و خطر خاطر میں وہ لایا نہیں کرتے
وہ جن کے دل میں ہوں ان کو وہ بسرایا نہیں کرتے
مہک جن میں ہو ان کی پھر وہ کمہلایا نہیں کرتے
علیؑ کو جب سے میں نے من کے مندر میں بٹھایا ہے
ستانے والے اب میرے قریب آیا نہیں کرتے
میرا گھر ہو گیا جنت، لکھا در پر علیؑ جب سے
وہ کیا جانیں جو ان کا نام دہرایا نہیں کرتے
انہیں اچھے برے کی آپ ہی پہچان ہوتی ہے
کبھی حیدرؑ کے دیوانوں کو سمجھایا نہیں کرتے

Marfat.com

علیؑ کے ذکر کی ٹھنڈی ہوا جس گھر میں چلتی ہے
مصیبت کے وہاں بادل کبھی چھایا نہیں کرتے

انہیں جو بھی پکارے وہ مدد کو اس کی آتے ہیں
جو اٹکا ہے اسے ہرگز وہ ٹھکرایا نہیں کرتے

''بھون'' میں بھی علی کا ایک ادنیٰ سا پجاری ہوں
محبت کرنے والے کو وہ ترسایا نہیں کرتے

میں ہندو ہوں بھون لیکن علیؑ میرا عقیدہ ہیں
یہ دل کی بات ہے جو سب کو سمجھایا نہیں کرتے

❀❀❀

☆ پیدائش: ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۹ء در امروہہ، مذہب: ہندو برہمن، پیشہ: تجارت، تعلیم: ایم اے (اقتصادیات) (آگرہ ۱۹۷۳ء)۔ اگرچہ ہندی میں ۱۹۸۵ء سے شعر کہہ رہے ہیں، ۱۹۹۳ء میں غمگین امروہوی سے اصلاح لینی شروع کی، اور نعت و منقبت گوئی کا آغاز کیا۔ آپ اردو، فارسی اور ہندی تینوں زبانوں میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ (ادارہ)

Marfat.com

منقبت

آقائے کائنات مولا مشکل کشا حضرت علیؑ

ظہیر زیدی

اعلان حق میں جس کی ضرورت تھی وہ علی
آب و ہوا پہ جس کی حکومت تھی وہ علی
جس کو حیات و موت پہ قدرت تھی وہ علی
جس کی قلوب کفر پہ ہیبت تھی وہ علی
دہشت سے جس کی کفر کا جینا حرام تھا
بندہ قمر تھا جس کا، ستارہ غلام تھا

پیدا ہوا جو کعبہ کے اندر وہی علی
جس کا لقب تھا ساقی کوثر وہی علی
اسم گرامی جس کا تھا حیدر وہی علی
چیرا تھا جس نے کلۂ اجگر وہی علی
ضربت سے جس کی عرش و زمیں کانپتے رہے
حد ہے کہ جبرئیل امیں کانپتے رہے

Marfat.com

اسلام کی دلیل کو میرا سلام ہو
اُس مردم جلیل کو میرا سلام ہو
استاد جبرائیل کو میرا سلام ہو
ہم رتبۂ خلیل کو میرا سلام ہو
لاکھوں سلام شاہ غضنفر کے نام پر
لاکھوں سلام حیدر و صفدر کے نام پر

❁❁❁

Marfat.com

کیا شانِ علیؑ، سبحان اللہ

سرفراز ظفر

احسانِ علیؑ سبحان اللہ   ہر آنِ علیؑ سبحان اللہ
مایوس نہ لوٹا ہے سائل   وا خوانِ علیؑ سبحان اللہ
اک بوریا، اک شمشیر و سپر   سامانِ علیؑ سبحان اللہ
کب تم کو گوارا نانِ جویں   ہے نانِ علیؑ سبحان اللہ
ہے گوہرِ عرفاں کا مخزن   عمانِ علیؑ سبحان اللہ
ہیں سارے مکرم یارِ نبی   کیا شانِ علیؑ سبحان اللہ
سب پڑھتے ہیں قرآن مگر   قرآنِ علیؑ سبحان اللہ
اسلام کو بخشی شادابی   بستانِ علیؑ سبحان اللہ
شاہوں سے ظفر اعلیٰ قنبر   دربانِ علیؑ سبحان اللہ

❀❀❀

Marfat.com

علیؑ علیؑ

مقصود جعفری

دامان خشک زیست کو ابر مطیر دے
حیدرؓ وہ ہے جو کلۂ اژدر کو چیر دے
پتھر جو گنگ ہیں انہیں نطق و صفیر دے
مجھ بادہ کش کو بادۂ خم غدیر دے
میدان حرب و ضرب میں وہ بے مثال ہے
جس کا کوئی جواب نہیں، وہ سوال ہے

عرفان و عقل و دین و شجاعت علیؑ کی ذات
صدق و صفا و حلم و عدالت علیؑ کی ذات
مومن کے واسطے ہے شفاعت علیؑ کی ذات
نازاں ہے جس پہ روح امامت علیؑ کی ذات
سامان سوز و عشق بھی مولا کی ذات ہے
پوشیدہ جس کی ذات میں اک کائنات ہے

مولائے کائنات ہے شیر خدا علیؑ
اور جامع الصفات ہے شیر خدا علیؑ
اسلام کی حیات ہے شیر خدا علیؑ
پروانۂ نجات ہے شیر خدا علیؑ

Marfat.com

ہے مظہر صفات خفی و جلی علیؑ
معجز نمائے حق بھی ہے حق کا ولی علیؑ

بیشک علیؑ خلاصۂ ام الکتاب ہے
حقا کہ وہ ولیِ رسالتمآب ہے
شہر علوم احمد مرسل کا باب ہے
بے مثل و بے عدیل ہے اور لاجواب ہے
زوج بتول پاک ہے سرخیل اولیا
اور ہے شریک کار رسالت شہ ہُدا

باران برق و شعلہ و شبنم علی علی
فخر صفات عیسیٰ و مریم علی علی
انسانیت کے زخم کا مرہم علی علی
دل میں، زباں پہ، ذہن میں دم دم علی علی
فکر و عمل کی جاگتی تصویر بن گیا
قول علیؑ زمانے کی تقدیر بن گیا

ہادی بحکم ہادی دوراں ہے آج بھی
اک مہر ضوفشاں، مہ تاباں ہے آج بھی
نفس رسولؐ ہے، شہہ مرداں ہے آج بھی
بے شک چراغ کعبۂ ایماں ہے آج بھی
سرمایۂ حیات ہے، ذکر علی ولی
ہے جعفری زبان پہ ہر دم علی علی

❀❀❀

Marfat.com

نہج البلاغہ

(سال حضرت علیؑ کی مناسبت سے)

سید سلمان رضوی☆

عقل و خرد کا مسکن و مادیٰ، نہج البلاغہ نہج البلاغہ
دین و شریعت کا سرمایہ، نہج البلاغہ نہج البلاغہ

ارشادات جواہر پارے، فرمودات کھرے شہ پارے
ہر پارے کی اصل سپارہ نہج البلاغہ نہج البلاغہ

خطبہ ہو، خط ہو، فقرہ ہو، حکمت کا انمول خزینہ
تو نے کیا کیا کچھ سمجھایا، نہج البلاغہ نہج البلاغہ

وحدت، خلقت، دنیاداری دونوں جہاں کی راحت کاری
سارے ہیں ابواب ہدایہ نہج البلاغہ نہج البلاغہ

حب علیؑ ، تکریم بزرگاں، ہر انسان کی عزت کرنا
تجھ سے ملا جنت کا اجازہ نہج البلاغہ نہج البلاغہ

Marfat.com

مالک اشتر کو جو خط ہے اک دستور جہاں بانی ہے
دستاویزوں کا مجموعہ نہج البلاغہ نہج البلاغہ

مومن کے ہونٹوں کی طراوت، آنکھ کی ٹھنڈک، جان کی ٹھنڈک
منکر کے خرمن کا شرارہ، نہج البلاغہ نہج البلاغہ

علم لدنی ، دین محمدؐ، تجربہ سرکار امامت
ان سب کا بے لاگ خلاصہ، نہج البلاغہ نہج البلاغہ

اک شب اسریٰ، اک شب ہجرت، اک شب قدر و ہر شب رحمت
ہر شب کا فکری گلدستہ، نہج البلاغہ نہج البلاغہ

❀❀❀

Marfat.com

حضرت علی علیہ السلام کے حضور

سید عارف

اے علی مرتضیٰ
اے ولی باصفا
کس میں تاب ہے اتنی
کس میں اتنی ہمت ہے
مدحتیں لکھے تیری
عظمتیں لکھے تیری
حرف میں لپیٹے کون
لفظ میں سمیٹے کون
روشنی کے دریا کو
نور کے سمندر کو
خوشبوؤں کے پیکر کو
حرف وصوت کا کوئی
پیرہن نہیں ملتا
تیرے قد وقامت سے
حرف سارے کمتر ہیں
لفظ سارے چھوٹے ہیں
اے علی مرتضیٰ
اے ولی باصفا

❀❀❀

Marfat.com

نذرِ حیدرِ کرارؑ

حکیم سروسہانپوری

جاری ز لبم صبح و مسا مدحت حیدرؑ
جنت کہ ز بوی دہنم گشت معطر
ممدوح مرا مطلع انوار ولایت
آن حیدر کرار کہ داماد پیمبرؐ
نقش قدمت راہبر منزل عرفان
خاک کف پا طوطیہٗ چشم منوّر
منسوب شد از نام تو ہر خیل ولایت
سرخیل ولایت توئی، اے پیکر اطہر
تو زندہ و تابندہ کنی نام وفا را
از مسند ارشاد بہ ہنگامہٗ خیبر
تو شاہد و تو محفل، تو صاحب محفل
تو جلوۂ صد رنگ و توئی چشم منوّر
میراث نبوتؐ چہ شود روشنیِ علم
حقا کہ توئی وارث میراث پیمبر
آن صبح سعادت کہ امید دل جبرئیل
رخشندہ و تابندہ ز عکس رخ انور

Marfat.com

اے نیرّ توحید بہ ہر تیرگی شرک

اے ساحل امید بہ طوفان بلا گر

تاریخ ببین عزت مولود حرم را

این بت شکنے ہست کہ بر دوش پیمبر

واللہ مرا عشق علیؑ دولت دارین

آں دولت ایمان کہ بہر کس نہ میسّر

مدحت چہ کنم "سروؔ" کہ تابی نہ توانی

نازم بہ نیازم کہ گدای در حیدرؓ

سوز دل صد پارہ کہ فیض نگہ تست

فیض نگہ تست، ہمین نذرِ رہِ تست

❀❀❀

Marfat.com

حضرت علی المرتضیٰؑ

سرور انبالوی

تازہ ترے خیال سے ایماں ہے یا علیؑ
تیرا غلام خسرو دوراں ہے یا علیؑ

تیری نظر سے قلب و نظر میں ہے روشنی
سرمایۂ حیات یہ ساماں ہے یا علیؑ

شاہوں سے مرتبہ ہے بڑا اس فقیر کا
جس پر کہ تیرا سایۂ داماں ہے یا علیؑ

جو شمع تو نے اپنے لہو سے جلائی تھی
وہ شمع آندھیوں میں فروزاں ہے یا علیؑ

نام علی ضمانت مشکل کشائی ہے
یہ صبح و شام نعرۂ مستاں ہے ''یا علیؑ''

وہ خاک جس نے چوم لیے ہیں ترے قدم
وہ خاک ہم کو تخت سلیماں ہے یا علیؑ

دنیا کو تیری خاک کف پا کی ہے تلاش
تو ہی علاج گردش دوراں ہے یا علیؑ

تیرے طفیل گلشن ہستی میں ہے نمو
تیری نظر سے حسن بہاراں ہے یا علیؑ

بخشی ترے جمال نے تاروں کو روشنی
تیری نگہ سے گردش دوراں ہے یا علیؑ

قوت سے تیری پرچم اسلامیاں بلند
ہیبت سے تیری کفر بھی لرزاں ہے یا علیؑ

ذرّوں کو تو نے ہمسر خورشید کر دیا
تیرا وجود مہر درخشاں ہے یا علیؑ

شیر خدا بھی تو ہے، وصی بھی، امام بھی
عالم پہ تیرا سایۂ داماں ہے یا علیؑ

ساقی گری کا رنگ ترے دم قدم سے ہے
تو ہی امید بادہ گساراں ہے یا علیؑ

تیری نظر میں کوثر و تسنیم موج زن
تیری گلی میں خلد کا ساماں ہے یا علیؑ

تیرا وجود گلشن ہستی کی آبرو!!
صحرا بھی تیرے دم سے گلستاں ہے یا علیؑ

تو نے جبین وقت پہ لکھی وہ داستاں
تاریخ حریت کا جو عنواں ہے یا علیؑ

Marfat.com

ابر بہار، جوئے کرم، غازۂ سخا اس کائنات کا جلی عنوان ہے یا علیؑ
آ جا کہ پھر زمانہ کو تیری تلاش ہے دنیا میں آج حشر کا ساماں ہے یا علیؑ
کیا مدح کر سکے سرور انبالوی تیری شاید یہی نجات کا ساماں ہے یا علیؑ

❀❀❀

Marfat.com

علیؑ مولا مشکل کشا

ناصر زیدی

علی شیر خدا مشکل کشا ہیں
علیؑ بے آسروں کا آسرا ہیں
علیؑ مولا ہیں اس کے جس کے مولا
محمد مصطفیٰ صل علیٰ ہیں
علیؑ پر فاش ہیں اسرار عالم
علیؑ حق ہیں، حقیقت آشنا ہیں
علیؑ کے در سے ملتی ہے ولایت
وہ ولیوں کے ولی ہیں، باخدا ہیں
شب ہجرت ہے اور بستر نبیؐ کا
علیؑ قائم مقامِ مصطفیٰؐ ہیں
علیؑ دریا دلی کا اسم اعظم
علیؑ اک منبع جودوسخا ہیں
علیؑ کو جب پکارو ہیں وہ موجود
علیؑ ہر درد کی شافی دوا ہیں
ملی ہیں رفعتیں ان کو جہاں میں
علیؑ کے در کے جو ناصر گدا ہیں

❀❀❀

Marfat.com

خراج تحسین

Marfat.com

Marfat.com

قائد اعظم

عبرت صدیقی

نور اسلام کا باندھے ہوئے رخ پر سہرا
افق ہند پہ اک چاند سا چہرہ ابھرا

چاندنی چھٹکی فضاؤں میں اجالے پھیلے
چادر نور بچھی اور اندھیرے سمٹے

بانی سلطنت پاک، مدبر معمار
خواب تعمیر کی چلمن میں شعور بیدار

حسن تدبیر و عمل، عزم و یقیں کا سنگم
فکر و احساس کا ٹھہرا ہوا نوری قلزم

جس کے افکار سیاست کا کوئی مول نہیں
جس کی پوشاک ذہانت میں کوئی جھول نہیں

جس کی کوشش سے زمانہ میں سرافراز ہیں ہم
شرق اور غرب میں سرمایۂ صد ناز ہیں ہم

گرد کو جس کی نہ اصحاب سیاست پہنچے
کچھ اگر پہنچے تو ارباب بصیرت پہنچے

اک نیا ملک دیا جس نے بنا کر ہم کو
بزم عالم میں کیا جس نے اجاگر ہم کو

جس کا نعرہ تھا خلوص، اور اخوت پیغام
جس کی رگ رگ میں رچا اور بسا تھا اسلام

محفل دانش و افکار کی شمع روشن
عالم سیرت و کردار کی شمع روشن

جس کا منشا تھا کہ اللہ کا فرمان چلے
کشور پاک کے آئین میں قرآن چلے

درد ملت کی تڑپ، جس کے لیے وجہ سکون
جس کی فطرت کا تقاضا، طلب سوز دروں

تحفۂ پاک عطا جس نے کیا ہے ہم کو
ارض ہستی پہ نیا ملک دیا ہے ہم کو

عزم محکم کی وہ اک سیسہ پلائی دیوار
صاحب عظمت و کردار سراپا ایثار

دست نوری میں لیے قوم کا پرچم نکلے
غور سے دیکھا تو یہ قائد اعظم نکلے

ان کی بے مثل وفا یاد رہیگی عبرت
ان پہ تاریخ جہاں ناز کرے گی عبرت

☆ ۲۵ دسمبر یوم ولادت قائد اعظم کی مناسبت سے، بشکریہ ماہ نو، کراچی، دسمبر ۱۹۷۹ء، ص ۴

Marfat.com

Marfat.com

گوشۂ ادب

Marfat.com

Marfat.com

دو پر مہر دلوں کا پر خلوص تبادلہ احساسات

حال ہی میں اسلامی جمہوریہ ایران کی دعوت پر پاکستانی اہل قلم کے ایک وفد نے ایران کا دورہ کیا۔ فرہنگستان زبان و ادب فارسی کے فاضل سربراہ، جناب ڈاکٹر غلام علی حداد عادل کے ساتھ ایک شبانہ نشست میں پاکستانی وفد کے ایک رکن ڈاکٹر سید اکرم شاہ اکرام کی درخواست پر، جو خود بھی فارسی زبان و ادب کے ایک کہنہ مشق استاد ہونے کے علاوہ ایک صاحب طرز شاعر بھی ہیں، موصوف نے اپنی ایک تازہ غزل ''صبح'' کے عنوان سے مہمانوں کو سنائی اور پھر اس کا ایک نسخہ ڈاکٹر اکرم شاہ کی خدمت میں بھی پیش کیا۔ ڈاکٹر اکرم شاہ اکرام نے وطن پہنچ کر فرہنگستان زبان فارسی کی طرف سے پاکستانی وفد کی صمیمانہ پذیرائی پر اظہار تشکر کے ساتھ، ڈاکٹر حداد عادل کی غزل کے جواب میں اسی زمین میں اور اسی عنوان کے ساتھ اپنی ایک غزل موصوف کو تہران ارسال کی۔ یہ دونوں غزلیں پیغام آشنا کے قارئین کی ضیافت طبع کی خاطر یکجا یہاں شائع کی جا رہی ہیں۔ امید ہے پسند آئیں گی۔ (ادارہ)

صبح

غلام علی حداد عادل

پر شد فضای سینه شب از نسیم صبح — پیچیده در مشام طبیعت شمیم صبح

شب زد به بام خانه خود بیرق سپید — پیغام صلح داد و نهان شد زبیم صبح

آواز شب شکاف خروس سپیده دم — خوش می دهد بشارت فتح عظیم صبح

خورشید باشکوه و جلال و جمال خویش — آهسته پای می نهد اندر حریم صبح

با سامری بگو نزند دم از ساحری — اکنون که دم زد از ید بیضا کلیم صبح

درسی به ماز حکمت اشراق می دهد — هر بامداد از دل روشن حکیم صبح

عادل براستی سخنت شرح تازه ای است — از پاکی و صداقت و ذوق سلیم صبح

Marfat.com

صبح

سید اکرم شاه اکرام

چون جلوه جمال نماید خدای صبح ‌ روشن شود ضمیر جهان از ضیای صبح
نازل به گوشه گوشه عالم همی کند ‌ آیات نور رابه حقیقت خدای صبح
آئینه صفای سحر عین روشنی است ‌ صبح صفاست اهل نظر را صفای صبح
مهر از برای راندن طاغوت تیرگی ‌ آید پیمبرانه برون از حرای صبح
آموخت نکته خرد افروز زندگی ‌ هر آن که روی کرد به دانشسرای صبح
در غار غرب لشکر ظلمت همی خزد ‌ چون می شود بلند به مشرق لوای صبح
در دهر از تنفس صبح است روشنی ‌ اهل نظر زنند نفس در هوای صبح
گلها به یک دم از سرنو زنده می شوند ‌ اعجاز می کند به گلستان صبای صبح
اکرام این غزل پی حداد عادل است ‌ کو را بود زبان سخن درثنای صبح

❀❀❀

Marfat.com

سوئے ہوئے قبائل میں اذان

احسان اکبر

فضائے شرق میں سورج کی جگمگاہٹ ہے
سماعتوں میں ابھرتے سمے کی آہٹ ہے
یہ ثانیے جو صدی سال بن کے جیتے ہیں
ہم اہلِ ہجر کے عمروں کے چاک سیتے ہیں
یہ کم سخن جنہیں تقریرِ آشنائی نہیں
عوام ہیں، انہیں دعویٔ کبریائی نہیں

قدم کی زد میں روایت کا حکمران جہاں
بکھر کے رہ گئی طرفِ کلاہِ بے ساماں
نظر میں ہیچ ہوا فرق و تاجِ کج کلہاں
جو ہاتھ بڑھ کے الٹ دیں بساطِ تخت کیاں
صفوں میں اپنی بھلا اور ایسے لوگ کہاں؟

اک ایسی قوت عالم العوام جس کے یہاں
کسی سریر کسی تاج کو پناہ نہیں
وہ ممکنات کے خسرو، حکومتیں جن کی
رہینِ تخت نہیں، ہدیۂ کلاہ نہیں

Marfat.com

سبھی شکستہ دلوں کے قویٰ کی تاب و تواں
تمام سوئے قبیلوں کو ایک سحر کی اذاں
تمام بکھرے ہوئے رہرووں کو بانگ رحیل
تمام مردہ زمانوں کو صور اسرافیل

وہ لوگ جن کے لیے راحتیں گناہ بنیں
قیامتیں جو حوادث کو انتباہ بنیں

❀❀❀

Marfat.com

درویش خدامست

جاوید اقبال قزلباش

درویش خدا مست ہے اقبال کا مومن
ہر رات جو ذاکر تو ثنا خوان ہو ہر دن

پرواز میں افکار کے ہم پایۂ جبریل
اعمال بھی شائستہ ہوں غفران کے ضامن

ہے بندہ مولا مگر اوصاف میں مولا
وہ اہل خراسان ہو کہ تبریز کا ساکن

یکرنگ ہوں، یک جان ہوں، با وحدت افکار
ظاہر میں وہی ہے کہ جو ہو داخل باطن

دشمن وہ ہوس کا ہے، وہی ظلم کا دشمن
ہے علم کا شیدائی، تو ہے خلق کا محسن

ہے قاری قرآن بھی اور عامل قرآن
ہر فعل میں جاوید نظر آئے وہ مومن

❀❀❀

Marfat.com

Marfat.com

سعادت نامہ یا روزنامہ غزوات ہندوستان

چودہویں صدی عیسوی کے اواخر میں امیر تیمور کے حملۂ ہندوستان کے حالات پر ایک چشم دید معاصر تبصرہ، جسے متعدد قلمی نسخوں کی بنیاد پر، جن میں تاشقند لائبریری اور پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور، کے مخطوطات شامل ہیں، معروف ایرانی محقق اور اسکالر ایرج افشار نے ایڈٹ کیا ہے۔ اس کتاب کو، جو اعلیٰ تحقیقی معیار اور شاندار طباعت کا مرقع ہے، مرکز نشر میراث مکتوب (تہران) اور انسٹی ٹیوٹ آف سینٹرل اینڈ ویسٹ ایشین سٹڈیز، کراچی یونیورسٹی نے مشترکہ طور پر شائع کیا ہے۔

صفحات: ۲۲۰، قیمت: -/۵۰۰ روپے پاکستانی؛ ۲۵ امریکی ڈالر (بیرون ملک)

ملنے کا پتہ: انسٹی ٹیوٹ آف سینٹرل اینڈ ویسٹ ایشین سٹڈیز

۱۰۸ – فیکلٹی آف آرٹس کراچی یونیورسٹی

E-Mail:icwas@yahoo.com

icwas@hotmail.com

Marfat.com

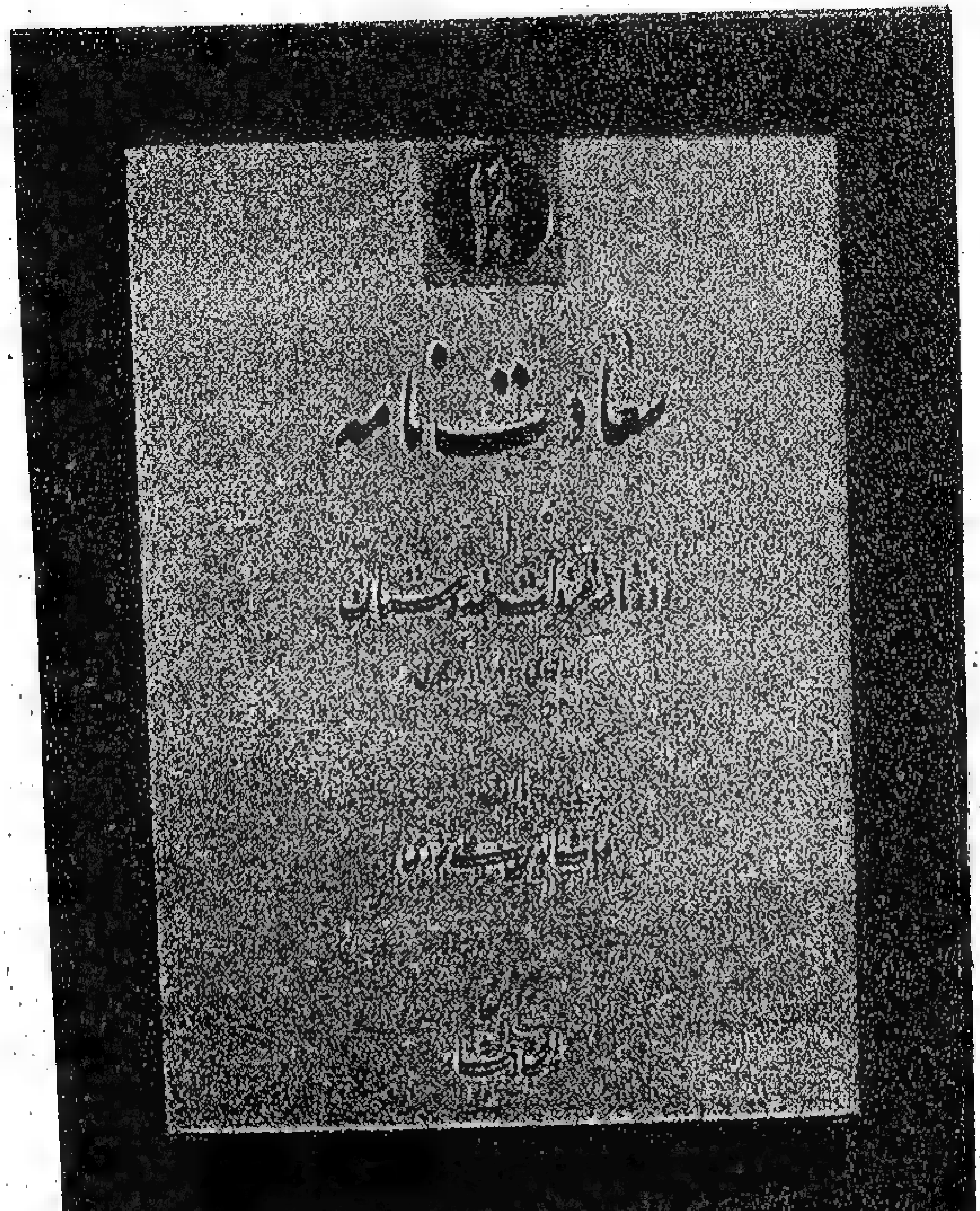

Marfat.com

نئی مطبوعات

Marfat.com

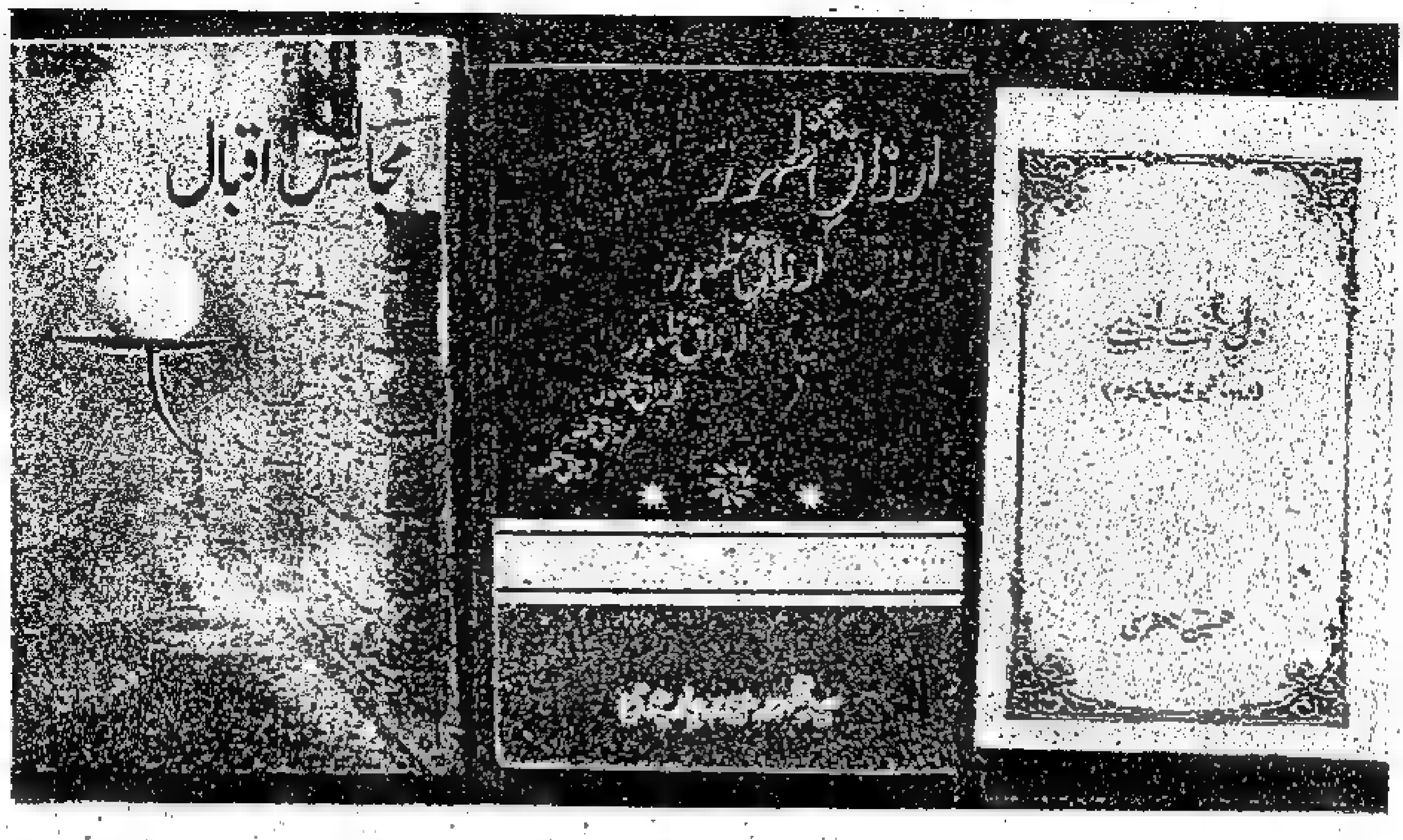

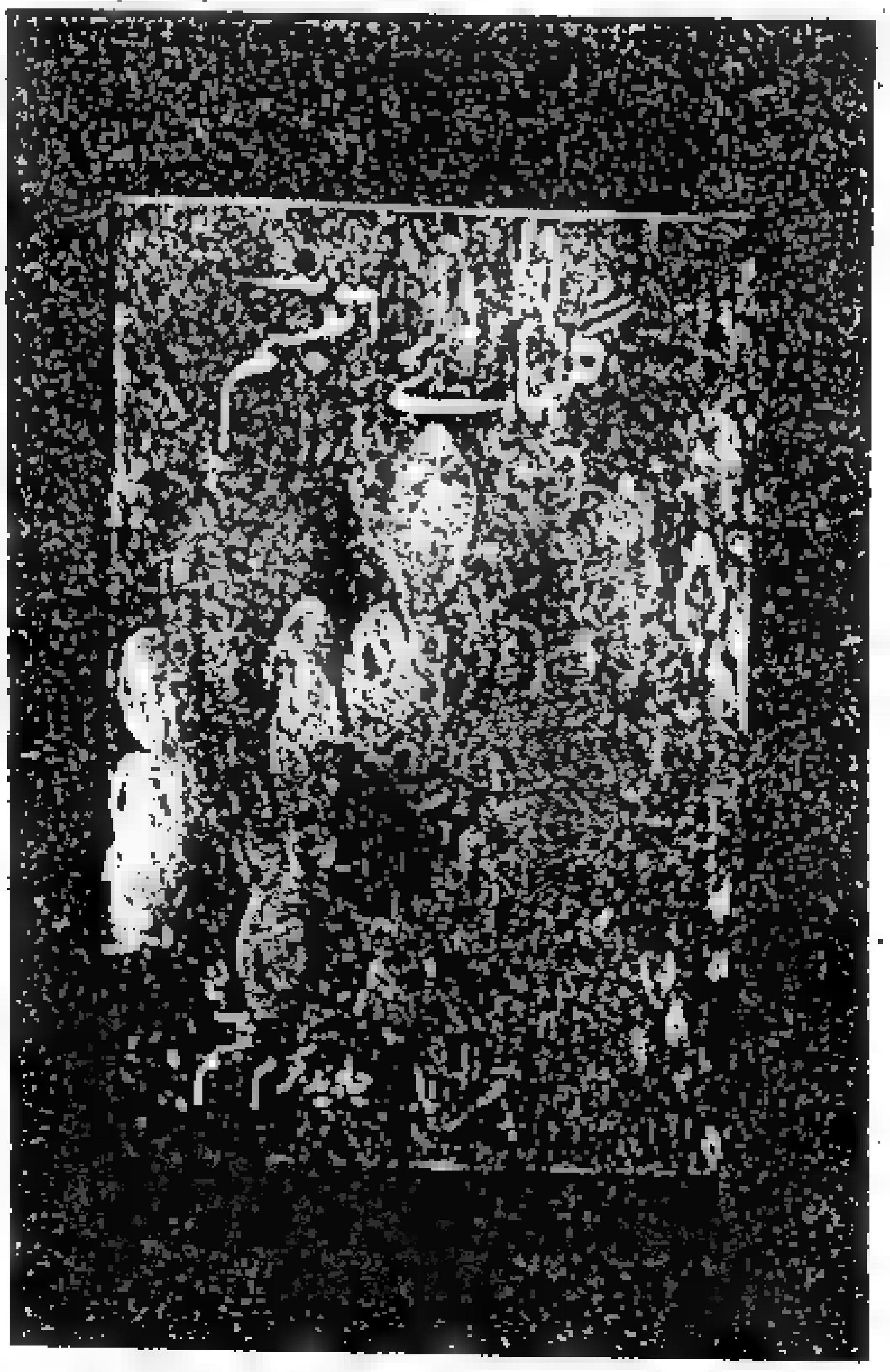

Marfat.com

تبصرہ کتب

☐ نام کتاب: مجالس اقبال

☐ مرتب: پروفیسر جعفر بلوچ

☐ ناشر: دار التذکیر، اردو بازار، لاہور

☐ قیمت: -/۱۵۰ روپے

مجالس اقبال اقبال شناسی کی دنیا میں ایک اہم حوالہ اور ثروتمند اضافہ ہے۔ کتاب خشک روکھے پھیکے مضامین کے بجائے اقبال کے معاصر استاد، دانشور، ادیب، شاعر صحافی سے لے کر بابا ڈینو اور لالہ پہلوان تک کی یادوں کا ایسا حسین مرقع ہے جس میں انتہائی دلچسپ انداز میں اقبال کی زندگی کے بہت سے مخفی گوشوں کو بے نقاب کر کے اقبال شناسی کی دنیا میں ایک تاریخی باب رقم کیا گیا ہے۔ ان میں فلسفی شاعر کے ادبی معرکے، روزمرہ زندگی کے احوال، ان کے معاشرتی تعلقات، دینی جذبے، ادبی محفلیں، اس زمانے کے تاریخی واقعات کے پرتو، غرض یہ کہ اقبال کے بچپن اور جوانی سے لے کر زندگی کے آخری مراحل تک کو دوسری شخصیات کے آئینے میں منعکس کیا گیا ہے۔ یہ انعکاس اس خوبصورتی سے ہوا ہے کہ قاری کا جی چاہتا ہے کتاب ایک ہی نشست میں پڑھ ڈالے۔ واقعاتی عکاسی کی خوبصورتی میں یہ کہنا کافی ہوگا کہ قاری دوران مطالعہ زمانہ اقبال کے معاشرے کی اکائی بن کے رہ جاتا ہے۔ ایسے لگتا ہے گویا وہ بھی انہیں کرداروں میں سے ایک چلتا پھرتا کردار ہے۔ ادب کی دنیا میں پروفیسر بلوچ کی یہ منفرد خدمت ایک قابل قدر اضافہ ہے۔ امید ہے موصوف اپنی قابل قدر کاوشیں اسی طرح آئندہ بھی جاری رکھیں گے تاکہ ملت کو اس کے ماضی کا خوبصورت سراپا لوح ایام میں دکھاتے رہیں۔

Marfat.com

☐ نام کتاب: ارزاقِ ظہور

☐ شاعر: سید ظہور حیدر جارچوی

☐ ناشر: رضا سنز پرنٹرز، شمع پلازا، لاہور

☐ قیمت: -/۶۰ روپے

نذر منتظر، ظہور فکر، تحائف ظہور اور جوش ظہور کے بعد اب معروف شاعر سید ظہور حیدر جارچوی کی کتاب ارزاق ظہور منصہ شہود پر آ چکی ہے۔ کتاب قطعات، منقبتوں، سلاموں، قصیدوں اور نظموں کا ایک حسین شاہکار ہے۔ محبت کے زمزموں سے لبریز دھارے جب انسانی شعور کے مزرعوں کو سیراب کرتے ہیں تو بلاشبہ ان مزرعوں کے پھل بڑے لذیذ، خوش ذائقہ اور خوش رنگ ہوتے ہیں۔ یہ کلام بھی چمن الفت سے چیدہ تازہ پھولوں کا ایک ایسا ہی گلدستہ ہے جس کی تازگی اور خوشبو سدا بہار ہے۔ فانی انسانوں کے لیے لکھے گئے قصیدے سطحی ہوتے ہیں اور ان کے رنگ مرورِ ایام سے پھیکے پڑ جاتے ہیں جبکہ آفاقی اور آسمانی اور روحانی شخصیات کے لیے لکھے گئے کلام میں آفاقیت کے ساتھ جاودانگی بھی پیدا ہو جانا ایک قدرتی امر ہے۔ اہل بیت اطہارؑ کی شان اقدس میں لکھے گئے قصیدے ہوں یا منقبتیں، مرثیے ہوں یا خمسے اور مسدس وہ انہی کیفیات کی حامل ہوتے ہیں۔ گویا لکھاری، شاعر اور مداح زندہ ہستیوں کے تذکرے کر کے خود زندہ اور امر ہو جاتا ہے۔ اس کتاب میں شامل بہت سے کلام انڈیا، پاکستان اور کویت وغیرہ میں منعقدہ مختلف محافل مسالمہ و مقاصدہ میں نذر سامعین ہو چکا ہے۔ امید ہے رثائی ادب کے باب میں اس اضافے پر شاعر مزید اضافے کرتے ہوئے اردو شاعری اور آل رسولؐ کی خدمت کرتے رہیں گے۔ بہرحال من اللہ التوفیق وعلیہ التکلان کے مصداق:

این سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدای بخشندہ

☐ نام کتاب: دل لخت لخت

☐ شاعر: تحسین جعفری مرحوم

☐ ناشر: ایس ٹی پرنٹرز، گوالمنڈی، راولپنڈی

☐ قیمت: -/۱۵۰ روپے

دل لخت لخت کشمیر کے ممتاز شاعر، ادیب، خطیب اور دانشور تحسین جعفری مرحوم و مغفور کی شعری

دیوان امام، ص ۱۱۶

Marfat.com

تصنیف ہے جس میں اردو، کشمیری، گوجری اور پنجابی کی منظومات شامل ہیں۔ تحسین جعفری کشمیر کی وزارت اطلاعات ونشریات کے تحت روزہ مجلہ "کشمیر" کے کئی برسوں تک مدیر رہے۔ اس تصنیف میں آپ کی بہت سی اردو غزلیات بھی شامل ہیں۔ تحسین جعفری کی زندگی میں ان کی جو چند تصانیف شائع ہوئیں، ان میں سے جنت سوزاں اور سرمایہ نجات دو اردو شعری مجموعے، پوش تھیر ان کا کشمیری شعری مجموعہ، اقبال اور مسلک شبیر ان کی اردو نثر میں معرکتہ آلاراء تصنیف خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

تحسین جعفری ایک شعلہ بیان مقرر اور دلسوز شاعر تھے۔ آپ ایک مذہبی اسکالر بھی تھے۔ معروف شاعر اور ادیب ضمیر جعفری نے ان کی وفات پر ایک اخباری مضمون میں لکھا تھا کہ پونچھ شہر نے دو بڑی علمی اور ادبی شخصیات کو جنم دیا۔ ایک مولانا چراغ حسن حسرت اور دوسری تحسین جعفری۔ کتاب کا مقدمہ ان کے بیٹے ممتاز دانشور پروفیسر مقصود جعفری نے لکھا ہے۔

- ❏ نام کتاب: **گلہائے تبسم**
- ❏ شاعر: جاوید کرم تبسم
- ❏ ناشر: فیض الاسلام پرنٹنگ پریس، راولپنڈی
- ❏ قیمت: ۱۵۰/- روپے

گلہائے تبسم ایک سرحدی شاعر جاوید کرم تبسم کے عقیدتی پھولوں کا مہکتا ہوا گلدستہ ہے۔ نظم کے پیرائے میں منقبت اور نعت گوئی نیز طویل بحور وقوافی کے برتنے میں وہ منفرد صلاحیت رکھتے ہیں۔ بارگاہ رسالتؐ اور آل رسولؐ میں اظہار عقیدت کے دوران شعر کی اپنی ہی ایک لطافت وظرافت ہوتی ہے، چونکہ اس میں شعری ذوق اور معرفت وعقیدت، ایمان افروز تخیل سے یکجان ہو جاتے ہیں۔ یہی کچھ آپ کو گلہائے تبسم کی تبسم پاشیوں اور ضیا باریوں میں ملے گا۔ خوبصورت محکم جلد پر بکھرے ہوئے رنگارنگ پھول اور اچھی کوالٹی کی چھپائی نے اس کتاب کو معنوی کے ساتھ ساتھ صوری حسن بھی عطا کر دیا ہے۔ جاوید کرم تبسم ان انتہائی محدود شعراء میں سے ہیں۔ جو اپنا نام اور تخلص دونوں شعر میں استعمال کرتے ہیں۔ یہ کتاب صاحبان دل و نگاہ کے لیے ہدیۂ طبع سلیم ہے۔

❀❀❀

Marfat.com

Marfat.com

گرد و پیش

Marfat.com

Marfat.com

ثقافتی خبریں

مشہد مقدس میں یوم اقبال کی تقریب

موسم گرما سال ۱۳۸۰شمسی ر۲۰۰۱ء میں فردوسی یونیورسٹی مشہد نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قونصل خانہ مشہد کے تعاون سے علامہ اقبال کی تجلیل کے لیے اپنے دانشکدہ ادبیات وعلوم انسانی کے ہال میں ایک تقریب کا اہتمام کیا جس میں متعدد محققین، اساتذہ اور ماہرین اقبالیات نے شرکت کی۔ اس ایک روزہ تقریب میں مشہد میں تعینات پاکستانی قونصلر کا پیغام بھی پڑھ کر سنایا گیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر محمد مہدی ناصح نے ''اقبال اور ہمارا دور'' ڈاکٹر محمد علوی مقدم نے ''اقبال شاعر متعہد''، عزیز اللہ خردمند نے ''پاکستان اور ایران کے ثقافتی مشترکات'' اور ڈاکٹر حسین رزم جو نے ''اقبال عالم اسلام میں ظلم کے مقابل ایک مصلح'' کے موضوعات پر مقالات پیش کیے۔

☆☆☆☆☆

ماحولیات، دین اور ثقافت کے موضوع پر بین الاقوامی سیمینار

۱۸رجون ۲۰۰۱ء کو بنیاد اندیشہ اسلامی نے یونیسکو، UNDP اور بعض دیگر مقامی حکومتی اداروں کے تعاون سے تہران میں ماحولیات، دین اور ثقافت کے عنوان سے ایک سہ روزہ بین الاقوامی سیمینار کا اہتمام کیا۔ اس سیمینار میں صدر مملکت جناب ڈاکٹر سید محمد خاتمی کے علاوہ ممتاز شخصیات نے جن میں مختلف ادیان کے علمائے دین اور اقوام متحدہ کے ماحولیات کے ڈائریکٹر ڈاکٹر ٹاپ فر (Dr.Topfar) بھی شامل تھے، شرکت کی۔ سیمینار کا مقصد مختلف ادیان، تمدنوں اور ثقافتوں کے درمیان عالمی ماحولیات پر گفتگو کی راہ ہموار کرنا، حفظ ماحولیات میں دینی اور ثقافتی قدروں کا کردار نیز اس سلسلے میں ادیان اور تمدنوں کے درمیان مشترکات کا تعین اور آخر میں مشترکہ اصولوں پر عالمی ماحولیات کی حفاظت کے لیے ایک عالمی لائحہ عمل تیار کرنا شامل تھا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

نمل یونیورسٹی میں ایم اے فارسی کے فارغ التحصیل طالب علموں کا اختتامی جلسہ

موجودہ سال ۱۳۸۰ھ ش بہار کے آخر میں دانشگاہ نمل میں فارسی زبان کے اساتذہ اور طالب علموں کے ایک جلسہ میں ایم اے (فارسی) کے فارغ التحصیل طلباء کو خدا حافظ کہا گیا۔ اس موقعے پر طالب علموں اور اساتذہ نے زبان فارسی کی اہمیت پر تقریریں کیں۔ رایزن فرہنگی جناب ڈاکٹر رضا مصطفوی نے ممتاز طالب علموں کو انعامات پیش کیے۔ صدر شعبہ فارسی ڈاکٹر نور محمد مہر نے یونیورسٹی میں فارسی ڈیپارٹمنٹ کی پیشرفت میں ڈاکٹر مصطفوی اور مرکز تحقیقات فارسی کے کردار کو خاص طور پر سراہا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جناب ڈاکٹر مصطفوی کے بریگیڈیر عزیز احمد خان کے ساتھ مذاکرات کے نتیجے طور پر نہ صرف یہ کہ فارسی میں ڈاکٹریٹ کا کورس منظور ہو گیا ہے بلکہ اس کے لیے امیدواروں کا انتخاب بھی عمل میں آ گیا ہے اور ان کے لیے تحقیقی موضوعات کا تعین بھی کر لیا گیا ہے۔ اس کورس کے لیے اساتذہ اور دیگر وسائل کی فراہمی رایزنی فرہنگی ایران کے ذمہ ہوگی۔

✪✪✪✪✪

تہران میں فارسی زبان و ادب کی سہ روزہ عالمی کانفرنس

۲۵-۲۳ اکتوبر ۲۰۰۱ء کو استادان فارسی کی تیسری سہ روزہ بین الاقوامی کانفرنس تہران میں منعقد ہوئی جس میں ۲۸ ممالک کے مندوبین شریک ہوئے۔ کانفرنس کے افتتاحی اجلاس سے تہران یونیورسٹی کے چانسلر ڈاکٹر عراقی اور فرہنگستان زبان فارسی کے سربراہ ڈاکٹر حداد عادل نے خطاب کیا جس کے بعد مختلف ایرانی اور غیر ملکی اسکالرز نے جن میں ایران سے ڈاکٹر خلیجی، ڈاکٹر حاج سید جوادی، ڈاکٹر قاسم صافی، ڈاکٹر سید جعفر شہیدی، ڈاکٹر محمد علی ناصح، ڈاکٹر تمیم داری، تاجکستان سے ڈاکٹر کمال عینی، ہندوستان سے ڈاکٹر امیر حسین عابدی، چین سے پروفیسر یای سین نے مختلف موضوعات پر مقالات پڑھے۔ اگلے دن یعنی ۲۴ راکتوبر کو بعد دوپہر کانفرنس کے تین اجلاس منعقد ہوئے جن میں مجموعی طور پر ۱۷ مقالے پڑھے گئے۔ اسی طرح ۲۵ اکتوبر کو تالار فردوسی دانشگاہ تہران میں ایک گول میز کانفرنس میں "مشکلات و مسائل وادبیات فارسی در جہان" پر بحث ہوئی۔

آخری اجلاس ۲۵ راکتوبر ۲۰۰۱ء ہی کو بعد از ظہر منعقد ہوا جناب صادق خرازی ڈائریکٹر تعلیم برائے وزارت امور خارجہ نے خطاب کیا۔ اسی جلسے میں چند اہم شخصیات کے پیغام بھی پڑھ کر سنائے گئے، جس کے بعد صدر جمہوریہ کے مشیر ڈاکٹر مہاجرانی اور ڈی جی وزارت علوم ڈاکٹر مشرقی نے بھی تقاریر کیں اور آخر میں استادان فارسی کی تیسری سہ روزہ کانفرنس کی سفارشات سنائی گئیں۔

Marfat.com

ڈائریکٹر خانہ فرہنگ کوئٹہ کی جناب میر محبت خان مری سے ملاقات

ڈائریکٹر خانہ فرہنگ ایران، کوئٹہ، جناب عیسیٰ کریمی نے ۳۰ اکتوبر ۲۰۰۱ء کو وزیر مذہبی امور صوبہ بلوچستان جناب میر محبت خان مری سے ان کے دفتر میں ملاقات کی جس کے دوران ایران اور پاکستان کے برادرانہ تعلقات کا خصوصیت سے ذکر آیا۔ جناب میر محبت خان نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ آج اسلامی جمہوریہ ایران، اسلام، اسلامی حکومت، دوستی اور صدق و صفا کے مظاہر ہیں۔ڈائریکٹر خانہ فرہنگ نے اپنی ملاقات کا مقصد وزارت امور مذہبی کی طرف سے ماہ مبارک رمضان میں ممتاز ایرانی قاریان قرآن کی آمد کے سلسلے میں وزارت کی طرف سے تعاون بتایا۔ جبکہ وزیر محترم نے ایرانی قاریوں کے دورے کو سراہتے ہوئے اپنی طرف سے ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا۔

✿✿✿✿✿

خانہ فرہنگ پشاور میں مقابلہ اقبال شناسی

۱۳ نومبر ۲۰۰۱ء کو خانہ فرہنگ اسلامی جمہوریہ ایران پشاور میں یوم اقبال کی مناسبت سے ممتاز شعراء و ادباء، یونیورسٹی پروفیسرز اور اقبال شناسوں کی موجودگی میں ایک محفل منعقد کی گئی۔ خانہ فرہنگ پشاور کے ڈائریکٹر جناب رئیس السادات نے مہمانوں کا استقبال کرتے ہوئے اقبال کو ایک آئیڈیل شاعر قرار دیا۔ پشاور یونیورسٹی شعبہ اردو کے استاد ڈاکٹر کلوروی نے علامہ اقبال کے حوالے سے اتحاد اسلامی کی تحریک پر گفتگو کی اور پروفیسر ڈاکٹر دوست محمد نے اقبال کی افغانوں سے محبت پر اظہار خیال کیا۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر اقبال نسیم خٹک اور پروفیسر خاطر غزنوی نے بھی اقبال شناسی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی تقریب میں ڈاکٹر طٰہٰ خان نے اقبال سے متعلق اپنا کلام بھی پڑھ کر سنایا۔ آخر میں ''اقبال اور اتحاد اسلامی'' کے موضوع پر مقالہ نویسی کے مقابلے میں اول، دوم اور سوم آنے والوں کو انعامات دیئے گئے۔

✿✿✿✿✿

ڈاکٹر سید سبط حسن رضوی مرحوم و مغفور کی برسی

ڈاکٹر سید سبط حسن رضوی فارسی زبان و ادبیات کے کہنہ مشق محقق اور خدمت گذار ہونے کے علاوہ اپنے حسن اخلاق، علم و تواضع گفتار و کردار کی سچائی، زہد و تقویٰ و اخلاص، اور خاص طور پر ایران و پاکستان کے مابین دوستانہ تعلقات کے استحکام کے لیے کوششوں کی خاطر ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔ مرحوم کی روح کو ایصال ثواب

Marfat.com

ممتاز محقق و دانشور ڈاکٹر سبط حسن رضوی مرحوم کی برسی کی تقریب میں رایزن فرہنگی جناب ڈاکٹر رضا مصطفوی خطاب کر رہے ہیں۔

اور ان کی یاد کو تازہ کرنے کے لیے رایزنی فرہنگی ایران نے ۱۱ر دسمبر ۲۰۰۱ء کو ماہ رمضان المبارک کے دوران ایک پرخلوص تقریب کا اہتمام کیا، جس میں ڈاکٹر رضوی کے اہل خاندان اور احباب کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔

✿✿✿✿✿

سفیر محترم اسلامی جمہوریہ ایران کی رایزنی فرہنگی میں آمد

عید الفطر کی مناسبت سے سفیر محترم اسلامی جمہوریہ ایران جناب سراج الدین موسوی نے رایزنی فرہنگی کی سٹاف کی طرف سے عید ملن پارٹی میں شرکت کی رایزن محترم جناب دکتر رضا مصفوی نے سٹاف کی طرف سے

سفیر اسلامی جمہوریہ ایران جناب سراج الدین موسوی دورہ رایزنی فرہنگی کے موقع پر سٹاف کے ہمراہ

Marfat.com

سفیر محترم کا خیر مقدم کرتے ہوئے انہیں مختلف شعبوں کی کارکردگی سے آگاہ کیا۔ سفیر محترم نے سٹاف کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے انہیں عید سعید کی مبارک باد دی اور سٹاف میں عیدی تقسیم کی۔ سٹاف کی طرف سے آقائے قزلباش نے سفیر محترم اور رایزن محترم کی جانب سے سٹاف کے مسائل پر توجہ کا شکریہ ادا کیا اور امید ظاہر کی کہ آئندہ بھی مبارک ایام میں اجتماعات کا یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

✿✿✿✿✿

رایزن فرہنگی میں مسلمانوں اور مسیحیوں کی کرسمس پر مشترکہ تقریب

رایزنی فرہنگی میں کرسمس ۲۰۰۱ء کی مناسبت سے ایک یادگار تقریب منعقد ہوئی جس میں دانشور،

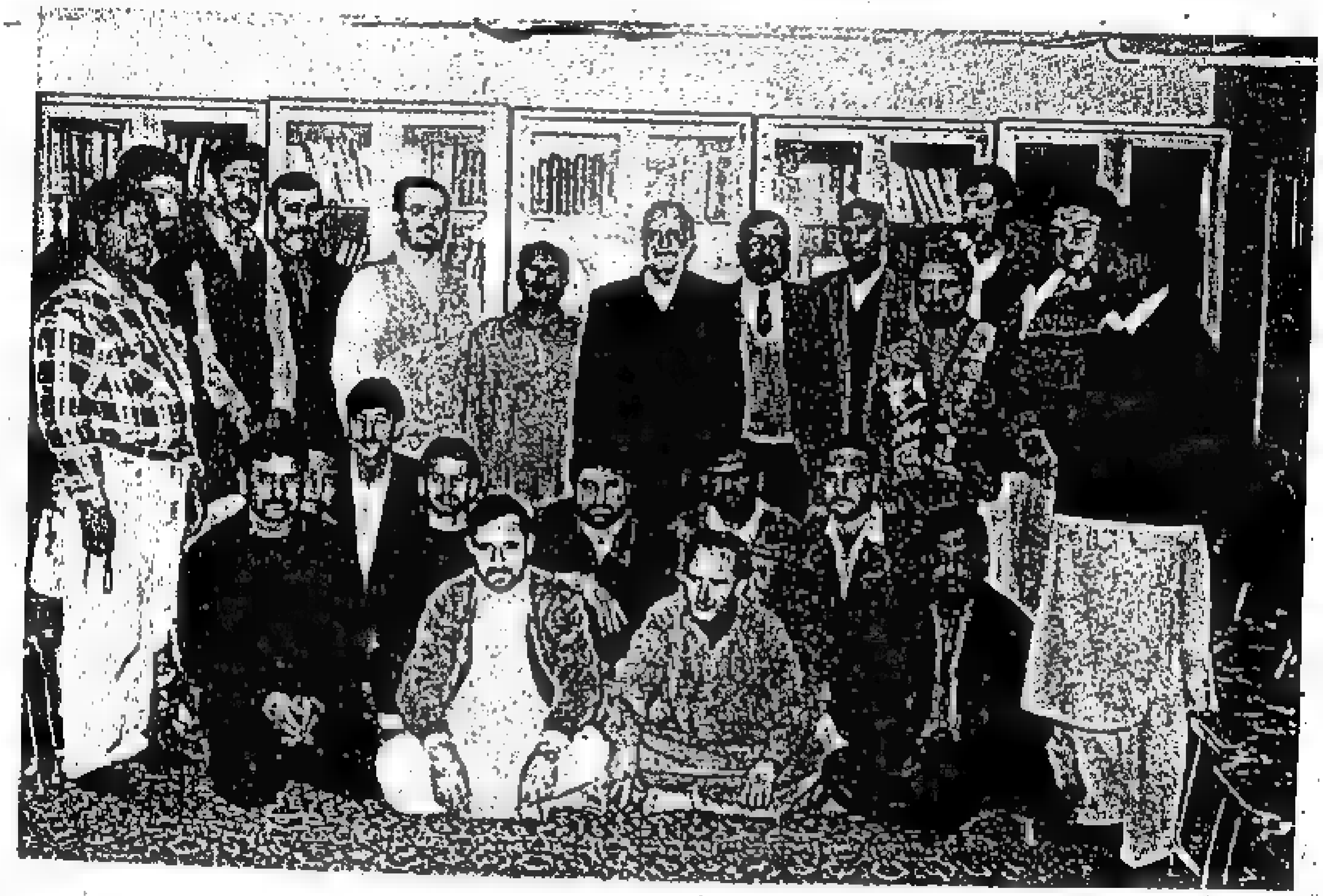

۲۵ دسمبر ۲۰۰۱ء کرسمس کے موقع پر مسیحیت کے ساتھ ہمبستگی کا ایک انداز

اساتذہ، علمائے دین نے شرکت کر کے حضرت عیسیٰ (ع) کے یوم ولادت پر مسیحی برادری اور مسلمانوں کو مبارک باد دی۔ اس موقعہ پر رایزن فرہنگی نے جناب ڈاکٹر رضا مصطفوی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر حضرت عیسیٰ (ع) کا ذکر موجود ہے اور وہ مسلمانوں کے لیے بھی اتنے ہی محترم ہیں جتنا کہ مسیحیوں کے لیے، لہٰذا یہ تہوار مسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان یکجہتی کا موقع فراہم کرتا ہے۔ اس موقع پر رایزنی کے سٹاف ممبر یوسف مسیح کو عیدی پیش کی گئی اور مہمانوں کی تواضع کی گئی۔

✿✿✿✿✿

Marfat.com

مقابلہ حفظ و قرات

ماہ رمضان المبارک کے آغاز کی مناسبت سے خانہ فرہنگ اسلامی جمہوریہ ایران کراچی نے دو مراحل پر مشتمل ایک مقابلہ حسن قرأت اور حفظ قرآن کریم کا اہتمام کیا۔ مقابلے کے شرکاء کے زیادہ تعداد میں ہونے کے پیش نظر دونوں مقابلوں کا پہلا مرحلہ ۱۷ گھنٹے سے زیادہ وقت تک جاری رہا۔ منتخب قاریوں اور حفاظ کے درمیان فائنل مقابلہ ۸ رمضان المبارک کو منعقد ہوا۔ اس فائنل مقابلے میں ہر گروپ کے تین تین منتخب افراد کے علاوہ اختتامی مرحلے کے تمام شرکاء کو شیلڈز اور نقد انعامات دیے گئے۔

خانہ فرہنگ ایران کراچی اور اکادمی ادبیات کے زیر اہتمام یوم اقبال کا انعقاد

خانہ فرہنگ ایران کراچی اکادمی ادبیات پاکستان کراچی کے تعاون سے ۱۰ نومبر ۲۰۰۱ء کو پاکستان کے اس عظیم شہر میں یوم اقبال کی ایک پرشکوہ تقریب منعقد ہوئی جس میں معروف شعراء، ادبا اور دانشوروں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ اکادمی ادبیات پاکستان کراچی کے ڈائریکٹر جناب نور محمد پٹھان نے اپنے خطاب میں کہا کہ علامہ اقبال فقط ایک شاعر نہ تھے، بلکہ وہ ایک مسلمان دانشور اور عظیم فلسفی بھی تھے، جو عالمی سطح پر اسلامی تہذیب و تمدن کی سربلندی چاہتے تھے۔ گزشتہ صدی میں وہ واحد شخصیت تھے۔

خانہ فرہنگ کے ماہر ثقافتی امور جناب جمشید خلقی نے ''شعر اقبال'' میں عشق و عقل کا مقام'' کے عنوان سے اردو میں مقالہ پڑھا۔ ڈاکٹر معین قریشی نے اپنے مقالے ''اقبال تمام اہل دنیا کے لیے'' میں کہا اقبال ایسی بے نظیر شخصیت تھی جس نے پوری قوم کی تقدیر بدل ڈالی۔ وہ ایک معاشرے کے مصلح تھے۔ ڈائریکٹر خانہ فرہنگ آقائے زینلی نے اپنی تقریر میں اقبال کی یاد منانے کو انسانی ہنر وعرفان اور کمال کی تجلیل قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ اقبال کا فارسی کلام درحقیقت ایران اور برصغیر کے تہذیبی اور ثقافتی روابط کی مضبوط ترین کڑی ہے۔ صدر جلسہ ڈاکٹر آفتاب احمد نے اپنے خطاب میں چار ممتاز شعرا، فردوسی، رومی، سعدی اور حافظ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اقبال کو فارسی کا پانچواں بڑا شاعر تسلیم کیا جانا چاہیے، کیونکہ اس نے ثابت کیا کہ موجودہ زمانہ کے جدید نظام میں اسلام ایک اہم کردار ادا کرسکتا ہے اور آج تک کوئی اس نظریے کو مسترد نہیں کرسکا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

قومی عجائب گھر پاکستان کے تعاون سے قرآنی خطاطی کی نمائش

خانہ فرہنگ ایران کراچی نے قومی عجائب گھر پاکستان کے تعاون سے ۱۱ دسمبر کو کراچی میں قرآنی مخطوطات اور آیات کے قلمی نمونوں کی ایک نمائش منعقد کی۔ اس نمائش میں قومی عجائب گھر میں موجود نسخوں کے علاوہ ۱۴۰ ایسے نسخے بھی رکھے گئے تھے جن کا تعلق ایران، افغانستان، وسطی ایشیا اور دوسرے اسلامی ممالک سے تھا۔ علاوہ ازیں چھٹی صدی ہجری کا خط کوفی میں احمد بن سہروردی کا معروف نسخہ اور ساتویں ہجری کے مختلف نسخے بھی شامل تھے۔

خانہ فرہنگ کراچی کے ڈائریکٹر جناب محمد رضا زینلی نے اس موقعے پر اپنی تقریر میں کہا کہ ہر وہ خطاطی جو کتاب خدا، احادیث پیغمبرؐ اور شعرا و حکما کے قابل قدر اشعار اور حکیمانہ اقوال سے وابستہ ہو، وہ اپنی نوع کے اعتبار سے عقل و عشق، فکر اور اسرار ہستی سے رنگ و لون حاصل کر کے برتر اور کامل تر فنون میں شمار ہوتی ہے۔

محکمہ آثار قدیمہ پاکستان کے ڈائریکٹر جنرل جناب سعید الرحمٰن نے نمائش کی انعقاد پر خانہ فرہنگ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے قرآن کریم کے ان قلمی نسخوں کو ایک عظیم اور گراں قدر سرمایہ قرار دیا۔ قومی عجائب گھر کے سربراہ جناب محمد عارف نے بھی ایرانی خطاطوں کے آثار قرآنی کی نمائش پر خانہ فرہنگ ایران سے اظہار تشکر کیا۔

یاد رہے کہ اس سے قبل ۶ دسمبر ۲۰۰۰ء کو خانہ فرہنگ کراچی نے کراچی میونسپلٹی کی تعاون سے صادقین آرٹ گیلری میں بھی ایک قرآنی خطاطی کی نمائش کا اہتمام کیا تھا، جس میں ایران کے نامور اور عظیم خطاطوں کے ۸ نمونے اور بعض دیگر ممالک کے خطاطوں کے ۱۷۵ فن پارے رکھے گئے تھے۔

٭٭٭٭٭

ایرانی قاریوں کی پاکستان آمد

رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ کے مہینے کی مناسبت سے ایرانی گروہ قاریان قرآن حکیم نے جن میں قاری سعید منہ دشیان اور ایک ۵ رکنی گروہ تواشیح الغدیر براہنمائی محمد علی دشتی، اور حافظ ڈاکٹر رضا دیانت شامل تھے، رایزنی فرہنگی ایران اسلام آباد کے تعاون سے پاکستان کے مختلف شہروں از جملہ راولپنڈی اور اسلام آباد کے مختلف مدرسوں، مسجدوں اور دیگر دینی و ثقافتی مراکز کے علاوہ، ہوٹل ہالیڈے ان میں پروگرام منعقد کیے جنھیں عوام اور خواص نے ازحد سراہا۔ آقائے حافظ رضا دیانت نے جو دانشگاہ صنعتی شریف تہران میں ڈاکٹریٹ کے طالب علم

Marfat.com

ہیں قرآنی آیات کے محل وقوع کے بارے میں مختلف نوع کے سوالات کے جوابات دے کر حاضرین سے خوب داد حاصل کی۔

○○○○○

تہذیبوں کے درمیان مکالمہ کے عنوان سے سیمینار

رایزنی فرہنگی اسلامی جمہوریہ ایران نے قائداعظم یونیورسٹی کے تعاون سے بروز ۳ فروری ۲۰۰۳ء اسلام آباد میں ایک بین الاقوامی سیمینار کا اہتمام کیا، جس میں تنظیم روابط اسلامی ایران کے وائس چیرمین جناب

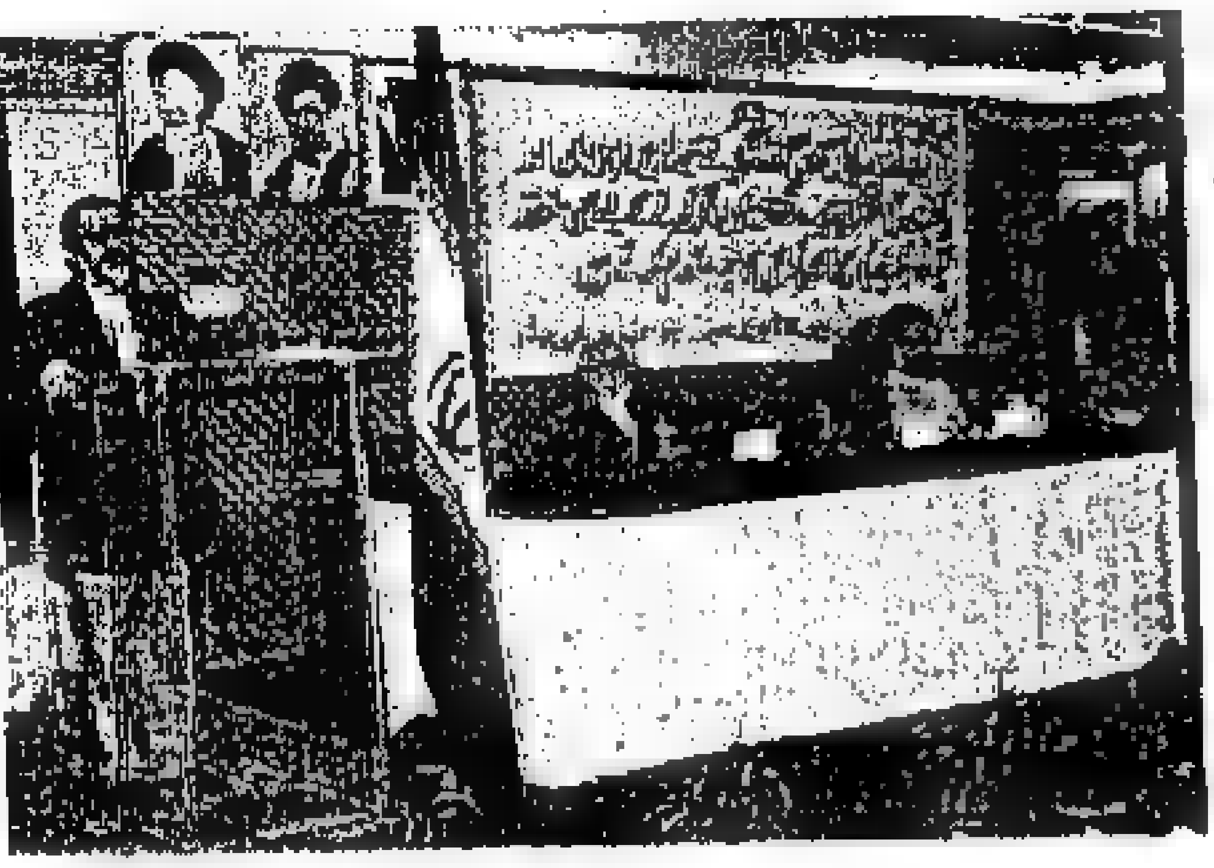

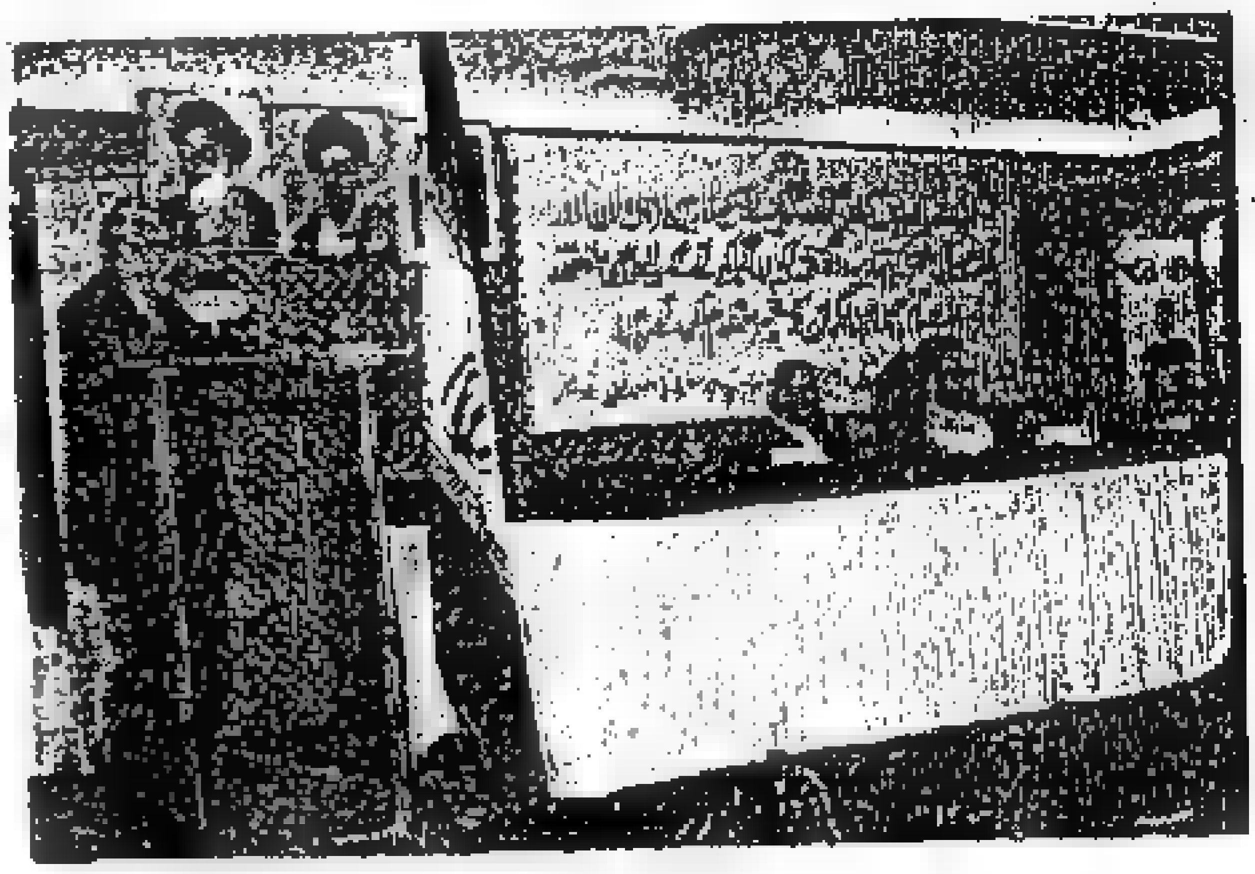

سیمینار تہذیبوں کی گفتگو میں معاون وزیر فرہنگ وارتباطات اسلامی محترم جناب منوچہر متکی مخاطب ہیں

سیمینار تہذیبوں کی گفتگو میں کلچرل قونصلر جناب ڈاکٹر رضا مصطفوی خطاب کر رہے ہیں

منوچہر متکی مہمان خصوصی تھے۔ انہوں نے اس موقع پر اپنے مقالے میں زمانہ قدیم میں وادی سندھ اور ایران کے بعض علاقوں کی تہذیب کے مابین مشترک عناصر کی نشان دہی کی۔ معروف اسکالر جناب مرتضیٰ پویا نے اسلامی ثقافت کو ایران پاکستان کا نکتۂ اشتراک قرار دیتے ہوئے دونوں ممالک کے اسلامی روابط اور ثقافت کے فروغ اور ترویج پر زور دیا۔

کلچرل قونصلر سفارت اسلامی جمہوریہ ایران جناب ڈاکٹر رضا مصطفوی نے اپنے مقالے میں کہا زمانہ قدیم سے انسانوں کے مابین اختلافات کے حل کے لیے مذاکرات کی اہمیت کو خصوصیت حاصل رہی ہے آج بھی یہ اہمیت موجودہ حالات کے تناظر میں جوں کی توں موجود ہے۔ انہوں نے صدر اسلامی جمہوریہ ایران ڈاکٹر محمد خاتمی کی تہذیبوں کے درمیان گفتگو سے متعلق تجویز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے عالمی عدل، آزادی اور انصاف کے لیے ضروری قرار دیا۔ سیمینار کی دوسری نشست کی صدارت ڈاکٹر محمود الشافعی، وائس چانسلر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی نے کی۔ مذکورہ سیمینار میں دونوں ممالک کے دانشوروں اور ادیبوں نے بیس سے زیادہ مقالے پڑھے۔ مقالہ خوانوں میں ڈاکٹر مصطفوی، ڈاکٹر شافعی، ڈاکٹر بیگدلی، پروفیسر فتح محمد ملک، ڈاکٹر رجا جر،

Marfat.com

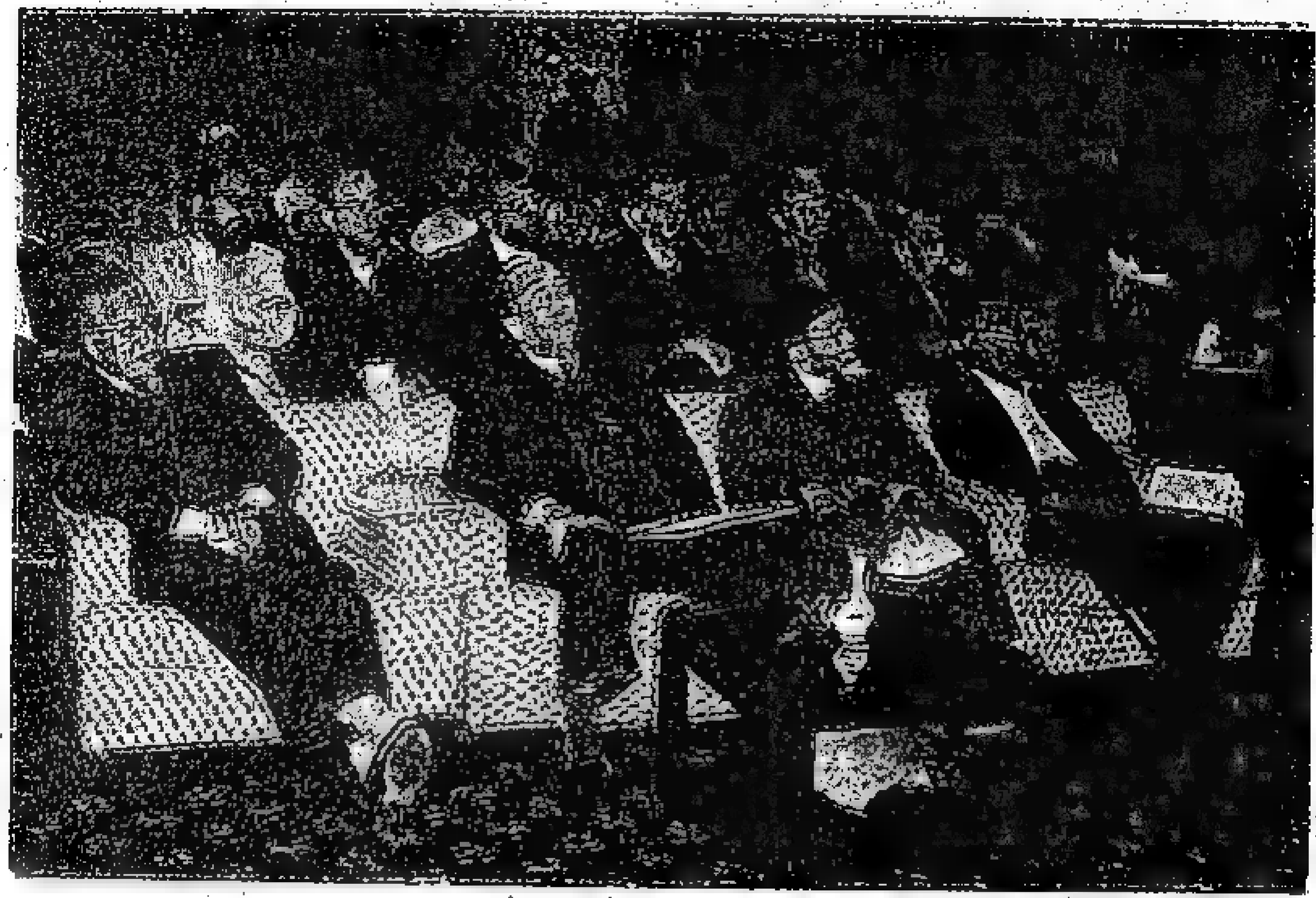

سیمینار ''تہذیبوں کی گفتگو'' میں شرکا ہمہ تن گوش ہیں

پروفیسر شریف المجاہد، ڈاکٹر تحسین فراقی، ڈاکٹر صدیق شبلی، ڈاکٹر نبی بخش قاضی، ڈاکٹر بشیر انور، پروفیسر سہیل عمر، آقای سید مرتضی موسوی، ڈاکٹر کلوری، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، آقای معزالدین، ڈاکٹر عباس کی منش، ڈاکٹر شمیم زیدی، ڈاکٹر انجم رحمانی، ڈاکٹر حبیب اللہ شیرازی، ڈاکٹر شاہد چوہدری، ڈاکٹر آفتاب اصغر، ڈاکٹر خالدہ آفتاب، آقای مختار علی اور آقای جاوید اقبال قزلباش شامل ہیں۔

✿✿✿✿✿

انقلاب اسلامی کی تیئسویں سالگرہ

جشن سالگرہ انقلاب اسلامی کے سلسلے میں رایزنی فرہنگی نے خانۂ فرہنگ راولپنڈی میں ایک محفل منعقد کی، جس میں مختلف مکاتب فکر کے علماء، دانشوروں، سیاستدانوں سمیت تقریباً ایک ہزار افراد نے شرکت کی۔ اس موقع پر رایزن فرہنگی جناب ڈاکٹر رضا مصطفوی نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ معروف اسکالر اور سیاسی و ثقافتی شخصیت جناب مرتضی پویا نے کہا کہ امام خمینیؒ نے نہ صرف مسلمانان عالم کو عزت و اسلامی تشخص سے ہمکنار کیا بلکہ دنیا کے مستضعفین کو استقلال و آزادی کی نوید بھی دی۔ رایزنی فرہنگی کے جناب توقیر حید نے ایک انقلابی نظم پیش کی، جسے سراہا گیا۔ جناب مرتضی موسوی نے انقلاب اسلامی کو دنیا کے اہم ترین واقعات میں سے قرار

Marfat.com

دیتے ہوئے رہبر انقلاب اسلامی کو دور حاضر کی عظیم ترین شخصیت قرار دیا۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے انقلاب کے بعد کے ایران کی عظیم مادی و معنوی پیشرفت اور مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ جسکے بعد مرکز الطاہرہ کی طالبات نے ایک انقلابی ترانہ پیش کیا اور ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی ''رہا'' نے انقلاب اسلامی پر ایک فارسی پڑھی۔ مقتدرہ قومی زبان کے صدر نشین جناب پروفیسر فتح محمد ملک نے اپنے خطاب میں ایران اور برصغیر کی ثقافتی و تہذیبی قربت اور نزدیکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے لوگ اس قربت سے محبت کرتے ہیں اور اس کی حفاظت کریں گے۔ آخر میں صدر جلسہ سفیر اسلامی جمہوریہ ایران جناب سراج الدین موسوی نے انقلاب اسلامی ایران اور امام خمینیؒ کی شخصیت کے مختلف ابعاد پر روشنی ڈالی اور کہا کہ آج ایران پر اس لیے دہشت گردی کا الزام دھرا جاتا ہے کہ ایران فلسطین کی مظلوم قوم کی حمایت کرتا ہے۔ آخر میں باجماعت نماز ادا کی گئی اور سفیر نے محترم نے کتابوں اور فنون لطیفہ کی نمائش کا افتتاح کیا۔ تقریب کے اختتام سے قبل عزیز میاں قوال کے صاحبزادے عمران عزیز اور پارٹی نے قوالی پیش کی جس کے بعد مہمانان گرامی نے رایزنی کے عشائیے میں شرکت کی۔

✿✿✿✿✿

خانہ فرہنگ کوئٹہ کی دہہ فجر تقریبات ایرانی بلوچی موسیقی

ایران سے آئے ہوئے رقص و موسیقی کے ۱۶ رکنی وفد نے کوئٹہ میں ایک سہ روزہ پروگرام منعقد کیا جس میں وفد میں زابل اور زاہدان کے موسیقار اور فنکار شامل تھے۔ ان کی طرف سے فارسی اور بلوچی غزل سرائی اور

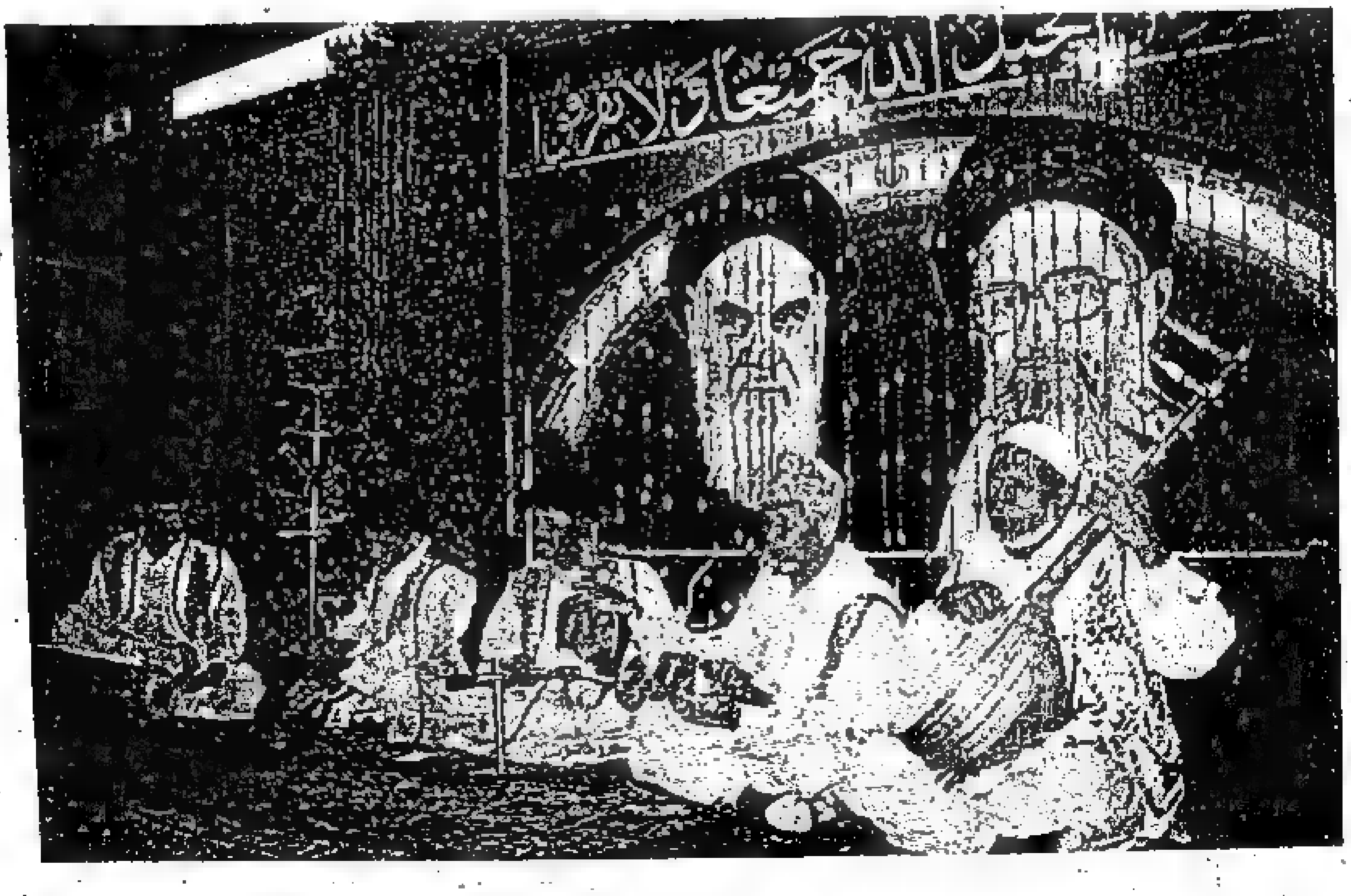

جشن انقلاب اسلامی کے موقع پر گروہ بلوچی موسیقی خانہ فرہنگ کوئٹہ میں اپنے فن کا مظاہرہ کر رہا ہے۔

Marfat.com

شاہنامہ فردوسی سے اقتباس شدہ رقص شمشیر دلچسپ تھا۔ پہلے دن کے پروگرام کے مہمان خصوصی صوبائی وزیر ریونیو، ٹرانسپورٹ، حج و اوقاف جناب میر محبت خان مری نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے پاک ایران دوستی کو لازوال قرار دیا۔ دوسرے دن کے مہمان خصوصی سیکرٹری انفارمیشن جناب محمد ایوب بلوچ نے پروگرام کو انتہائی کامیاب اور مثبت قرار دیا۔ تیسرے دن خواتین مدعو تھیں۔ مہمان خصوصی ، صوبائی وزیر ثقافت محترمہ روشن خورشید نے ایران کی ثقافت کی بنیادوں کو محکم قرار دیتے ہوئے ایران و پاکستان کی مشترکہ ثقافت کی ترویج پر زور دیا۔

ooooo

نمائش

خانہ فرہنگ کوئٹہ میں ایک دس روزہ مطبوعاتی نمائش منعقد کی گئی جس میں مختلف مقامی روزناموں نے حصہ لیا۔ اس نمائش کا مقصد عوام میں صحافتی شعور کی ترقی اور ان کا مقامی اخبارات سے نزدیکی رابطہ قائم کرنا تھا۔ ناشاد پبلشرز اور جامعہ امام صادق بک سیلر کی ثقافتی ، تاریخی ، علمی اور ادبی کتابوں کی بارعایت فروخت اسی نمائش کا حصہ تھی۔ علاوہ بریں گھریلو دستکاریوں اور تصاویر، خطاطی اور ایرانی CDS کی نمائش کا اہتمام بھی کیا گیا۔

انقلاب اسلامی ایران کی تیسویں سالگرہ پر کوئٹہ میں منعقدہ نمائش کا ایک منظر

Marfat.com

انقلاب اسلامی کی تیئسویں سالگرہ

۱۲ رفروری ۲۰۰۲ء کو انقلاب اسلامی کی سالگرہ کا جشن خانہ فرہنگ کوئٹہ کے سبزہ زار میں منعقد کیا گیا۔ اس تقریب میں حاضرین کا بے پناہ ہجوم تھا جبکہ مہمانان خصوصی میں جناب جسٹس (ریٹائر) ایم اے رشید، اسلامی جمہوریہ ایران کے قونصلر جناب سید عباس خادم حقیقت، عمائدین شہر، صحافی اور ثقافتی شخصیات شامل تھیں۔ اس تقریب میں نعت، تقاریر، کراٹے شو، اور ایرانی بلوچی موسیقی کے پروگرام شامل تھے۔

ڈائریکٹر خانہ فرہنگ جناب عیسیٰ کریمی نے استقبالیہ پیش کرتے ہوئے اسلامی انقلاب کو ایک معنوی و روحانی انقلاب قرار دیا جو تمام شعبہ ہائے زندگی کو واضح طور پر متاثر کر چکا ہے۔ انہوں نے موجودہ ایرانی موسیقی کو خدا جوئی کا راستہ قرار دیا۔ صدر محفل جناب آقائے حقیقت نے ایران اور پاکستان کی دوستی کو بے مثال قرار دیا۔ مہمان خصوصی ایڈیٹر روزنامہ کوہستان جناب منور جان نے کہا آج کی دنیا کی تاریکیوں میں اسلامی جمہوریہ ایران امام خمینیؒ کے پیغمبرانہ مشن کی تکمیل کر رہا ہے۔ آخر میں صدر محفل نے موسیقاروں اور ایران شناسی کوئز جیتنے والوں میں انعامات تقسیم کیے۔

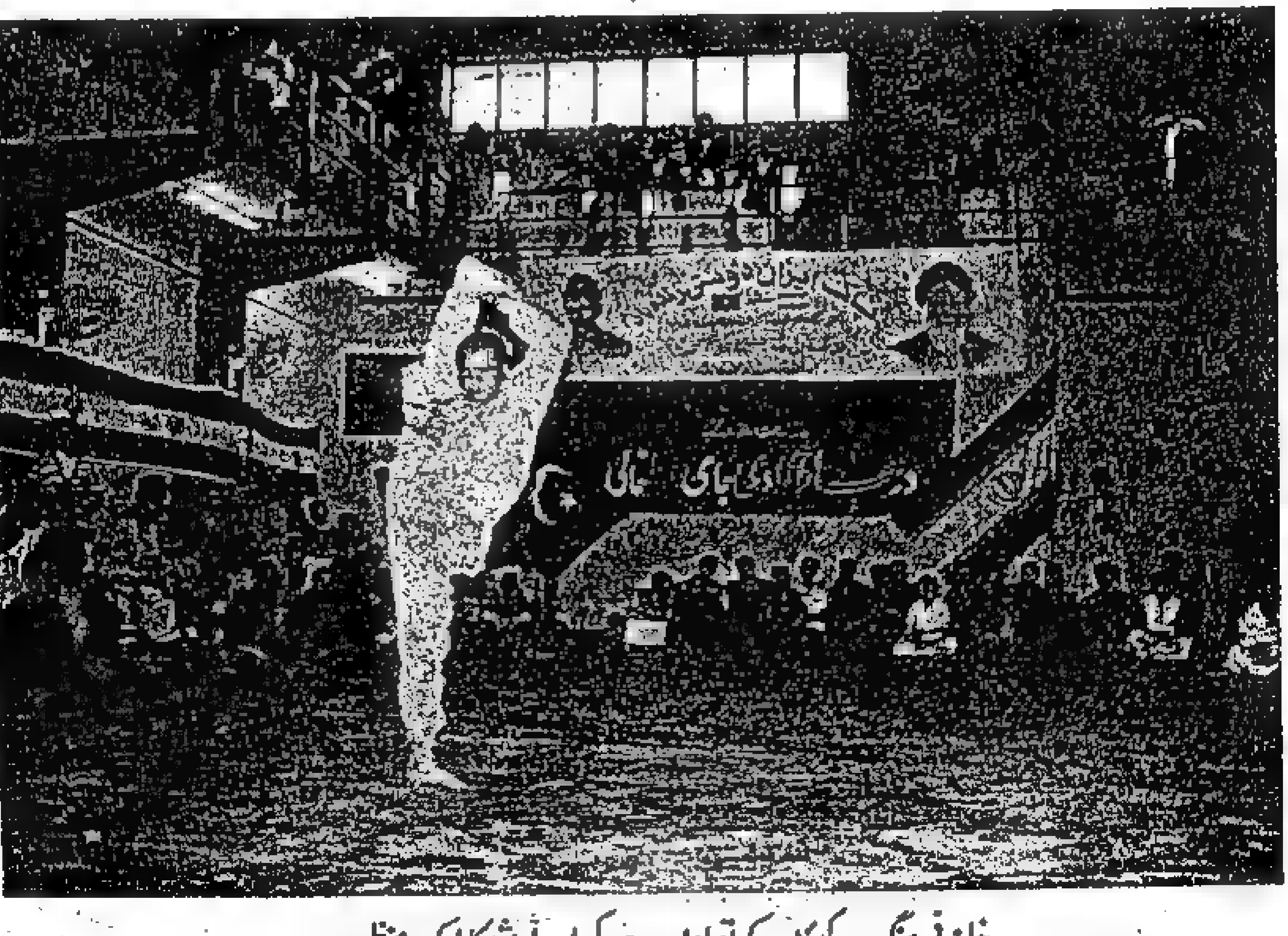

خانہ فرہنگ کوئٹہ کے تعاون سے کراٹے شو کا ایک منظر۔

کراٹے شو

جشن انقلاب اسلامی ہی کے سلسلے میں کوئٹہ میں خانہ فرہنگ کے تعاون سے کنگفو اور جمناسٹک

Marfat.com

وغیرہ کے فن کا ایک خوبصورت مقابلہ منعقد کیا گیا جس میں بعض معروف کراٹے ماہرین نے حصہ لیا۔ کھلاڑیوں سے خطاب کرتے ہوئے ڈائریکٹر خانہ فرہنگ جناب عیسیٰ کریمی نے کہا اسلام ورزش پر بہت تاکید کرتا ہے کیونکہ یہ ایک صحیح وسالم معاشرے کی تشکیل کے لیے ناگزیر ہے جبکہ غلط اور منفی سرگرمیوں کو روکنے کا بھی موثر ذریعہ ہے۔

❀❀❀

Marfat.com

رایزنی فرہنگی میں روز سعدی کی تقریب

۲۱راپریل ۲۰۰۲ء کو بین الاقوامی یوم سعدی کے موقع پر رایزنی فرہنگی میں ایک شاندار تقریب منعقد ہوئی جس میں یونیورسٹی اساتذہ، سعدی شناسوں، دانشوروں اور صحافیوں نے شرکت کی۔ اس موقع پر کلچرل قونصلر ڈاکٹر رضا مصطفوی نے اپنی تقریر میں پاکستان میں سعدی کی ہر دلعزیزی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ سعدی کا معنوی وجود پاکستان کے ہر شہر اور قریہ میں موجود تمام کتب خانوں میں مخطوطات کے ذریعہ نظر آتا ہے۔ ان کا ذکر کلام اقبال میں جھلکتا ہے نیز اولیاء اللہ کے مزارات پر بھی ان کا حسین عارفانہ کلام نظر آتا ہے۔ اس موقع پر مختلف سعدی شناسوں، ڈاکٹر محمد صدیق شبلی، پروفیسر مقصود جعفری، ڈاکٹر کے منش، ڈاکٹر سعید بزرگ بیگدلی، ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی، ڈاکٹر مہر نور محمد، آقای سید مرتضٰی موسوی، ڈاکٹر عارف نوشاہی، ڈاکٹر گوہر نوشاہی، ڈاکٹر سرفراز ظفر نے سعدی کی شخصیت اور افکار پر تحقیقی مقالے پیش کیے، جبکہ آقای جاوید اقبال قزلباش نے سعدی کو منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔ آخر میں مہمانوں کو ظہرانہ دیا گیا۔

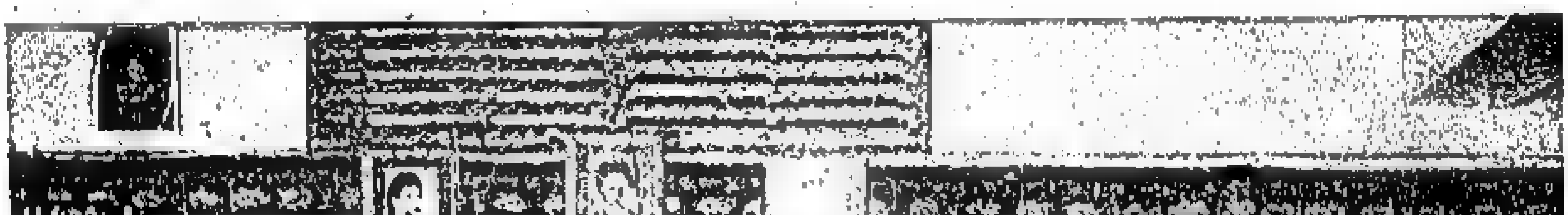

کلچرل قونصلر سفارت ج۔ا۔ ایران جناب ڈاکٹر رضا مصطفوی عالمی یوم سعدی کے موقع پر رایزنی فرہنگی میں منعقدہ تقریب میں شرکا سے مخاطب ہیں۔

Marfat.com

یوم سعدی کی مناسبت سے سازمان فرہنگ وارتباطات اسلامی کے سربراہ

جناب حجت الاسلام محمدی عراقی کا پیغام

خدائے لم یزل کا احسان ہے کہ ہماری راہ میں ہدایت کا چراغ روشن کر دیا اور اس کی تائید نے ہمارے روبرو صراط مستقیم کو کھول دیا۔

از دست و زبان کہ بر آید
کز عہدہ شکرش بدر آید

بے شک مصلح الدین سعدی شیرازی سخنوروں میں سرفہرست اور حرف وسخن کے اقلیم کے مسلمہ فرمان روا ہیں اور حق تو یہ ہے کہ یہ حکومت اس کو زیب دیتی ہے کہ اس کا کلام سحر، اس کی گفتگو جامع اور اس کا بیان لطافت سے لبریز اور ذوق وسلیقے کا آئینہ دار اور ادب کی تخلیق میں اس کی ظرافت بے نظیر ہے۔ وہ جس مفہوم کو بھی بیان کرتے ہیں ان سے بہتر دامن بیان میں نہیں سما سکتا۔ ان کا بوستان انسانی زندگی کے تکامل کا "جامع" اور مکمل خلاصہ ہے اور "گلستان" انسان کی معنوی زندگی کے گراں بہا تجربوں اور آزمودہ نسخوں کا نچوڑ ہے۔ ان دو کتابوں کا بنیادی امتیاز ان کا فنی نبوغ اور جذباتی اور روحانی لطافت سے عبارت ہوتا ہے۔ ان کے پرجستجو اور عالمی ذہن نے ہر زمان ومکان کے انسانوں کے تجربات کو لمس کیا ہے۔ حرف وسخن کے نوادر سے فنکارانہ استفادہ اور ماضی کے ورثوں سے، جن میں آیات قرآنی سے لے کر احادیث، قصے، لطیفے، امثال شامل ہیں، استفادہ کر کے ایسا معنی رسا عمدہ اور شیریں کلام پیش کرتے ہیں جس سے بلاشبہ وہ دنیا کے چوٹی کے ادبی شاہکاروں کے خالق کے طور پر پہچانے جاتے ہیں اور اپنے ملک کی سرحدوں سے باہر روشنی پھیلاتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ سعدی فارسی ادب کے ستونوں میں سے ایک ہیں۔ ان کے نظم اور نثر کے ثمرات معاصر ثقافت کی پرثمر ترین درخت شمار ہوتے ہیں۔ معارف قرآنی اور احادیث سے الہام لے کر

Marfat.com

انہوں نے جو نصائح پیش کیے وہ اسلامی تاریخ کی طولانی صدیوں میں واعظوں کی گفتگو کا موثر ترین حصہ رہے۔ سعدی اس شخصیت کا نام ہے جس نے اپنے کلام سے نہ صرف اپنے زمانے میں بلکہ آج تک کے تمام زمانوں میں انسانی زندگی کو تغیرات سے دوچار کیا۔ ایک ایسے زمانے میں جب اپنوں اور دوسروں کے ایجاد کردہ مسائل اور انسانوں کے درمیان روز افزوں فاصلے اور انسانی عواطف و جذبات کی تباہی کا سماں ہے اور صیہونستی رژیم کے جرائم پیشہ، ملت فلسطین کے بچوں، عورتوں، جوانوں، بوڑھوں پر درندوں کی طرح وحشیانہ حملے کرتے ہیں اور مقبوضہ فلسطین میں سخت دہشت پھیلاتے اور قتل عام کرتے ہیں اور حقوق انسانی کے جھوٹے ٹھیکدار اپنے ایلچیوں اور پیغام رسانوں کے ذریعے اس ظالم حکومت کی حمایت کرتے ہوئے ان کے جرائم میں شریکِ کار بن رہے ہیں اور فلسطین کی مظلوم خواتین، بچوں اور جوانوں کی استغاثہ کی صداؤں کا کوئی جواب نہیں آ رہا، اور اس سے عالم انسانیت سخت پریشان ہے۔ آج ہم ہر دور سے کہیں زیادہ سعدی جیسی شخصیات کے انسان دوست افکار کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ جیسے کہ اس کا انسان دوست نعرہ اقوام متحدہ کے ہیڈکوارٹر کو مزین کیے ہوئے ہے۔ یعنی اس کے ہال میں سعدی کی یہ رباعی جلوہ افروز ہے:

بنی آدم اعضای یکدیگرند
که در آفرینش ز یک گوهرند
چو عضوی به درد آورد روزگار
دگر عضوها را نماند قرار

اور یہ وہی مقولہ ہے جو ہر مکان و زمان کے لیے عمومیت رکھتا ہے اور دنیا کی حالت بدل سکتا ہے، نگاہوں کو بدل کر، قوانین کو تبدیل کر کے! اور زر، بدمعاشی، حیلہ سازی، ظلم و نفرت سے بھرپور کریہہ چہروں کو بے نقاب کر سکتا ہے۔ سعدی کی ادبیات کے تہوں میں موجود حکایتیں اور اشعار شہودی معرفت کے وہ عظیم دروازے ہیں جو وہ اپنے قارئین کے سامنے کھول دیتا ہے۔ وہ اعلیٰ مذہبی مفاہیم کو، خصوصاً لطائف، حکم اور شواہد کے ہمراہ شامل کر کے گویا عملی اخلاق کے کامیاب مرقعوں کی صورت میں پیش کرتا ہے۔

اسلامی قصص بلکہ پند و نصائح اور انسان ساز ظرائف جو نسل انسانی کے لیے تمام آسمانی ادیان

Marfat.com

کی مشترکہ میراث ہیں ان کے کلام میں جا بجا نظر آتے ہیں۔ سعدی اس گراں بہا یادگار کو اپنی کتابوں میں انسانی زندگی کے تمام پوشیدہ گوشوں میں موجود کرداروں کے مسائل کے حل کے طور پر پیش کرتے ہیں اور اس کی غزلیں مذہبی مشترکات سے استفادے کی بہترین اور مکمل ترین صورت ہے، بلکہ بے دلیل نہیں جب وہ خود یہ کہتے ہیں کہ:

ہر کس بہ زمان خویشتن بود

من سعدی آخر الزمانم

ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ فارسی زبان و ادب کی منتخب شخصیات اور دوست ایک بار پھر یکجا ہوئے ہیں تا کہ سرزمین ایران کی اس صلح جو، اور انسان دوست شخصیت اور تمدن و ثقافت کے گہوارے کے اس مربی شیخ اجل سعدی شیرازی کو خراج تحسین پیش کریں تا کہ وہ انہیں پہلے سے زیادہ دنیا والوں کے سامنے عظیم ادبی شخصیت کے طور پر پیش کر سکیں، اگرچہ عطر کی خوشبو کے پھیلنے میں عطار کا کوئی کردار نہیں ہوتا!

دنیا کے گوشے گوشے کے محققین اور ادیب آج سعدی کے فکر کی طراوت، تازگی اور ندرت کی بلندی پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔

اگرچہ سعدی شناسی کے سلسلے میں یہ عالمانہ اور عاشقانہ جدوجہد تمام دنیا والوں کے لیے موثر، قابل قدر اور لائق ستائش ہے مگر اس کے باوجود سرزمین ایران کے ان بزرگوں کی تمجید اور ستائش اور ان کی یاد کی تجلیل اس شعر پرور اور ثقافت دوست (ایرانی) قوم کے فرائض میں سے ہے۔ لہذا اس ثقافت کے پیام رسانوں یعنی مختلف ممالک میں کلچرل قونصلروں اور ثقافتی نمائندوں کی کاوشوں کی تعریف کرتے ہوئے مجھے یہ امید ہے کہ میرے یہ عزیز انتہائی کوشش کریں گے کہ استادان محترم، طالب علموں اور خصوصاً نئی نسل سے فارسی آموز اور فارسی دوست طبقوں کو اس عظیم شاعر سے روشناس کروائیں۔ میں ان کی مخلصانہ کوششوں کے لیے شکر گزار ہوں اور خداوند تبارک تعالیٰ سے ثقافت و ادب اور انقلاب اسلامی کی نشر و اشاعت میں ان کے لیے توفیق کا طلب گار ہوں۔

محمود محمدی عراقی

Marfat.com

Marfat.com

قارئین کے خطوط

Marfat.com

Marfat.com

پیغام آشنا کے نام

ذیل میں گذشتہ شمارے سے متعلق قارئین کے بعض خطوط سے اقتباسات پیش خدمت ہیں تا کہ آپ اپنے پسندیدہ مجلّے کی پیشرفت اور اس کی محبوبیت کا کچھ اندازہ کر سکیں۔ (ادارہ)

سید منور حسن، سیکرٹری جنرل، جماعت اسلامی پاکستان

پیغام آشنا کا شمارہ وصول پایا، یاد آوری کا شکریہ۔ جستہ جستہ دیکھا، استفادہ کیا۔ کئی مقالات بیحد معلوماتی اور فکر کو جلا دینے والے نظر آئے۔ امید ہے رابطہ رہے گا اور علم و فضل سے آراستہ پیراستہ تحریریں دیکھنے کو ملتی رہیں گی۔ انشاء اللہ۔

❀❀❀

پروفیسر منیر احمد یزدانی، میرپور آزاد کشمیر

پیغام آشنا ایران اور پاکستان کے مذہبی، ثقافتی، علمی اور ادبی روابط مضبوط کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ فکر اقبال دراصل ایران اور پاکستان کے فکری اور علمی رشتوں کو مضبوط کرنے کا باعث ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان افکار کو عام کرنا بھی اس مجلّے کا ایک اہم مقصد ہے۔ تمدنوں کی گفتگو کے حوالے سے مجلّے کی خصوصی اشاعت بھی لائق صد ستائش اقدام ہے۔ باقی موضوعات پر مقالات بھی علمی اور تحقیقی لحاظ سے بیحد معیاری ہیں۔

❀❀❀

شیخ محمد حسنی بہشتی، بلتستان

شکریہ۔ فصلنامہ پیغام آشنا کے شمارے موصول ہو رہے ہیں۔ امید ہے کہ آئندہ بھی ثقافت کی آبیاری کے لیے یہ مجلّہ آپ جاری رکھیں گے۔ فکر انقلاب اسلامی کو عالم اسلام میں زندہ رکھنے کے لیے ایسے رسائل بیحد اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔

❀❀❀

بشیر حسین، یونیورسٹی آف انجینیرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، میرپور

پچھلے دنوں ایک دوست سے آپ کا مجلّہ پڑھنے کو ملا۔ اس مجلّے میں فارسی مقالات کے

Marfat.com

خلاصے دیکھ کر میری پسندیدگی میں مزید اضافہ ہوا، جبکہ اردو کے تمام مقالات نہایت ہی عمدہ تھے۔

❀❀❀

عبدالرزاق، ساہیوال

ہم فارسی ادب کے دلدادہ ہیں۔ فارسی ادب اور ایرانی لٹریچر سے جنون کی حد تک ہمیں محبت ہے۔ میں نے سات سال تک فارسی زبان کی تعلیم حاصل کی ہے۔ استدعا ہے کہ اس محبت کے پیش نظر پیغام آشنا کا تازہ شمارہ ارسال فرمائیں۔

❀❀❀

طالب حسین اشرف، ڈیرہ اسماعیل خان

پیغام آشنا کا اقبال نمبر ایک تعلیمی ادارے کی لائبریری میں دیکھا۔ مندرجات دیکھ کر بے پناہ خوشی ہوئی، کیونکہ یہ اقبالیات میں ایک گراں قدر اضافہ اور اس مضمون کے طالب علموں کے لیے بہترین تحقیقی اور تخلیقی سرمایہ ہے۔ خواہش ہے کہ مجلّے کے چاروں شمارے میری لائبریری میں بھی شامل ہوں۔

❀❀❀

پروفیسر راجہ محبوب خان، مدینہ منورہ، سعودی عرب

مجلّہ پیغام آشنا نے جہاں ایران، افغانستان اور برصغیر اور دوسرے فارسی زبان ممالک میں علم و ادب کی تاریخ رقم کی ہے وہاں امت اسلامی کو یکجا کرنے کے لیے بھی بہترین کوشش کی ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ اس کے ذریعے افکار اقبالؒ کی ترویج بھی ہوتی رہے، انشاء اللہ۔

❀❀❀

محمد شفیع بلوچ، جھنگ

پیغام آشنا کا ''اقبال نمبر'' نظر نواز ہوا۔ اس بے پایاں کرم گستری کا شکریہ۔ شمارہ مذکور صوری اور معنوی اعتبار سے انتہائی خوبصورت ہے۔ علمائے ادب کی حسین و دقیح نگارشات کا یہ مرقع تاریخی دستاویز کی حیثیت کا حامل ہے۔ امید ہے پیغام آشنا کی صورت میں آشنائی کا سلسلہ جاری رہے گا۔

❀❀❀

ڈاکٹر مشرف احمد، سیکریٹری، ادارہ یادگار غالب، کراچی

مجلّے کا شمارہ اکتوبر غالب لائبریری کے لیے موصول ہوا۔ اس کے موضوعات میں تنوع ہے۔ فارسی و اردو ادب سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے اس کا مطالعہ مفید ہوگا۔

❀❀❀

Marfat.com

نصرت نامۂ ترخان

تالیف: سید میر محمد بن بایزید پورانی

دسویں صدی ہجری بر سولہویں صدی عیسوی کے نصف اوّل کے دوران تاریخ سندھ کے بارے میں فارسی زبان میں لکھی جانے والی یہ پہلی کتاب ارغون اور ترخان قبائل کی مشرقی ایران سے افغانستان کو ہجرت، ان کی بابر کے ساتھ مسلسل چپقلش، اور بالآخر منطقۂ سندھ میں ارغون اور ترخان سلطنت کے قیام، معاصر تاریخ افغانستان اور ماوراء النہر کے خطے کے حالات کے بارے میں معلومات کا ایک بیش بہا خزانہ ہے۔ کتاب پہلی دفعہ شائع ہوئی ہے اور اس کا منحصر بفرد قلمی نسخہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی مولانا آزاد لائبریری کی زینت ہے، جسے دریافت کرنے کا سہرا معروف جرمن مستشرق پروفیسر این میری شمل کے سر ہے۔ اصل فارسی متن ۲۰x۳۰/۸ سائز کے ۴۳۷ صفحات پر پھیلا ہوا ہے، جس پر تاریخ سندھ کے متخصص اور مشہور اسکالر ڈاکٹر انصار زاہد خان نے تقریباً ڈیڑھ سو صفحات پر محیط ایک مبسوط مقدمہ اور مفید تعلیقات کا اضافہ کیا ہے۔ قرون اسلامی کے دوران منطقۂ سندھ، افغانستان، ماوراء النہر اور مشرقی ایران کی تاریخ کا کوئی محقق اور طالب علم اس کتاب سے صرف نظر نہیں کر سکتا۔ کتاب کا پیش لفظ پروفیسر ریاض الاسلام نے لکھا ہے۔

صفحات: ۵۸۰، قیمت: -/۸۰۰ روپے (پاکستان)، ۲۵ ڈالر (بیرون ملک)

ملنے کا پتہ: انسٹی ٹیوٹ آف سینٹرل اینڈ ویسٹ ایشین سٹڈیز،

۱۰۸ — فیکلٹی آف آرٹس، کراچی یونیورسٹی کراچی، پاکستان۔

E-Mail:icwas@yahoo.com
icwas@hotmail.com

Marfat.com

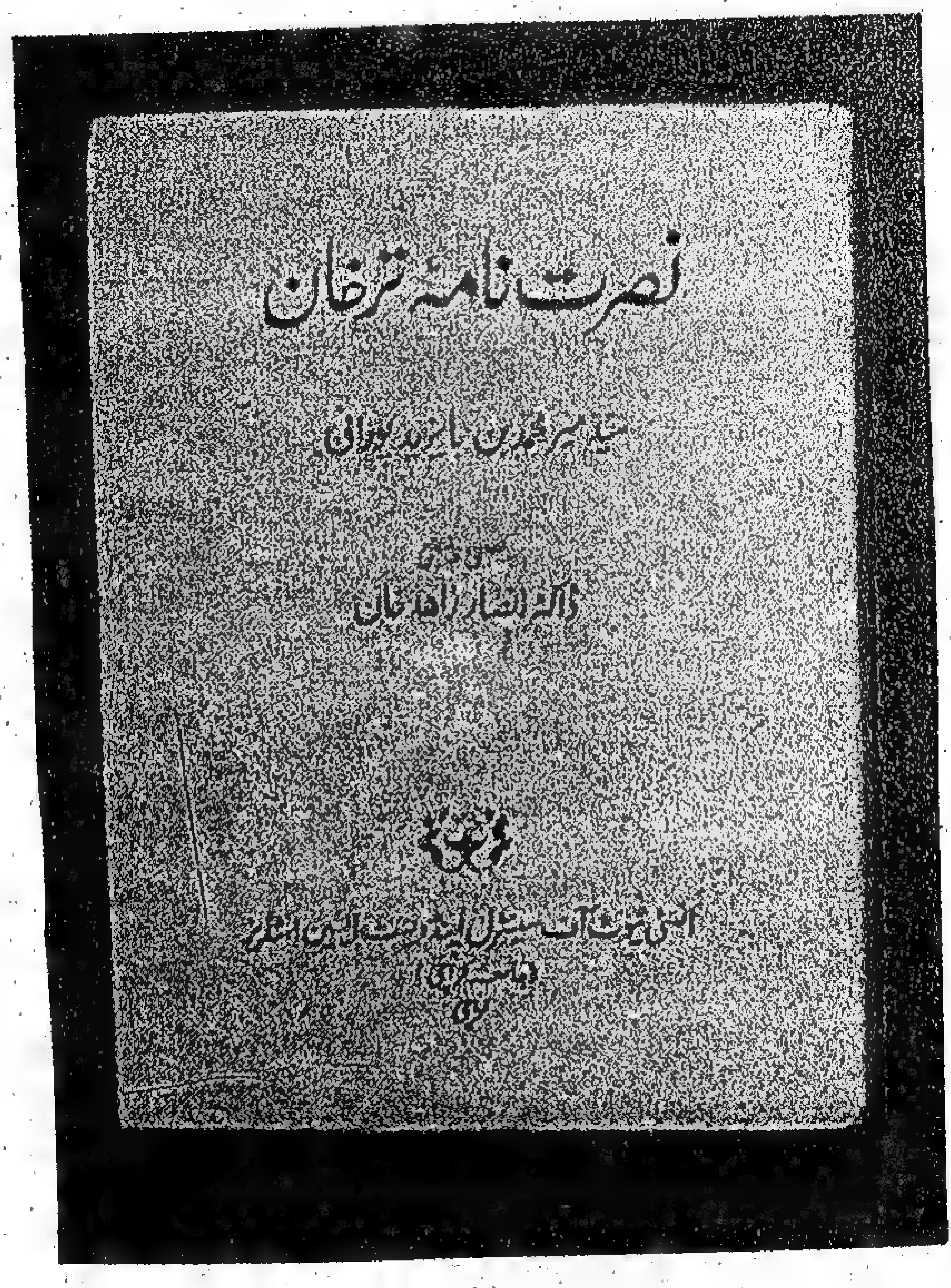

نصرت نامہ ترخان
سید میر محمد بن بایزید پورانی
ڈاکٹر انصار زاہد خان
انسٹی ٹیوٹ آف سنٹرل اینڈ ویسٹ ایشین اسٹڈیز
جامعہ کراچی

Marfat.com

چکیده

مطالب به فارسی

خلاصه های مقالات توسط اعضای هیات تحریریه آقایان دکتر سید علی رضا نقوی، دکتر محمد صدیق خان شبلی، آقای سید مرتضیٰ موسوی و سرکار خانم دکتر شگفته موسوی از اردو به فارسی فراهم آمده و توسط دکتر محمد سلیم اختر ویراستاری و تهیه شد.

Marfat.com

Marfat.com

پژوهشهای علی (ع) شناسی در پاکستان

دکتر رضا مصطفوی رایزن محترم فرهنگی ج.ا.ایران اشاره به مقام والای علی (ع) در این مقاله رقم می‌فرمایند :

مقام والای حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیه‌السّلام سبب گردیده‌است تا آن حضرت در کشورهای اسلامی جهان و حتی میان فرقه‌های مختلف اسلامی مقام شامخ و مرتبه‌ای بسیار محبوب داشته باشد.

سخن دربارهٔ شخصیتی است که بلندئ روح و اندیشه‌های فلسفی و اجتماعی و عرفانی او به استناد کتاب شریف نهج‌البلاغه نمایندهٔ قوت منطق و عظمت اندیشه و تفکّر و روانی بیان اوست.

خطبه ها و نامه ها و حکمتهای او از جهت زیبائی های لفظی و معنوی و هم جامعیت و نثر استوارش نمونهٔ اعلای فصاحت و بلاغت محسوب می‌گردد و به قول علاّمه نامی شیخ محمد عبده مرجع تقلید و مصلح دینی کشور مصر: "آنچه نهج‌البلاغه در بردارد از فنون فصاحت و قوانین بلاغت که مخصوص به‌آنست، بهترین معرّف است. مخصوصاً که نهج‌البلاغه از آوردن هیچ موضوعی از مقاصد سخن فروگذار نکرده و از هر گذرگاه فکر و اندیشه گذشته است...

علاّمه اقبال متفکر و شاعر شهیر و بلندپایهٔ پاکستان معتقداست که : "نخستین مسلمان و شاه مردان و سرمایهٔ "ایمان علی(ع) است

مسلم اوّل شه مردان علی (ع)　　　عشق را سرمایهٔ ایمان علی(ع)

اقبال می‌گوید : مقام علی آنقدر والاست که پیامبر بزرگ اسلام نامش را بوتُراب نهاد و پروردگار در ام‌الکتاب یدالله اش لقب داد همچنین اقبال معتقد است که علی(ع) در این جهان "شکوه خیبر" را زیر پا دارد و در آن جهان دستش قسمت کنند : کوثر است

خواجه عنایت الله فُرسی بنیدانی شاعر دربار اکبر شاه (۱۰۱۴ هـ) و محمد قلی قطبشاه (۱۰۲۰ هـ) و جهانگیر، دربارهٔ علی علیه‌السّلام می‌گوید :

چو فُرسی به مهر علی زنده‌ام　　　ولـی خدا را ز جان بنده‌ام

Marfat.com

علی ولی پیشوای منست علی رهبر و مقتدای منست

مولانا میرزا محمد علی صائب شاعر بزرگ و صاحب مکتب ادب فارسی در سال ۱۰۳۴ و اواخر عهد جهانگیر پادشاه از طریق کابل روانهٔ هندوستان شد. در دوران اقامت خود در هند چنان به علی(ع) و بارگاه قدس او عشق می ورزد که بالاترین آرزویش را مردن در نجف می داند.

صائب از هند جگر خوار برون می آیم دستگیر من اگر شاه نجف خواهد شد

صائب از عمر همین کام تمنّا دارد که ز هند آید و در خاک نجف وا افتد

گل محمّد ناطق مُکرانی از شاعران خطهٔ بلوچستان پاکستان است که در نعت و وصف حضرت علی علیه اسلام توصیفهای پراحساس دارد و نسبت به آن شخصیت کم نظیر جهان اسلام اخلاص وارادت خاصّی می ورزد:

آنچه موسی دید در سینا ببینی بی حجاب سرمهٔ چشمت شود گر خاک پای بوتراب

ناطق با همهٔ بیان این اخلاص و اشتیاق به حضرت علی ابن ابی طالب در پایان اعتراف و آرزو می کند که :

یا علی(ع) مدح تو سنجیدن نه حدّ ناطق ست
گرچه سنجیدست در مدحت همهٔ لُب لِباب
یا علی(ع) ناطق ندارد جز تو کس فریاد رس
ای توام فریاد رس امروز و هم روز حساب

علامه اقبال در بارگاه باب مدینةالعلم

در این مقاله آقای سید عباس حسنین کاظمی ارادت و عقیدت علامه اقبال (رح) را نسبت به ذات "مسلم اول شد مردان علی(ع)" اشاره کرده و می‌گوید که عشق مودت حضرت محمد(ص) و آل محمد(ص) جزو اهم فلسفه حیات اقبال است و به عقیدهٔ او همین رشتهٔ مودت برای قوم مرده مژده جانفزا می باشد. نگارنده محترم دراین مورد از بسیاری از اشعار اردو اقبال استناد جسته و عقیدت وی را نسبت به حضرت پیغمبر(ص) و اهل بیت اطهار(ع) شرح داده است. ارادت فوق العاده اقبال نسبت به امیرالمومنین حضرت علی(ع) از دو

Marfat.com

بیت زیر کاملاً آشکار است.
که مقاله نگار در قسمت پایان مقال خود آورده است:

هـــرکه دانـــائی رمـوز زنـدگیست سراسمای علی (ع) داند که چیست
از ولای دودمـــــانش زنــــده ام درجـــهان مـــثل گـــهر تـابنده ام

حیات علی(ع) مسئولیتهای ما

دراین مقاله بسیار مختصر آقای عارف حسین چند نکته مهم از زندگانی امیرالمؤمنین حضرت علی(ع) بیان کرده است و احوال زندگی حضرت را از ولادت تا شهادت بطور بسیار مختصر آورده است و همچنین به خدمات امام علی(ع) در راه دفاع از پیغمبر اسلام(ص) و حفظ دین مبین اسلام مختصراً اشاره نموده است. از میان غزوات تنها به غزوات بدر و خندق و جهاد حضرت علی(ع) در این غزوات بطور بسیار خلاصه اکتفا نموده است و از فضائل حضرت علی(ع) به باب علم بودن او و از سیرت و مساوات درحقوق مردم و عدالت میان آنها را آورده است. همچنین به واقعه شهادت او و بعضی نکات مهم از وصیت او اشاره کرده، به مسئولیتهای ما بینی بر تأسي و تقلید او در زمینه عدل و انصاف و محبت و اخوت تأکید نموده است.

میرزا غالب و منقبت حضرت علی (ع)

میرزا اسدالله خان غالب (م ۱۲۵۵) شاعر بنام شبه قاره پاکستان و هند می باشد. او در زبانهای فاسی و اردو شعر می گفت. دیوان مختصر شعر اردواش خیلی شهرت دارد ولی خود غالب شعر فارسی را در مقابل شعر اردواش اهمیت بیشتری می داد. نویسنده این مقاله آقای دکتر سرفراز ظفر اول نکاتی دربارهٔ مقام والای حضرت علی(ع) را بیان کرده است بعداً نمونه‌های برجسته از منقبت حضرت علی(ع) را ثبت کرده است که غالب در اردو و فارسی نوشته است. غالب منقبت علی(ع) را کمتر از نعت نبی(ص) نمی داند و برای آن همان حزم و احتیاط را لازم می دارد که برای نعت ضروری است. غالب به حضرت(ع)

Marfat.com

اینقدر ارادت دارد که بمحض گفتن اسم علی(ع) احساس لذت می‌کند. این اسم برای او اسم اعظم است. آرزوی نهایی غالب این است که مدفن او در نجف اشرف باشد.

شخصیت حضرت علی(ع)

پرفسور مقصود جعفری در این مقاله گوشه‌هایی از شخصیت جامع‌الاطراف حضرت علی را بشیوه دلنشینی برای علاقه مندان تبیین نموده‌است. در این رهگذر از احادیث نبوی(ص)، آثار دانشمندان شرق و غرب، شعر مولانا و اقبال اکتساب و اقتباس نموده، مطلبی جالب عرضه داشته‌است، که خواندنی است.

بررسی پیرامون زندگانی حضرت علی(ع)

آقای علوی نویسندهٔ مقاله با استناد به احادیث متعدد حضرت رسول اکرم صلی‌اللّه‌علیه‌وآله وسلم، زندگانی امیرالمومنین حضرت علی(ع) را بنحو جالبی تبیین نموده است. اغلب احادیثی که در این مقاله به آن استناد شده در سایر مقاله ها کم تر به آن اشارت گردیده است. بطور مجموع این گفتاری است که در آن از سوانح علی المرتضیٰ بنحوی پزده برداشته شده که برای عموم خوانندگان مورد استفاده خواهد بود.

حضرت علی(ع) بحر ذخّار علم و ادب

نویسنده مقاله آقای جاوید اقبال قزلباش اشاره به اوصاف ملکوتی شخصیت حضرت علی(ع) آن بزرگ مرد تاریخ اسلام را مظهر جمال و جلال الهي و پیکر کمال علم و عرفان و صدق و صفا توضیف می‌کند و میگوید شخصیت علی پرتوی اخلاق الهیه است. و در بین کمالات علی (ع)، که انسان را به اوج عظمت میرساند، مختصراً به علم آن حضرت اشاره میکند. از سوی دیگر جهت نشان دادن جلوه از علوم مرتضوی به خطبات نهج‌البلاغه استناد

Marfat.com

می‌کند و از اقوال متقدمین و متاخرین علما و دانشمندان سند می‌آورد و در ضمن نویسنده از نهج‌البلاغه نمونه‌های از اقوال امیرالمومنین را جهت استفاده خوانندگان ارائه می‌کند. همین طور به تعداد دعا و نهایش منظوم و منثور آن شخصیت والای اسلام بعنوان الگوی خداپرستی اشاره می‌کند و ترجمه آنرا نیز ارائه می‌کند و تعدادی از علوم ظاهری و باطنی که حضرت علی(ع) مروج، مبداء و سرچشمه آن بودند را ذکر می‌کند.

امر به معروف و نهی از منکر و نظارت همگانی از منظر امیر مؤمنان علی(ع)

آقای محمد رضا جواهری نویسنده این مقاله هستند که در ویژه‌نامه سال امام علی(ع) مجله دانشکده ادبیات و علوم انسانی چاپ گردیده‌است.

در مقالهٔ حاضر به «امر به معروف و نهی از منکر» و ارزش نقش «نظارت همگانی» در پاس داری از حقیقت و ماهیت حکومت اسلامی پرداخته شده و موضوعات مرتبط با آن از دیدگاه امیرمؤمنان امام علی(ع) بررسی می‌کند. همچنین از منظر آن امام همام، به طور مستقیم از ارزش نظارت عمومی مردم بر کارگزاران نظام در قوای مجریه، مقننه و قضائیه و لزوم حق گرایی و حق گویی ملت و دولت، همچنین اهمیت و نقش انتقاد پذیری مسؤولان در گسترش نظارت ملی و فراهم کردن نظارت عمومی بحث شده است.

امر به معروف و نهی از منکر، تکلیف شرعی عمومی و واجب همگانی است و در نظام اسلامی ایران که مهمترین دستاورد انقلاب است باید به این اصل مهم و سرنوشت ساز عمل شود. خبرگان منتخب مردم نیز در تنظیم قانون اساسی جمهوری اسلامی ایران به این وظیفهٔ بزرگ دینی عنایت و توجه داشته‌اند و آن را در اصول کلی قانون اساسی قرار داده و در اصل هشتم» آورده‌اند: در جمهوری اسلامی ایران دعوت به خیر، امر به معروف و نهی از منکر وظیفه‌ای است همگانی و متقابل به عهدهٔ مردم نسبت به یکدیگر، دولت نسبت به مردم و مردم نسبت به دولت.... و المؤمنون و المؤمنات بعضهم اولیاء

Marfat.com

یعض یأمرون بالمعروف و ینهون عن‌المنکر. بنابر این علاوه بر این که حکومت در دزون تشکیلات خود باید ناظران با صلاحیت و بازرسان هوشیار و زیرک و حراستهای نیرومند با قدرت قانونی مطلوب برای امر به معروف و نهی از منکر درون خانواده دولت و مجلس و دستگاه قضایی داشته باشد و قوه قضائیه براساس گزارشهای بازرسان مؤمن و با تجربه با قاطعیت با فساد مدیران و ادارات مبارزه کند، جلب مشارکت عمومی به منظور توسعه و تعمیق «نظارت مردمی» نیز لازم است و مردم مؤمن و انقلابی هم باید اعمال کارگزاران را ارزیابی نمایند و با امر به معروف و نهی از منکر نسبت به دولتمردان، رؤسا، وزیران، معاونان و استانداران، با آلودگیهای آنان مبارزه کنند و جلو انحرافات آنان را بگیرند و به اصلاح امور حکومت و مهار مفاسد مدیران و فساد اداری کمک کنند.

توصیه امام علی(ع) به زمامداران

در این مقاله که توسط دکتر محمد علوی مقدم تهیه شده و در کتاب ویژه نامه سال امام علی(ع) مجله دانشکده ادبیات علوم انسانی چاپ گردیده‌است اندکی از دستورهای امام علی(ع) در نهج‌البلاغه بررسی شده است. امام علی(ع):

اوّلاً - دربارهٔ مسائل اقتصادی و مالی برای حاکم دستورالعمل صادر کرده‌است.

ثانیاً - در باب نیروهای مسلّح برنامه تعیین کرده است.

ثالثاً - دربارهٔ امور اجتماعی و حقوقی آحاد مردم سخن گفته است.

رابعاً - در مورد عمران و آبادانی کشور دستورهایی صادر کرده‌است.

خامساً - دربارهٔ رفتار شخص زمامدار که با مردم چگونه عمل نماید، دستورات لازم را داده‌است.

امام علی(ع) در این مقاله حدّ و مرز طبقات مختلف را مشخص کرده‌است. و گفته است که: زمامدار

Marfat.com

اوّلاً - باید تقوا داشته باشد.

ثانیاً - از دستورهای الهی که در کتاب خدا و سنت رسول‌الله هست پیروی کند.

ثالثاً - زمامدار باید از لغزشها و خطاهای مردم درگذرد.

امام علی(ع) در عهدنامه مالک اشتر در باب گزینش قُضات دستورالعمل سودمند داده‌است. در باب کاتبان و نویسندگان و منشیان دستگاه حکومت دستورهایی داده است و در فصل نهم عهدنامه به زمامداران توصیه کرده‌است که نسبت به بازرگانان و صنعتگران به خوبی رفتار شود.

کارنامه های علمی حضرت علی

نویسنده مقاله آقای نور محمد نظامی در باب نقش و سهم حضرت علی در علوم ظاهری و باطنی منجمله علم القرآن، علم‌الحدیث، علم الفقه، علم السنت، علم الفرایض، علم‌الادب، علم‌الکتابت، علم‌الخطابت، علم‌الشعر، علم‌التصوف و عرفان، علم‌القضاء، و علم الطب را با اختصار بازگونموده مقام منفرد حضرت علی را در صدر اسلام مبرهن ساخته است.

مناقب علی(ع)

نویسندهٔ مقاله آقای سرور انبالوی در تبیین مناقب علی(ع) از آثار منثور و منظوم منجمله کتب سیرت، نهج‌البلاغه، شعر اقبال استفادهٔ سرشاری نموده‌است. در ابتدای مقاله شعر معروف امام الشافعی در منقبت حضرت علی(ع) را اقتباس نموده که مورد توجه کلیهٔ مسالک میباشد. از وصیت امیرالمومنین (ع) به حسنین علیهم‌السلام نیز عباراتی ارایه نموده که بسیار آموزنده میباشد.

Marfat.com

رموز قرآن

آقای نیسان اکبرآبادی شاعر معروف زبان اردواند نتائج و بتوفیق الهی ترجمۀ منظوم قرآن مجید در زبان اردو را به پایان رسانیده‌اند مطالعات دربارۀ معارف قرآن که دوران ترجمه دریافت در این مقاله بیان نموده‌است. از آنجمله نکات جالبی راجع به حروف مقطعات قرآن نوشته‌است حروف مقطعات از ا - ح - ر - س - ص - ط - ع - ق - ک - ل - م - ن - ه - ی ترکیب یافته‌اند و نویسنده عقیده دارد که ازین حروف تهجی جملۀ بدست می‌آید صراط علی حق نمسکه یعنی راه علی(ع) حق است و به آن تمسک جویید. همچنین نکاتی دربارۀ سوره فاتحه و سوره رحمن هم نوشته است.

Marfat.com

Marfat.com

PAYGHĀM-E-ĀSHNĀ
Islamabad-Pakistan

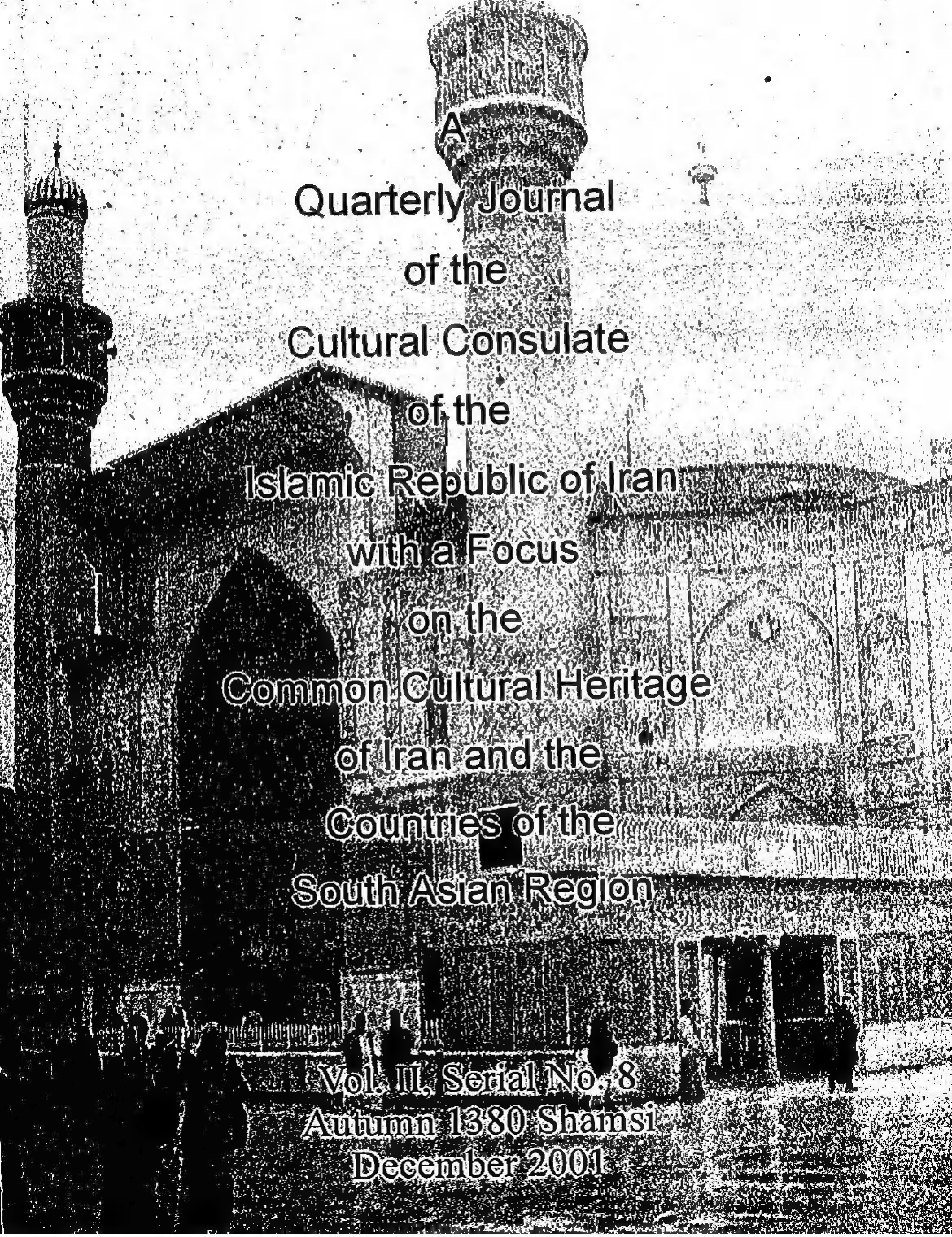

A
Quarterly Journal
of the
Cultural Consulate
of the
Islamic Republic of Iran
with a Focus
on the
Common Cultural Heritage
of Iran and the
Countries of the
South Asian Region

Vol. II, Serial No. 8
Autumn 1380 Shamsi
December 2001

Marfat.com